سبحان الذی علمنا المنطق والبیان

منطق کی کتاب نادر الترتیب یعنی اردو میں تہذیب کی شرح عجیب و غریب موسوم بہ

توشیح التہذیب

تصنیف

مولانا حافظ محمد عبد الرحمن بقا غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۳۲۴ ہجری

طبع پنجم

مولانا محمد فضل الرحمن باقی (لکچرار عربی کلکتہ یونیورسٹی) ابن مصنف

کی اجازت سے احقر محمد منظور حسن آروی

نے

مطبع سنا هند کلکتہ میں چھاپا

۱۳۵۵ھ قیمت فی جلد عہ

فہرست مضامین کتاب توضیح التہذیب

سبحان الذی علمنا المنطق والبیان

منطق کی کتاب نادر الترتیب یعنی اردو میں تہذیب کی شرح عجیب و غریب موسوم باسم

توضیح التہذیب

تصنیف

مولانا حافظ محمد عبدالرحمن بقا غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۳۵۴ ہجری

طبع پنجم

مولانا محمد فضل الرحمن باقی (لکچرار عربی کلکتہ یونیورسٹی) ابن مصنف

کی اجازت سے احقر محمد منظور حسن آروی نے

سادھنا پریس لمیٹڈ کلکتہ میں چھاپی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق الانسان بحکمته الباهرة وعلّمه
المنطق والبیان سبحانه من اله تعالی شانه وعجزت عن ادراك
حقیقته عقول اهل العرفان والصلوٰة والسلام علی خیر
خلقه محمّد الذی ارسله بالقول الفصل فی اٰخر الزمان رحمة
لعباده معرّفا لاحکامه مبیّنا لحدوده ماحیا لرسوم الکفر و
الطغیان وعلی اٰله واصحابه الکرام المتواضعین الذین جلّت
مناقبهم عن تصوّر الاذهان ونالوا بتصدیق نبوّته وشرف
صحبته اعظم درجات فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر
دیّان ما استند المسلمون فی اثبات انواع مقاصدهم
بالحدیث والقراٰن وابطلوا دعوی المشرکین بتقریب
الدلیل وترتیب الحجّة واقامة البرهان ط

امابعد۔ خادم ارباب صفا ابوالصمصام محمد عبدالرحمن بقا کان اللہ لہ وکفیٰ عرض کرتا ہے کہ علم منطق میں رسالۂ تہذیب مؤلفۂ علامہ مسعود بن عمر بن عبداللہ معروف بہ شیخ سعدالدین تفتازانی[1] تغمدہ اللہ بغفرانہ ایک متن لطیف حاوی مہمات مسائل ہے اور مقبولیت عام کا جو رتبہ اِس کو حاصل ہے وہ محتاج اظہار نہیں اگرچہ اہل علم نے قدیمًا وحدیثًا عربی وفارسی میں اِس کی متعدد شرحیں لکھی ہیں مگر آج تک کوئی شرح اُردو زبان میں نظر سے نہیں گزری۔ بارہا میں نے قصد کیا کہ میں اپنے طور پر اس کی ایک شرح اُردو زبان میں لکھوں تاکہ عام طلبۂ علم اُس سے مستفید ہوں۔ مگر دل دردمند کی بیتابیوں سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ میں اِس کار اہم کو انجام دیتا۔ آخرالامر توفیق الٰہی نے دستگیری کی اور تھوڑے زمانے میں یہ شرح حسب مقتضائے خاطر مرتب ومکمل ہوکر توضیح التہذیب کے ساتھ موسوم ہوئی اور اس کا تاریخی نام محصّل التہذیب ۱۳۱۶ خزانۂ غیب سے مرحمت ہوا میں نے اِس شرح میں قدیم شارحین کا طریقہ چھوڑ کر ایک نئی روش اختیار کی ہے جس کا لُطف اہل علم پر پوشیدہ نہ رہے گا۔ اور اس بات کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ طرز بیان نہایت آسان ہو اور نظر بالذات حل مطالب پر مقصور رکھی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھا ہے کہ کلام طویل اور حشو وزوائد سے خالی ہو اور اُن مباحث سے جنکا نتیجہ محض تشویش اذہان ہے بالکل قطع نظر کی ہے اور حسب موقع ومحل

---

[1] تفتازان ایک شہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے یہیں اُن کی ولادت ماہ صفر ۷۲۲ھ میں ہوئی یہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے صرف ونحو ومعانی وبیان ومنطق وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اُن کی تصانیف انکی غایت فطانت وذکاء طبع پر دال ہیں سلطنت تیموریہ میں یہ اور اُن کے ہمعصر علی بن محمد بن علی معروف بہ سیّد شریف وسیّد سند جرجانی مقرب بارگاہ شاہی تھے اور بارہا دونوں میں بادشاہ کے روبرو مناظرے ہوئے اور یہی آپس میں کسی قدر شکر رنجی کا باعث ہوا۔ ماہ رجب ۷۸۹ھ میں تہذیب کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ اُن کی بعض تصانیف کے نام یہ ہیں سعدیہ شرح شمسیہ (علم منطق میں) تلویح حاشیہ توضیح۔ شرح تنقیح (اصول فقہ میں) شرح عقائد نسفی (علم کلام میں) مطول۔ مختصر المعانی (دونوں معانی وبیان میں) شرح تصریف زنجانی (اس کو ۱۶ برس کے سن میں تصنیف کیا تھا) ارشاد (علم نحو میں) حاشیہ تفسیر کشاف (ناتمام رہ گیا) حاشیہ شرح مختصر الاصول۔ شرح تلخیص الجامع الکبیر۔ فتاویٰ حنفیہ۔ مفتاح الفقہ۔ دوشنبہ کے دن ۲۲۔ محرم کو ۷۹۷ھ یا ۷۹۲ھ یا ۷۹۱ھ میں (علی اختلاف المورخین) سمرقند میں وفات پائی اور بدھ کے دن ۹۔ جمادی الاولیٰ کو سرخس میں منقول ہوکر مدفون ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

طلبہ کے سمجھنے کے لائق فوائد کثیرہ زیادہ کئے ہیں۔

میں اللہ سبحانہ سے دعا کرتا ہوں کہ عامۂ طالبین اور خصوصاً فرزند ارجمند قرۃ العین **محمد فضل الرحمٰن** کو اس سے نفع تام بخشے سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مُبَارِکًا فِیْ حَیَاتِہٖ وَجَعَلَہٗ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْاَبْرَارِ بِعِنَایَاتِہٖ۔ اٰمین

قطعۂ تاریخ

چوں بانجام رسید ایں نامہ — بعنایاتِ خدائے وہاب

زد رقم کلک بقا تاریخش — حَلِّ تہذیب و کلامِ نایاب

ایک عجیب حسن اتفاق یہ ہے کہ **تہذیب منطق** سے جو اصل رسالہ کا لقب ہے اِس شرح کے سنین تالیف بلا تخرجہ وتعمیہ نکلتے ہیں۔ یہاں مجھکو تفاؤل کا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے۔

کیا عجب ہے کہ افادۂ عام اور حسن وقبول میں شرح ومتن دونوں ایک ہوں ؎

اتحادیست میان من وتو — من وتو نیست میان من وتو

اَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

م۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا سَوَاءَ الطَّرِیْقِ وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِیْقَ خَیْرَ رَفِیْقٍ ۞

ت۔ سب تعریفیں اللہ کو ثابت ہیں جس نے ہم کو سیدھی راہ دکھائی اور توفیق کو ہمارے لئے بہت اچھا مہربان ساتھی بنایا۔

ش۔ حمد اختیاری نیک کام پر انعام ہو یا غیر انعام بنظر تعظیم زبان سے تعریف کرنا ہے جیسے حَمِدْتُ زَیْدًا عَلٰی عِلْمِہٖ وَسَخَائِہٖ

ل؎ نعمت دُنیا ۱۲

مدح[1] - نیک[2] کام پر انعام ہو یا غیر انعام بنظر تعظیم زبان سے تعریف کرنا ہے جیسے مَدَحْتُ زَیْدًا عَلٰی حُسْنِہٖ۔

یہاں[1] حَمِدْتُ نہیں کہہ سکتے کیونکہ حمد کے معنی میں اختیاری کی قید معتبر ہے اور خوبصورت ہونا زید کا اختیاری کام نہیں ہے۔

بعض کے نزدیک مدح بھی حمد کے معنی میں ہے یعنی مدح میں اختیاری کی قید معتبر ہے۔

شکر منعم کے انعام پر بنظر تعظیم زبان یا دل یا اعضائے جوارح سے تعریف کرنا ہی دل سے تعریف کرنے کے معنی یہ ہیں کہ منعم کی محبت اور اُس کے منعم اور قابل ثنا ہونے کے اعتقاد کو دل میں جگہ دے۔

اعضائے جوارح سے تعریف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ منعم کی خدمت اور اطاعت کرے یا اور کوئی ایسا کام کرے جس سے منعم کی تعظیم سمجھی جائے۔ قال الشاعر[3]

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلٰثَۃً　　　یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرُ الْمُحَجَّبَا

بہ نظر تعظیم کی قید اس لئے ہے کہ جو تعریف بنظر استہزا ہوتی ہے اُس کو حمد یا مدح یا شکر نہیں کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ ذُقْ[4] اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ ؕ

اللّٰہ - خالق عالم کی ذات پاک کا علم اور اعرف المعارف ہے۔

ہدایہ - دو معنوں میں مستعمل ہے۔

---

[1] مدح و شکر یہ دونوں لفظیں متن میں مذکور نہیں ہیں اِن دونوں کے معنی کا بیان معنی حمد کی مزید توضیح کے لئے ہے ۱۲ منہ [2] اختیاری ہو یا غیر اختیاری ۱۲ منہ [3] تمہاری نعمتوں نے (جو مجھ کو عطا ہوئی ہیں) تم کو میری طرف سے تین چیزیں بخشدیں میرا ہاتھ اور میری زبان اور دل پوشیدہ یعنی یہ تینوں چیزیں اب تمہاری ہوگئیں میری نہ رہیں کیونکہ ہاتھ ہمیشہ تمہارے ہی خدمت اور اطاعت کرتا ہے اور زبان تمہاری ہی مدح و ثنا میں مصروف رہتی ہے اور دل جو سینے کے اندر چھپا ہوا ہے تمہیں سے محبت اور حُسن عقیدت رکھتا ہے ۱۲ منہ [4] عذاب چکھ بیشک تو غالب بزرگ ہے (سورہ دخان رکوع ۳ - پارہ ۲۵) قیامت کے دن جب کافر جہنم میں ڈالا جائے گا تو اللہ سبحانہٗ فرشتوں سے فرمائے گا کہ اُس سے از راہ استہزا ریہ کہو ۱۲ منہ

(۱) منزل مقصود کی راہ دکھانا خواہ چلنے والا منزل مقصود تک پہنچے یا نہ پہنچے (یہ معنی حقیقی اور کتب لغت سے ماخوذ ہیں) جیسے قولہ تعالیٰ[۱] اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا۔

(۲) اس طرح منزل مقصود کی راہ دکھانا کہ چلنے والا منزل مقصود تک پہنچ جائے (یہ معنی مجازی ہیں) جیسے قولہ تعالیٰ[۲] اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

مصنف تفسیر کشاف کے حاشیے میں فرماتے ہیں کہ لفظ ہدایت ان دونوں معنوں میں مشترک ہے۔ جب وہ مفعول ثانی کی طرف متعدی بنفسہ ہوتا ہے تو اُس سے معنی ثانی اور جب متعدی بالی یا بلام ہوتا ہے تو معنی اول مراد ہوتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ[۳] اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ و قولہ تعالیٰ[۴] وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ و قولہ تعالیٰ[۵] اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔

مصنف کے اس خیال کی غلطی اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ الْاٰيَة سے بخوبی ظاہر ہے کیونکہ اسمیں ہدایت سے یقیناً معنی اوّل مراد ہیں حالانکہ وہ مفعول ثانی کی طرف متعدی بنفسہ ہے۔

علاوہ بریں مصنف کے بیان سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جب مفعول ثانی محذوف ہو اُسوقت کون سے معنی مراد ہوں گے۔ جیسے قولہ تعالیٰ[۶] وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ۔

سوار۔ یا بمعنی وسط ہے۔ قولہ تعالیٰ[۷] خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ یا بمعنی

---

[۱] بیشک ہم نے انسان کو راہ دکھائی اس حالت میں کہ وہ یا شکرگزار ہے یا ناشکر ہے (سورۂ دہر رکوع ۱۔ پارہ ۲۹) شکرگزار سے مومن اور ناشکر سے کافر مراد ہے ۱۲ منہ [۲] بیشک تو نہیں ہدایت کرسکتا ہے اس شخص کو جس کو تو دوست رکھے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (سورہ قصص رکوع ۶۔ پارہ ۲۰) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے پاس اُن کے مرنے کے وقت تشریف لائے اور کلمۂ توحید کے پڑھنے کی ہدایت کی ابوطالب نے انکار کیا آپ کو اُن کے ایمان نہ لانے کا ملال ہوا اس وقت یہ آیۂ کریمہ آپ کے خاطر مبارک کی تسلی کے لئے اللہ سُبحانہٗ نے نازل فرمایا ۱۲ منہ [۳] ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت کر (سورۂ فاتحہ ۱۲ منہ

[۴] اللہ سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے (سورۂ بقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲)

[۵] بیشک یہ قرآن اُس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو نہایت درست ہے (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۔ پارہ ۱۵) ۱۲ منہ

[۶] اور لیکن ثمود پس ہم نے اُن کو ہدایت کی (سورۂ حم السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۴) ۱۲ منہ

[۷] اس کو پکڑو پھر اُس کو کھینچ کے دوزخ کے بیچ میں ڈال دو (سورۂ دخان رکوع ۳ پارہ ۲۵) اللہ سبحانہٗ قیامت کے دن کافر کی نسبت فرشتوں سے یہ فرمائے گا ۱۲ منہ

مستوی۔ قولہ تعالیٰ قُلْ[۱] یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ یا بمعنی استوار۔ قولہ تعالیٰ فَانْۢبِذْ[۲] اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ۔ صورت اولیٰ میں وسط الطریق کنایہ صراط مستقیم یعنی سیدھی راہ سے ہے۔ صورت ثانیہ میں صفت کی اضافت موصوف کیطرف ہے یعنی الطریق المستوی (مستوی بمعنی مستقیم ہے)

صورت ثالثہ میں بھی صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے مگر یہ توصیف مبالغۃً ہے۔ یا یہ کہ استوار بمعنی مستوی ہے اور مستوی اپنے موصوف کی طرف مضاف ہے۔ مصدر بمعنی اسم فاعل کلام عرب میں بہت مستعمل ہے جسطرح صفت کی اضافت موصوف کی طرف بکثرت شائع ہے۔

مصنفؒ کی مراد سیدھی راہ سے مطلق عقائد نفس الامریہ ہے یا صرف عقائد اسلام مگر اوّل اولیٰ ہے کیونکہ اس کو منطق اور کلام کتاب کی دونوں قسموں کے ساتھ مناسبت ہے یعنی براعۃ الاستہلال کا لطف دونوں کے اعتبار سے حاصل ہوتا ہے۔

براعۃ الاستہلال ۔ یہ ہے کہ اوّل کلام میں مقصود سے پہلے ایسے الفاظ ذکر کئے جائیں جو مقصود کے مناسب ہوں۔

توفیق[۳] عرف اور شرع میں مطلوب خیر کے حصول کے تمام اسباب کا مہیّا کر دینا ہے۔

رفیق ۔ مہربان ساتھی کو کہتے ہیں۔ واحد اور جمع دونوں مستعمل ہے۔ قولہ تعالیٰ وَحَسُنَ[۴] اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

لَنَا ۔ جعل کے متعلق ہے اور رفیق کے بعد بقرینہ لنا سابق ایک دوسرا لنا مقدر[۵] ہے کیونکہ رفیق

---

[۱] تو کہدے کہ اے اہل کتاب آؤ ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں برابر ہے (یعنی کلمہ توحید کا اقرار کرو جس پر تمام انبیائے کرام اور تمام کتب سماویہ متفق ہیں) (سورۂ آل عمران۔ رکوع ۷ پارہ ۳) ۱۲ منہ

[۲] پس پھینک اُن کی طرف اُن کے عہد کو برابری کے ساتھ (سورۂ انفعال۔ رکوع ۷ پارہ ۱۰) ۱۲ منہ

[۳] لغت میں مطلوب کے حصول کے تمام اسباب کا مہیّا کر دینا ہے مطلوب خیر ہو یا شر ۱۲ منہ [۴] اور اچھے رفیق وہ لوگ ہیں (سورۂ نسار رکوع ۹۔ پارہ ۵) ۱۲ منہ [۵] اس تقدیر سے وہ اعتراض دفع ہوگیا جو اس مقام میں وارد ہوتا تھا یعنی یہ کہ خیر رفیق یا توفیق کا ذاتی ہے یا اُس کا لازم اور یہ جائز نہیں ہے کہ جعل کا مفعول ثانی اس کے مفعول اوّل کا ذاتی یا لازم ہو کیونکہ جعل کا تخلل شئے اور اس کے ذاتیات یا لوازم کے درمیان میں ممتنع ہے۔ یہ اعتراض اس وجہ سے دفع ہوگیا کہ مطلق خیر رفیق اگرچہ توفیق کا ذاتی یا لازم ہے مگر خیر رفیق مقید بقید لنا اس کا ذاتی یا لازم نہیں ہے اور مفعول ثانی یہاں مقید ہے نہ مطلق ۱۲ منہ

کے وجود کے لئے اُس شخص کی بھی ضرورت ہے جس کا وہ رفیق ہو۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ لَنَا رفیق کے متعلق ہو اور چونکہ یہ ظرف ہے اسلئے اُس کی تقدیم اُس کے عامل یعنی مضاف الیہ پر درست ہے کیونکہ ظروف میں وہ وسعت ہے جو غیر ظروف میں نہیں ہے۔

م ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَهٗ هُدًی هُوَ بِالْاِقْتِدَاءِ حَقِيْقٌ وَنُوْرًا بِهِ الْاِهْتِدَاءُ يَلِيْقُ

ت ۔ اور درود اور سلام اُس شخص پر نازل ہو جس کو اللہ نے بھیجا اس حالت میں کہ وہ ایسی ہدایت ہے کہ پیروی کئے جانے کے سزاوار ہے اور ایسا نور ہے کہ اُسی سے ہدایت پایا جانا لائق ہے۔

ش ۔ صَلٰوة کے کئی معنی ہیں۔ رحمت۔ دعا۔ استغفار۔ اللہ کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا۔ نماز۔

یہاں مراد رحمت ہے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں۔ دعا و استغفار اس وقت مراد ہوتے ہیں جب اُس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہوتی ہے جیسے قولہ تعالےٰ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ[1]۔

مَنْ اَرْسَلَهٗ سے سیّد المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سراپا برکات مراد ہے۔ اور چونکہ وصف رسالت تمام صفاتِ کمال کا جامع ہے اسلئے مصنف نے اُسی کے ذکر پر اقتصار کیا۔

هدی مصدر مرادف ہدایت یا بمعنی راہ راست ترکیب میں حال واقع ہے[2] اور اُس کا اطلاق ذوالحال یعنی ضمیر مفعول پر زَيْدٌ عَدْلٌ کی طرح بطریق مبالغہ ہے۔ نُور کے دو معنی ہیں روشنی چیزوں کا بیان کرنے والا۔ یہاں مراد معنی اوّل ہے۔ اور ترکیب میں جو ہدیٰ کا حال تھا وہی نوراً کا بھی ہے۔

[1] اور اُن کے لئے دعا اور استغفار کر بیشک تیری دعا اور تیرا استغفار اُن کے دلوں کی تسکین ہے (سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳۔ پارہ ۱۱) ۱۲ منہ

[2] اور ممکن ہے کہ مفعول ہو لیکن اس صورت میں اُسکے ہمجنس یعنی نوراً کی مناسبت فوت ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ھُدًی مصدر بمعنی اسم فاعل اور نوراً بمعنی ثانی ہو لیکن ان صورتوں میں مبالغہ جو مقام مدح کے مناسب ہے فوت ہو جاتا ہے۔

ھدی اور نوراً کے بعد جو جملے واقع ہیں وہ اُن کی صفتیں ہیں کما ھو الظاہر[1]۔ اقتدا ر پیروی کرنا اور اھتدا ر راہ پانا ہے یہ دونوں مصدر لازم ہیں یہاں مصدر مبنی للمفعول کے معنی میں ہیں۔

بہ ۔کی تقدیم اُس کے متعلق بالفتح یعنی الاھتداء پر افادہ حصر کے لئے ہے کیونکہ علم بلاغت میں ثابت ہو چکا ہے کہ تقدیم ماحقہ التاخیر مفید حصر ہے۔

معنی حصر سے یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین انبیائے سابقین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ادیان کا ناسخ ہے۔

م۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ سَعِدُوْا فِیْ مَنَاھِجِ الصِّدْقِ بِالتَّصْدِیْقِ وَصَعِدُوْا فِیْ مَعَارِجِ الْحَقِّ بِالتَّحْقِیْقِ۔

ت۔ اور اُس کے آل و اصحاب پر جو راستی کے تمام راہوں میں تصدیق کے سبب سے نیک بخت ہوئے اور حق کی تمام سیڑھیوں پر تحقیق کے ساتھ چڑھے۔

ش۔ آل کے کئی معنی ہیں گھرانے والے پیروی کرنے والے۔ یاران مددگار۔ یہاں مراد معنی اوّل ہے۔ اُس کی اصل اَھْلٌ تھی ہ ہمزہ سے بدل دی گئی اَءْلٌ ہوا۔ پھر توالی ہمزتین کی وجہ سے ہمزۂ ثانیہ الف سے بدلا گیا آل ہوا۔ اس کی تصغیر اُوَیْلٌ اور اُھَیْلٌ ہے۔ آل و اہل میں از روئے استعمال یہ فرق ہے کہ آل کا مضاف الیہ خاص وہی شخص ہوتا ہے جسکو شرافت دارین یا شرافت دنیا حاصل ہو جیسے آل موسیٰ آل ھارون۔ آل فرعون۔ اور اہل کا مضاف الیہ عام ہے۔ آل الحجام نہیں کہہ سکتے بلکہ اھل الحجام کہیں گے۔

اصحاب۔ صحب کی جمع ہے اور صحب صاحب کی جمع۔ صاحب یار اور ساتھی کو کہتے ہیں۔ یہاں

---

[1] اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان دونوں جملوں کا حال ہونا بھی ممکن ہے لیکن یہ خلاف ظاہر ہے جیسا کہ ان لوگوں پر جو فصحا کے کلام کی روش سے آگاہ ہیں یہ امر پوشیدہ نہیں ہے فافہم ۱۲ منہ

اصحاب سے وہ مومنین مراد ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اور مرتے دم تک ایمان پر قائم رہے۔

سَعِدُوْا۔ اگر باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے تو اس کا مصدر سعادت ہے جس کے معنی نیک بخت ہونا ہیں۔ اور اگر باب فَتَحَ یَفْتَحُ سے ہے تو اس کا مصدر سعد اور سُعُود ہے جسکے معنی مبارک ہونا ہیں۔

مناہج۔ جمع مَنْہَجْ مرادف نَہج و منہاج بمعنی راہِ روشن ہے۔

صدق۔ ضد کذب ہے۔

تصدیق۔ سچا سمجھنا۔ مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانا ہے۔

بِ۔ اس میں سببیت کے لئے ہے اور سعدوا کے متعلق ہے۔

صُعُوْد۔ چڑھنا باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے۔ فی کے ساتھ مستعمل ہے۔

مِعْرَج۔ مَعْرَج۔ مِعْرَاج۔ سیڑھی اور چڑھنے کی جگہ کو کہتے ہیں اسکی جمع مَعَارِج ومَعَارِیج ہے

حق۔ ضِدِّ باطل اور مرادف صدق ہے۔

کبھی صدق اور حق میں ایک اعتباری فرق کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے اُس کی توضیح یہ ہے کہ خبر یا اعتقاد جب واقع کے مطابق ہوگا تو واقع بھی ضرور اُن کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ مطابقت طرفین سے ہوتی ہے پس خبر یا اعتقاد کو اس حیثیت سے کہ وہ واقع کے مطابق ہے صدق کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ واقع اس کے مطابق ہے حق کہتے ہیں۔

تحقیق۔ ثابت اور مستحکم کرنا اور مرادفِ تصدیق بھی ہے۔

ب۔ اس میں سببیت یا اتصال کے لئے ہے۔ اور صعدوا کے متعلق ہے۔ اور ممکن ہے کہ بَ صرف اتصال کے لئے ہوا اور محذوف کے متعلق ہو گویا اصل عبارت یہ ہے۔ ھٰذا الحکم مُتَلَبِّسٌ بِالتَّحْقِیْقِ یعنی صعود کا حکم جو اس کلام میں ہے تحقیق کے ساتھ ملا ہوا یعنی ثابت اور مستحکم ہے۔ لیکن اس صورت میں اُس کے ہمجنس بالتّصدیق کی مناسبت بالکل فوت ہو جاتی ہے۔

ف ۱ ۔مناہج اور معارج کے ترجمے میں لفظ تمام اس وجہ سے زیادہ کیا گیا ہے کہ جو جمع معرّف باللّام کی طرف مضاف ہوتی ہے وہ مفید استغراق ہوتی ہے حق کی تمام سیڑھیوں پر چڑھنے سے حق کے مرتبۂ عالی اور اُس کی غایت تک پہنچ جانا مراد ہے۔

(۲) تصدیق۔صدق۔حق۔تحقیق۔یہ لفظیں براعۃ الاستہلال کا حسن دکھا رہی ہیں۔

(۳) اسم موصول کے بعد والے دونوں جملے جو صلہ واقع ہیں اُن میں ترصیع کا جوہر نہایت آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔

ترصیع۔ یہ ہے کہ ایک فقرے کے تمام الفاظ یا اکثر الفاظ کے مقابل دوسرے فقرے میں اُن کے ہم وزن و ہم قافیہ الفاظ ترتیب کے ساتھ واقع ہوں جس طرح حریری کی اس عبارت میں ہے فَهُوَ يَطْبَعُ الْاَسْجَاعَ بِجَوَاهِرِ لَفْظِهٖ ٭ وَيَقْرَعُ الْاَسْمَاعَ بِزَوَاجِرِ وَعْظِهٖ۔

م۔ وَبَعْدُ فَهٰذَا غَايَةُ تَهْذِيْبِ الْكَلَامِ ٭ فِيْ تَحْرِيْرِ الْمَنْطِقِ وَالْكَلَامِ وَتَقْرِيْبِ الْمَرَامِ ٭ مِنْ تَقْرِيْرِ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ۔

ت ۔اور حمد و صلوٰۃ کے بعد پس یہ (کتاب) نہایت پاکیزہ کلام منطق اور کلام کے بیان میں ہے۔ اور مقصد یعنی عقائد اسلام کی تحقیق کو (ذہن کی طرف) نہایت نزدیک کر دینے والی ہے۔

ش ۔اسم اشارہ کو واضع نے اس لئے وضع کیا ہے کہ اُس سے موجود خارجی محسوس بحس ظاہر کی طرف اشارہ کیا جائے مگر مجازاً اس کے غیر کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے اور مقصود اس سے اس بات پر تنبیہ کرنا ہوتا ہے کہ یہ کمال ظہور میں موجود خارجی محسوس بحس ظاہر کے مثل ہے جیسے قولہ تعالیٰ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ۔

ہٰذا۔ یہاں اپنے معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ بشہادت عرف اُس سے کتاب یعنی الفاظ مخصوصہ کے نقوش کی طرف اشارہ ہے جو خارج میں موجود اور محسوس بحس ظاہر ہیں اور چونکہ یہ نقوش الفاظ مخصوصہ پر بالذات اور معانی پر بواسطۂ الفاظ مخصوصہ دال ہیں۔ اس لئے ان نقوش سے مجازاً الفاظ مخصوصہ یا معانی مخصوصہ مراد ہیں یعنی دال ذکر کرکے مدلول مراد لیا گیا ہے۔ اور

نقوش پر الفاظ کا اطلاق کرنا عرف میں بھی شائع وذائع ہے۔ اور اسکا انکار محض مکابرہ ہے۔

س۔ الفاظ مخصوصہ کے نقوش جو اشارے کے وقت مصنفؒ کے نزدیک حاضر تھے وہی نقوش تھے جو خاص مصنفؒ کے قلم سے کاغذوں پر ثبت ہوئے تھے پس اشارہ خاص اُنہیں نقوش کی طرف ہوگا۔ اِس سے لازم آتا ہے کہ اُن الفاظ مخصوصہ کے وہ نقوش جو دوسرے لوگوں کے قلموں سے کاغذ پر ثبت ہوں اُن کی طرف ہذا کا اشارہ جائز نہو اور اُن پر غایۃ تھذیب الکلام کا حمل صحیح نہ ہو حالانکہ یہ امر بدیہی البطلان ہے۔

ج۔ جس طرح الفاظ مخصوصہ اختلاف لافظیں یا اختلاف اوقات تلفظ سے عرف میں مختلف نہیں سمجھے جاتے اگرچہ حقیقت میں مختلف ہو جاتے ہیں اِسی طرح الفاظ مخصوصہ کے نقوش اختلاف کاتبین یا اختلاف اوقات و محالّ کتابت سے عرف میں غالباً مختلف نہیں سمجھے جاتے اگرچہ حقیقت میں مختلف ہو جاتے ہیں اور مدار کلام یہاں عرف پر ہے۔

س۔ اگر دیباچہ الحاقیہ[۱] ہے تو ہذا کا اشارہ نقوش مخصوصہ کی طرف بے شبہ صحیح ہے لیکن اگر دیباچہ ابتدائیہ ہے تو اُس وقت ہذا کا اشارہ نقوش مخصوصہ کی طرف صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ اشارے کے وقت مصنفؒ کے نزدیک نقوش مخصوصہ کا وجود خارج میں نہ تھا۔

ج۔ اگرچہ دیباچہ ابتدائیہ ہے تب بھی ہذا کا اشارہ انہیں نقوش مخصوصہ کی طرف ہے جو تصنیف کے بعد خارج میں موجود ہوئے ہیں کیونکہ عرفی خیال کے موافق ہذا کا استعمال اسی وقت ہوا ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ جب کسی امر کے متعلق اُس کے حدوث سے پہلے چند الفاظ مرتب کر لئے جاتے ہیں اور اُس کے بعد اُس امر کا حدوث ہوتا ہے تو عرف میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان الفاظ کا استعمال اُن کے معانی میں اس امر کے حدوث کے بعد ہوا ہے گویا اس سے پہلے وہ الفاظ غیر مستعمل اور قالب بے روح تھے۔

مثلاً اگر کوئی شاعر اپنے اُس قصیدے میں جس کو اُس نے ماہ رمضان المبارک میں تصنیف کیا ہے

---

[۱] اگر دیباچے کی وضع تصنیف کتاب کے بعد ہو تو اس کو الحاقیہ کہتے ہیں ورنہ ابتدائیہ ۱۲ منہ

کسی امیر کو عید کی مبارک باد دے۔ اور عین عید کے دن اُس قصیدے کو اُس امیر کے روبرو پڑھے تو عرف میں یہی خیال کیا جائیگا کہ اس قصیدے کے الفاظ کا استعمال اب ہوا ہے۔ اور یہ ہرگز تصور نہیں کیا جائے گا کہ شاعر اُس عید کی مبارکباد دیتا ہے جو اس سے پہلے اُسکے ذہن میں حاضر تھی نہ اُس عید کی جو اس وقت خارج میں موجود ہے فافھم۔

بعض شارحین کا قول یہ ہے کہ اگر دیباچہ الحاقیہ ہے تو اشارہ حقیقۃً الفاظ مرتبہ کی طرف ہے جو بتبعیت نقوش خارج میں موجود محسوس ہیں۔ اور اگر ابتدائیہ ہے تو اشارہ مجازاً معانی کی طرف ہے جو خارج میں موجود نہیں ہیں۔

اس کا جواب اوّلاً یہ ہے کہ یہ ارادہ اس مقام میں خلاف عرف ہے۔ ثانیاً یہ کہ الفاظ مرتبہ (اگرچہ اپنے اجزا کے مجموع ازمنہ میں خارج میں موجود ہیں لیکن) اشارے کے وقت مشیر کے نزدیک خارج میں موجود نہیں ہیں۔

جمہور شارحین کا یہ مسلک ہے کہ دیباچہ الحاقیہ ہو یا ابتدائیہ دونوں حالتوں میں اشارہ مجازاً مرتب حاضر فی الذہن یعنی الفاظ مخصوصہ یا اُن کے معانی کی طرف ہے اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ یہ ارادہ بھی خلاف عرف ہے۔ ثانیاً یہ کہ قبل تصنیف الفاظ مرتبہ یا اُن کے معانی کا ذہن میں حاضر ہونا ممنوع ہے مصنفین کی حالت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصنیف کے وقت الفاظ و معانی میں محو و اثبات و زیادت و نقصان کو برابر کام میں لاتے ہیں۔

تہذیب۔ پاکیزہ کرنا۔ یُقَالُ رَجُلٌ مُھَذَّبٌ اَی مُطَھَّرُ الْاَخْلَاقِ۔

کلام۔ سے کلام لفظی مراد ہے اگر ہذا کے مشارٌ الیہ سے الفاظ مراد ہیں اور کلام نفسی مراد ہے اگر اُس سے معانی مراد ہے۔

غایۃُ تہذیب الکلام کا حمل ھذا پر زیدٌ عدلٌ کی طرح بطریق مبالغہ ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کی اصل کَلَامٌ مُھَذَّبٌ غایۃ التہذیب یا غایۃ الکلام المہذب یا ذو غایۃ تہذیب الکلام ہو۔

تحریر۔ سے وہ بیان مراد ہے جو حشو و زوائد سے خالی ہو۔
منطق۔ وہ قانون ہے جس کی پابندی ذہن کو خطائے فکر سے محفوظ رکھے (اس کی پوری تفصیل مقدمۃ الکتاب میں ہے)۔
کلام۔ وہ علم ہے جس میں عقائد اسلام اَدِلّہٗ تفصیلیّہ سے ثابت کئے جائیں۔ جار و مجرور کائنٌ کے متعلق ہیں۔ اور وہ ھٰذا کی خبر ثانی ہے۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ الکائنُ کے متعلق ہوں اور وہ الکلام کی صفت ہو۔
تقریر۔ ثابت کرنا یعنی بمعنی تحقیق ہے۔
من۔ مرام کے بیان کے لئے ہے۔
تقریب المرام کا عطف تھذیب الکلام پر ہے یعنی ھٰذا غایۃ تقریر المرام۔ اور حمل بطریق مبالغہ ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی اصل ھٰذا مُقَرِّبٌ (بصیغۂ اسم فاعل) للمرام غایۃ التقریب ہو یعنی یہ کتاب مقصد کو (ذہنوں کی طرف) نہایت نزدیک کر دینے والی ہے۔
م۔ جَعَلْتُهٗ تَبْصِرَةً لِّمَنْ حَاوَلَ التَّبَصُّرَ لَدَى الْاِفْهَامِ، وَتَذْكِرَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتَذَكَّرَ مِنْ ذَوِي الْاَفْهَامِ۔
ت۔ میں نے اس کتاب کو اُس شخص کے لئے بینا کرنے والا بنایا ہے جو سمجھانے کے وقت بینا ہونے کا قصد کرے اور اس شخص کے لئے نصیحت کرنے والا بنایا ہے جو نصیحت ماننے کا ارادہ کرے اس حالت میں کہ وہ سمجھ والوں میں سے ہو۔

ش

تبصِرہ۔ شناسا اور بینا کرنا۔ یہاں بمعنی مُبَصِّر بصیغۂ اسم فاعل ہے۔
تبصُّر۔ شناسا اور بینا ہونا۔
افہام۔ بکسر اوّل مصدر ہے یعنی سمجھانا۔

مراد غیر کا اُس شخص کو سمجھانا ہے یا اُس شخص کا غیر کو سمجھانا۔ پہلی صورت میں مَنْ سے متعلم اور دوسری صورت میں معلّم مراد ہے۔

پہلی صورت میں عبارت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کتاب کو اس متعلم کے لئے بینا کرنے والا بنایا ہے جو اُس وقت بینا ہونے کا قصد کرے جب اُسکو غیر (یعنی اُسکا استاد) سمجھائے اور دوسری صورت میں یہ مطلب ہے کہ میں نے اس کتاب کو اُس معلم کے لئے بینا کرنیوالا بنایا ہے جو اس وقت بینا ہونے کا قصد کرے جب وہ غیر (یعنی اپنے شاگرد) کو سمجھائے۔

تذکرہ۔ یاد کرانا۔ نصیحت کرنا۔ یہاں بمعنیٰ مُذَکِّر بصیغۂ اسم فاعل ہے۔

تذکّر۔ یاد کرنا۔ نصیحت قبول کرنا۔

افہام۔ بفتح اوّل فہم کی جمع ہے۔

مِنْ ذَوِی الْاَفْهَامِ۔ کائناً کے متعلق ہے اور وہ یتذکر کے فاعل سے حال واقع ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کتاب کو اُس سمجھ والے شخص کے لئے (مُعلّم ہو یا متعلم) نصیحت کرنے والا یا مسائل منطق و کلام کا یاد کرانے والا بنایا ہے جو نصیحت قبول کرنے یا مسائل منطق و کلام کے یاد کرنے کا ارادہ کرے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ جار و مجرور یتذکر کے متعلق ہو۔ اُس صورت میں مَنْ سے متعلّم اور ذوی الافہام سے اساتذہ مراد ہوں گے۔

م۔ سِيَّمَا الْوَلَدُ الْاَعَزُّ الْحَفِيُّ الْحَرِيُّ بِالْاِكْرَامِ۔ سَمِيُّ حَبِيْبِ اللّٰهِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ٭ لَازَالَ لَهٗ مِنَ التَّوْفِيْقِ قِوَامُهٗ٭ وَمِنَ التَّائِيْدِ عِصَامُهٗ٭ وَعَلَى اللّٰهِ التَّوَكُّلُ وَبِهِ الْاِعْتِصَامُ۔

ت۔ خصوصاً اُس فرزند کے لئے جو نہایت عزیز مہربان لائق تعظیم ہے اللہ کے دوست علیہ التحیۃ والسّلام کا ہم نام ہے ہمیشہ (اللہ کی) توفیق سے اُس کے کام درست رہیں اور (اللہ کی) مدد سے اُسکے کام لغزشوں سے محفوظ رہیں اور اللہ ہی پر بھروسا اور اُسی کی ساتھ تعلق ہے۔

لَاسِیَّمَا۔ سِیَّمَا اصل میں لَاسِیَّمَا تھا لَا لفظ میں حذف کیا گیا مگر اُس کے معنی مراد ہیں اس کا استعمال خصوصًا کے معنی میں ہوتا ہے۔

اَصل وضع کے اعتبار سے لَاسِیَّمَا لَامِثْلَ مَا کے معنی میں ہے کیونکہ سِیٌّ بکسر سین مہملہ و تشدید یائے مثناۃ تحتانیہ بمعنی مثل ہے۔

اِس لفظ کے مابعد میں تینوں اعراب جائز ہیں کیونکہ مَا یا زائد ہے یعنی لَامِثْلَ الْوَلَدِ یا موصولہ ہے یعنی لامثل الذی هو الولدُ یا موصوفہ ہے یعنی لامثل شیٔ هو الولدُ۔

پہلی صورت میں ولد اضافت کی وجہ سے مجرور ہوگا اور باقی دونوں صورتوں میں خبر ہونیکی وجہ سے مرفوع یا حسب تصریح بعض نحاۃ یہ لفظ کلماتِ استثنا سے ہے اور ما زائدہ ہے اس صورت میں ولد مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

امرؤ القیس کے اس شعر کے مصرع ثانی میں لفظ یوم تینوں حرکتوں کے ساتھ مروی ہے ؎

اَلَا رُبَّ یَوْمٍ کَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ وَلَاسِیَّمَا یَوْمٌ بِدَارَةِ جُلْجُلِ [۱]

حَفِیٌّ فعیل کے وزن پر بمعنی مہربان ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے باپ پر مہربان اور اس آیۂ کریمہ کا عامل ہے۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ [۲]

حَرٰی۔ حَرِیٌّ بمعنی سزاوار ہے۔ ان دونوں میں فرق ہے کہ اول واحد اور تثنیہ اور جمع تینوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور ثانی کا استعمال واحد کے ساتھ مخصوص ہے اور تثنیہ و جمع کے لئے حَرِیَّانِ وَحَرِیُّوْنَ کہتے ہیں وھنا لغاتٌ اخریٰ۔

سَمِیٌّ فعیل کے وزن پر بمعنی ہمنام ہے۔

---

[۱] آگاہ رہ کہ بہت اچھے دن اُن عورتوں سے (مجھکو) حاصل ہوئے اور خصوصًا وہ دن جو دارۃ جلجل میں تھا۔ دارۃ جلجل ایک تالاب کا نام ہے جہاں امرؤ القیس نے بہت سی ناکتخدا حسین عورتوں کو اطمینان کے ساتھ برہنہ مادرزاد دیکھا اور اپنی خاص محبوبہ عنیزہ سے وصال کی لذت پائی اس کا قصہ شرح سبعہ معلقہ میں مذکور ہے ۱۲ منہ

[۲] اور والدین کے لئے خاکساری کا بازو مہربانی سے پست کر۔ اور کہہ اے میرے پروردگار تو اُن دونوں پر رحم کر جیساکہ اُنہوں نے لڑکپن میں میری پرورش کی ۱۲ منہ

مصنفؒ نے اپنے فرزندِ ارجمند کو قابل تعظیم اس وجہ سے کہا ہے کہ وہ فضل و کمال کے ساتھ موصوف ہے
یا اس وجہ سے کہ سید عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ہمنام ہے یعنی محمدؐ اس کا نام ہے ؎

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست

یہ مُبارک نام جس شخص کا نام ہو اُس کی فضیلت حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔
قِوَام۔ بالکسر کام کے درست ہونے کا آلہ۔
عِصَام۔ بالکسر لغزشوں سے کام کے محفوظ رہنے کا آلہ۔
علی اللہ کی تقدیم افادہ حصر کے لئے ہے۔
بہٖ کی تقدیم دو فائدوں کے لئے ہے۔ حصر۔ رعایت سجع۔

م اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِی الْمَنْطِقِ

ت۔ پہلی قِسم منطق (کے بیان) میں ہے۔
ش۔ القسم الاول میں الف لام عہد کے لئے ہے اور معہود وہی قسم اول ہے جو مصنفؒ کے قول سابق فی تحریر المنطق والکلام سے معلوم ہو چکی ہے کیونکہ اُس قول سے ضمناً یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یہ کتاب دو قسموں پر منقسم ہے ایک قسم منطق کے بیان میں ہے۔ اور

لہ یہ اُن علما میں سے تھے جن کو مجلس بادشاہ تیمور کی ملازمت حاصل تھی جس وقت یہ سمرقند میں حاضر دربار شاہی ہوئے پانچ ہزار اشرفیاں سرکار سے اُن کو عطا ہوئیں۔ تیمور کی وفات کے بعد ہرات میں اقامت اختیار کی اور طاعون کے عارضے میں سنہ ۸۳۸ھ میں عالم فانی سے رحلت کی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انکے بیٹے یحییٰ ملقب بہ قطب الدین معروف بہ شیخ الاسلام تھے۔ انہیں کو حفید تفتازانی کہتے ہیں۔ علوم دینیہ میں اُن کو حظ وافر تھا۔ اور مرزا شاہ رخ بن تیمور کے عہد سے مرزا سلطان حسین کے آخر عہد تک منصب مشیخۃ الاسلام کے ساتھ ممتاز رہے اور مقدمات کے فیصل کرنے میں کبھی مداہنت کو دخل نہ دیا طلبۂ علم ہمیشہ اُن کے برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ بُدھ کے دن ۲۴۔ ذی الحجہ سنہ ۸۸۷ھ کو راہی عالم آخرت ہوئے۔ اور خواجہ عبید اللہ انصاری کے قریب مدفون ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے شیخ الاسلام سیف الدین احمد تھے جو علم حدیث و فقہ و سائر علوم عقلیہ و نقلیہ میں اپنے اہل عصر پر فائق تھے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ان کے منصب پر قائم ہوئے اور خطہ خراسان میں مقیم رہ کر ۳۰ برس تک طلبۂ علم کو درس دیا اور سنہ ۹۱۶ھ میں مرزا سلطان حسین کی طرف سے ان کی معزولی کا حکم صادر ہوا اور اسی سنہ میں وہ جان بحق تسلیم ہوئے رحمہ اللہ تعالےٰ۔ اُن کے بعض تصانیف کے نام یہ ہیں۔ حواشی تلویح۔ حاشیہ توضیح حواشی شرح وقایہ۔ مشہور بہ حواشی شیخ الاسلام شرح تہذیب المنطق والکلام ۱۲ منہ

دوسری قسم کلام کے بیان میں میری یہ کتاب صرف قسم اوّل کی شرح ہے۔ وَاللّٰہُ الْحَافِظُ

م۔ **مُقَدِّمَۃٌ**۔ اَلْعِلْمُ اِنْ کَانَ اِذْعَانًا لِلنِّسْبَۃِ فَتَصْدِیْقٌ وَّاِلَّا فَتَصَوُّرٌ۔

ت۔ علم اگر نسبت کا اعتقاد ہے تو تصدیق ہے ورنہ تصور۔

ش

مُقَدَّمَہ

(مقدمہ[1] کتاب کے اس ابتدائی حصے کا نام ہے جس میں وہ امور متعلقہ مقصود بیان کئے جائیں جن کا جاننا تحصیل مقصود میں نافع ہو۔ یہاں اُن امور سے مراد رسم منطق (تعریف ۱۲)۔ غایت منطق۔ موضوع منطق ہے)۔

کسی چیز کی صورت جو ذہن میں حاصل ہو اُس کو علم کہتے ہیں اس کا دوسرا نام ادراک ہے علم کی دو قسمیں ہیں۔ تصدیق۔ تصور۔

تصدیق ۔ (جس کا نام حکم واذعان بھی ہے) اُس علم کو کہتے ہیں جو نسبت حکمیہ کا اعتقاد ہو۔ نسبت حکمیہ سے مراد نسبت خبریہ ہے یعنی وہ نسبت تامہ جو کلام[2] خبری مثبت یا منفی میں ہو۔ اعتقاد سے مراد تسلیم اور قبول کرلینا ہے۔ یعنی اس طرح باور کرلینا اور مان لیناکہ شک وانکار نہ باقی رہے۔

زَیْدٌ قَائِمٌ۔ یہ کلام خبری مثبت ہے اِس میں زید محکوم علیہ ہے اور قَائِمٌ محکوم بہ۔ ان دونوں کے درمیان میں جو نسبت ہے وہ نسبت حکمیہ ہے اس نسبت کے اعتقاد کا نام تصدیق ہے۔

زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

تصور۔ اس علم کو کہتے ہیں جو نسبت حکمیہ کا اعتقاد نہ ہو۔

---

[1] یہ مقدمۃ الکتاب کی تعریف ہے اور یہاں مقدمے سے یہی مراد ہے اور مقدمۃ العلم کی تعریف خاتمۂ کتاب میں مذکور ہے۔

[2] کلام سے مطلق کلام مراد ہے لفظی ہو یا نفسی کیونکہ کلام خبری سے یہاں مطلق قضیہ مراد ہے معقولہ ہو یا ملفوظہ واضح ہو کہ قضیہ تین جزوں سے مرکب ہوتا ہے محکوم علیہ۔ محکوم بہ نسبت حکمیہ اور یہ قدما کا مذہب ہے اور یہی حق ہے۔

اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) نسبت کے سوا کسی اور چیز کا ادراک ہو جیسے صرف زید یا صرف قائم کا ادراک۔

(۲) نسبت تقییدیہ یعنی نسبت غیر تامہ کا ادراک ہو جیسے حَیَوَانٌ نَاطِقٌ[۱] یا غُلَامُ زَیْدٍ کی نسبت کا ادراک۔

(۳) نسبت تامہ[۲] انشائیہ کا ادراک ہو جیسے اِضْرِبْ[۳] کی نسبت کا ادراک۔

(۴) نسبت خبریہ کا ایسا ادراک ہو جو درجۂ اعتقاد تک نہیں پہنچا ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ کی نسبت کا ادراک شک کے طور پر۔

ف (۱) ہر تصدیق کے لئے محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبت حکمیہ کا تصور[۴] ضرور ہے

(۲) امام رازی اور اُن کے تابعین کے نزدیک تصدیق چار چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبت حکمیہ ان تینوں کا تصور اور نسبت حکمیہ کا اعتقاد مگر حق وہی تعریف ہے جو مصنف رح کے بیان کی ہے اور وہی حکما کا مذہب ہے۔

م۔ وَيَقْتَسِمَانِ بِالضَّرُوْرَةِ الضَّرُوْرَةَ وَالْاِكْتِسَابَ بِالنَّظَرِ وَهُوَ مُلَاحَظَةُ الْمَعْقُوْلِ لِتَحْصِيْلِ الْمَجْهُوْلِ۔

ت۔ اور یہ دونوں بداہۃً ضرورت اور حصول بالنظر کو بانٹ لیتے ہیں اور نظر معلوم کا ملاحظہ کرنا ہے مجہول کے حاصل کرنے کے لئے۔

ش تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ضروری۔ نظری

ضروری (جس کو بدیہی بھی کہتے ہیں) وہ تصور یا وہ تصدیق ہے جو بغیر نظر کے حاصل ہو جیسے

---

[۱] حیوان ناطق میں نسبت توصیفی ہے اور غلام زید میں نسبت اضافی ہے اور یہ دونوں نسبتیں غیر تامہ ہیں ۱۲ منہ

[۲] یعنی وہ نسبت جو کلام انشائی میں پائی جاتی ہے ۱۲ منہ [۳] یہ کلام انشائی ہے اس میں ضمیر مرفوع مستتر انت محکوم علیہ ہے اور اضرب محکوم بہ ہے اور ان کے درمیان میں جو نسبت ہے وہ نسبت انشائیہ ہے ۱۲ منہ [۴] کیونکہ ان تینوں کا تصور تصدیق کی شرط ہے۔ پس چونکہ مشروط اپنی شرط کے بغیر نہیں پایا جا سکتا اسلئے تصدیق ان تینوں کے تصور کے بغیر نہیں پائی جا سکتی۔ اور چونکہ شرط اپنے مشروط سے خارج ہوتی ہے اس لئے ان تینوں کا تصور تصدیق سے خارج ہے۔ دیکھو وضو نماز کی شرط ہے پس نماز وضو کے بغیر نہیں پائی جا سکتی اور وضو نماز سے خارج ہے ۱۲ منہ

حرارت وبرودت کا تصور یا اَلنَّارُ حَارَّۃٌ کی تصدیق۔

نظری (جس کو کسبی بھی کہتے ہیں) وہ تصور یا وہ تصدیق ہے جو نظر سے حاصل ہو جیسے روح و ملک وجن کا تصور یا اَلْعَالَمُ حَادِثٌ کی تصدیق۔

تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک کا ان دو قسموں کی طرف منقسم ہونا بدیہی ہے یعنی اس کے ثبوت میں دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ جو شخص تصور اور تصدیق کے معنی جانتا ہے اس پر یہ بات روشن ہے کہ تصورات اور تصدیقات میں سے بعض کے حاصل ہونے میں نظر کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض بدون نظر کے حاصل ہوتا ہے۔ ملاحظہ کے معنی توجہ نفس ہیں۔ مجہول کے حاصل کرنے کے لئے معلوم کی طرف متوجہ ہونا اسی کا نام نظر ہے۔ فکر بھی اسی کو کہتے ہیں انسان تم کو معلوم نہ تھا تم نے اپنے معلومات یعنی حیوان اور ناطق کی طرف توجہ کی اس کے ذریعے سے تم کو انسان معلوم ہوگیا۔

اَلْعَالَمُ حَادِثٌ کی تصدیق تم کو حاصل نہ تھی جب تم نے اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ وَکُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ کی طرف توجہ کی تو اس سے وہ تصدیق تم کو حاصل ہوگئی۔

ان دونوں صورتوں میں تمہاری یہ توجہ نظر ہے۔

م۔ وَقَدْ یَقَعُ فِیْہِ الْخَطَاءُ فَاحْتِیْجَ اِلٰی قَانُوْنٍ یَّعْصِمُ عَنْہُ وَھُوَ الْمَنْطِقُ۔

ت۔ اور کبھی نظر میں خطا واقع ہوتی ہے۔ پس ایسے قانون کی حاجت پڑی جو اُس خطا سے بچائے اور وہ منطق ہے۔ **ش**

انسان کی فکر ہمیشہ صحیح نہیں ہوتی ہے ورنہ کبھی اختلاف نہ واقع ہوتا حالانکہ لاکھوں کروروں مسئلوں میں عقلا کی رائیں مختلف ہیں۔ مثلاً کوئی شخص عالم کے حدوث کا قائل ہے کوئی کہتا ہے عالم قدیم ہے۔ پس ضرور ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کی فکر صحیح ہو اور دوسرے کی فکر غلط۔ اسلئے ہم کو ایسے قانون (یعنی قاعدہ کلیہ) کی حاجت پڑی جس کی پابندی کرنے سے ہم فکر کی خطا سے محفوظ رہیں اسی قانون کا نام منطق ہے۔

یہاں سے منطق کی تعریف نکل آئی یعنی۔
منطق وہ قانون ہے جس کی پابندی انسان کو خطائے فکر سے محفوظ رکھے۔
اس سے معلوم ہوا کہ منطق کی غایت خطائے فکر سے محفوظ رہنا ہے۔
ف ۔مقدمہ کی دو چیزیں رسم منطق۔ غایت منطق تم کو معلوم ہو چکیں ۔موضوع منطق۔ باقی رہ گیا اب اس کی تشریح کی جاتی ہے۔

م ۔ وَمَوْضُوْعُهُ الْمَعْلُوْمُ التَّصَوُّرِيُّ وَالتَّصْدِيْقِيُّ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ يُوْصِلُ اِلٰى مَطْلُوْبٍ تَصَوُّرِيٍّ فَيُسَمّٰى مُعَرِّفًا اَوْ تَصْدِيْقِيٍّ فَيُسَمّٰى حُجَّةً۔

ت ۔اور منطق کا موضوع معلوم تصوری اور تصدیقی ہے اس حیثیت سے کہ وہ مطلوب تصوری تک پہنچا دے پس اس کو مُعرّف کہتے ہیں یا مطلوب تصدیقی تک پہنچا دے پس اس کو حجت کہتے ہیں۔ **ش**

موضوع علم وہ شئے ہے جسکے اعراض[1] ذاتیہ یعنی ذاتی احوال سے علم میں بحث کیجائے مثلاً موضوع علم نحو کلمہ و کلام ہے کیونکہ علم نحو میں انہیں دونوں کے ذاتی احوال سے بحیثیت اعراب و بنا بحث کیجاتی ہے۔
موضوع علم منطق معرف و حجت ہیں۔
مُعرّف (جسکو قول شارح بھی کہتے ہیں) اُن معلومات تصوری کا نام ہے جو مجہول تصوری تک پہنچا دیں یعنی جن کے ذریعے سے مجہول تصوری حاصل ہو جائے جیسے حیوان و ناطق تم کو معلوم تھے اُنکے ذریعے سے انسان جو مجہول تھا تم کو حاصل ہو گیا۔ پس حیوان ناطق۔ انسان کا مُعرّف ہوا۔
حجت ۔(جس کو دلیل اور شاہد اور بیّنہ بھی کہتے ہیں) اُن معلومات تصدیقی کا نام ہے جن کے ذریعے سے مجہول تصدیقی حاصل ہو جائے جیسے اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ۔ تم کو معلوم تھے اُن کے ذریعے سے اَلْعَالَمُ حَادِثٌ جو مجہول تھا حاصل ہو گیا۔ پس وہ دونوں معلوم تصدیقی کی اس مجہول تصدیقی حجت ہوئے۔

[1] اعراض ذاتیہ کی طرف تفصیل کے ساتھ خاتمۂ کتاب میں مذکور ہے ۱۲ منہ

اس بیان سے معلوم ہوا کہ وہ معلومات تصوری و تصدیقی جن کے ذریعے سے مجہول تصوری و تصدیقی نہ حاصل ہوں اُن کو معرف و حجت نہ کہیں گے اور منطقی اُن کے احوال سے بحث نہ کریگا۔

اعراض ذاتیہ کی فہرست

معرف کے اعراض ذاتیہ تین ہیں۔

(۱) مجہول تصوری تک پہنچا دینا۔

اس حال سے بحث باب تعریفات میں ہوتی ہے۔

(۲) وہ حال جس پر مجہول تصوری تک پہنچا دینا بالذات (یعنی بلا واسطہ) موقوف ہو جیسے معلومات تصوری کا کلی ہونا۔ ذاتی و عرضی ہونا جنس و فصل و خاصہ ہونا اسلئے کہ معرف جو مجہول تصوری تک پہنچا دیتا ہے ان امور سے مرکب ہوتا ہے پس مجہول تصوری تک پہنچا دینا ان احوال پر بلاواسطہ موقوف ہوا۔

ان احوال سے بحث باب کلیات خمس میں ہوتی ہے۔

(۳) وہ حال جس پر مجہول تصدیقی تک پہنچا دینا بالواسطہ موقوف ہو۔ جیسے معلومات تصوری کا موضوع و محمول ہونا۔ اسلئے کہ حجت جو مجہول تصدیقی تک پہنچا دیتی ہے قضایا پر بالذات موقوف ہے اور بواسطہ قضایا موضوع و محمول پر۔

ان احوال سے بحث باب قضایا کے ضمن میں ہوتی ہے۔

حجت کے اعراض ذاتیہ بھی تین ہیں۔

(۱) مجہول تصدیقی تک پہنچا دینا۔

اس حال سے بحث باب قیاس و استقراء و تمثیل میں ہوتی ہے۔

(۲) وہ حال جس پر مجہول تصدیقی تک پہنچا دینا بالذات موقوف ہو۔ جیسے معلومات تصدیقی کا قضیہ نقیض قضیہ ہونا۔

اِن احوال سے بحث باب قضایا میں ہوتی ہے۔

(۳) وہ حال جس پر مجہول تصدیقی تک پہنچا دینا بالواسطہ موقوف ہو۔ جیسے معلومات تصدیقی کا مقدم وتالی ہونا۔ اسلئے کہ مجہول تصدیقی تک پہنچا دینا بالذات قضایائے شرطیہ پر موقوف ہے اور اُن کے واسطے سے مقدم وتالی پر۔

اِن احوال سے بحث باب قضایا کے ضمن میں ہوتی ہے۔

م۔ اَلتَّصَوُّرَاتُ دَلَالَةُ اللَّفْظِ عَلٰی تَمَامِ مَا وُضِعَ لَهٗ مُطَابَقَةٌ وَعَلٰی جُزْئِهٖ تَضَمُّنٌ وَعَلَی الْخَارِجِ الْتِزَامٌ وَلَا بُدَّ فِیْهِ مِنَ اللُّزُوْمِ عَقْلًا اَوْ عُرْفًا۔

ت۔ یہ تصورات کا بیان ہے۔ لفظ کا اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرنا مطابقت ہے اور جزء معنی موضوع لہ پر تضمن ہے اور خارج معنی موضوع لہ پر التزام ہے اور التزام میں (خارج کو معنی موضوع لہ کے لئے) از روئے عقل یا عرف لازم ہونا ضرور ہے۔

ش

تصوّرات کی بحث

ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ علم منطق میں صرف معرف وحجت کے ذاتی احوال سے بحث کی جاتی ہے اور معرف وحجت الفاظ کے نام نہیں ہیں بلکہ معلومات کے نام ہیں جو اقسام معانی سے ہیں۔ پس منطقی کی غرض الفاظ سے متعلق نہ ہوگی ہاں اتنی بات ہے کہ تحصیل مجہول کے لئے کبھی دوسرے سے مدد لینے کی اور کبھی دوسرے کو مدد دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ امداد واستمداد بدون توسط الفاظ ممکن نہیں ہے اسلئے منطقی کو صرف اتنے لگاؤ سے الفاظ سے بھی بحث کرنا پڑی۔ حاصل یہ ہے کہ منطقی کی بحث بالذات معانی سے متعلق ہے وہ الفاظ سے صرف اس نظر سے بحث کرتا ہے کہ افادہ واستفادہ یعنی معانی کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف ہے اسلئے کہ الفاظ معانی پر دلالت کرتے ہیں۔

دلالت کا بیان

کسی چیز کا اس طرح پر ہونا کہ اس کے جاننے سے دوسری چیز ضرور معلوم ہو جائے دلالت ہے۔
پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہتے ہیں۔
دال اگر لفظ ہے تو دلالت لفظی ہے ورنہ غیر لفظی۔
دلالت لفظی و غیر لفظی ہر ایک کی تین قسمیں ہیں وضعی۔ طبعی۔ عقلی۔
دلالت وضعی وہ دلالت ہے جو اس وجہ سے ہو کہ واضع نے دال کو مدلول کے لئے وضع کر دیا ہے جیسے لفظ زید کی دلالت اس کی ذات پر خط کی دلالت اپنے مفہوم پر دلالت طبعی وہ دلالت ہے جو اس وجہ سے ہو کہ جب مدلول طبیعت کو عارض ہوتا ہے تو طبیعت کی خواہش دال کو پیدا کرتی ہے۔ جیسے اُح اُح کی دلالت دردِ سینہ پر (اس لئے کہ جب درد سینہ جو مدلول ہے عارض ہوتا ہے تو صرف طبیعت کی خواہش سے انسان اُح اُح منہ سے نکالتا ہے) اور جیسے تیزیٔ نبض کی دلالت بخار پر۔ دلالت عقلی وہ دلالت ہے جو بدون وضع و طبع کے صرف عقل کے ذریعے سے ہو۔ جیسے لفظ دیز جو پشت دیوار سے سنا جائے اُس کی دلالت بولنے والے کے وجود پر مصنوع کی دلالت صانع پر۔
اس بیان سے معلوم ہوا کہ دلالت کی چھ قسمیں ہیں۔ دلالت لفظی وضعی۔ دلالت غیر لفظی وضعی۔ دلالت لفظی طبعی۔ دلالت غیر لفظی طبعی۔ دلالت لفظی عقلی۔ دلالت غیر لفظی عقلی۔
ف۔ اِن چھ دلالتوں میں سے دلالت لفظی وضعی اور دلالت لفظی عقلی ایک جگہ پائی جا سکتی ہیں لفظ زید جو پشتِ دیوار سے سنا جائے اُس کی دلالت زید کی ذات پر دلالت لفظی وضعی ہے۔ اور بولنے والے کے وجود پر دلالت لفظی عقلی۔ اسی طرح دلالت غیر لفظی عقلی اور دلالت غیر لفظی طبعی یہ دونوں بھی ایک جگہ پائی جا سکتی ہیں جیسے تیزیٔ نبض کی دلالت بخار پر۔ اگر تم یہ خیال کرو کہ جب انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے تو اقتضائے طبع سے اس کی نبض تیز ہو جاتی ہے تو یہ دلالت غیر لفظی طبعی ہے اور اگر یہ تصوّر کرو کہ تیزیٔ نبض کا بخار پر دال ہونا عقل سے معلوم

ہوتا ہے تو یہ دلالت غیر لفظی عقلی ہے۔

اِن چھ قسموں میں سے صرف دلالت لفظی وضعی منطق میں معتبر ہے یعنی منطقی صرف اسی دلالت سے بحث کرتا ہے اسلئے کہ افادہ و استفادہ عام طور پر آسانی کے ساتھ اسی دلالت کے ذریعے سے ممکن ہے۔

اس دلالت کی[لفظی وضعی ۱۲] تین قسمیں ہیں مطابقت۔ تضمن۔ التزام۔

مطابقت لفظ کا اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرنا ہے۔ جیسے انسان کا دلالت کرنا حیوان ناطق پر۔

تضمن لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت کرنا ہے۔ جیسے انسان کا دلالت کرنا صرف حیوان یا صرف ناطق پر۔

التزام لفظ کا ایسے معنی پر دلالت کرنا ہے جو موضوع لہ سے خارج ہو اور اسکو ذہن میں عقلاً یا عرفاً لازم ہو۔

عقلاً لازم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدوں اس معنی خارج کے تصور کے موضوع لہ کا تصور کرنا عقل کے نزدیک محال ہو (یعنی عقل اس بات کو ممکن نہ سمجھے کہ موضوع لہ ذہن میں آئے اور وہ معنی خارج ذہن میں نہ آئیں) جیسے عمی کا دلالت کرنا بصر پر (اسلئے کہ عمی کے معنی عدم البصر ہیں یعنی عدم[لہ] مضاف بحیثیت اضافت اور عقل کے نزدیک یہ محال ہے کہ عمی کے معنی موضوع لہ کا تصور ہو اور بصر کا تصور نہ ہو) عرفاً لازم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدوں اُس معنی خارج کے تصور کے موضوع لہ کا تصور کرنا صرف عرف و عادت کے رو سے محال ہو (یعنی عقل اس بات کو جائز رکھتی ہو کہ موضوع لہ بدوں اس معنی خارج کے ذہن میں آئے لیکن عادۃً یہ بات محال ہو) جیسے حاتم کا دلالت کرنا سخاوت پر (اس لئے کہ عقل کے نزدیک ممکن ہے کہ حاتم کے

لہ یہ عبارت ایک شبہ کے دفع کرنے کے لئے ہے جو اس مقام میں پیدا ہوتا ہے وہ شبہ یہ ہے کہ جب عمی کے معنی موضوع لہ عدم البصر ہیں تو عمی کی دلالت بصر پر تضمنی ٹھہری نہ التزامی کیونکہ اس صورت میں بصر معنی موضوع لہ کا جز ہوئی۔ یہ شبہ اس طرح دفع ہو گیا کہ عمی کے معنی صرف عدم بحیثیت اضافت ہیں یعنی بصر معنی عمی سے خارج ہے صرف اضافت اس میں داخل ہے۔ اور یہ اسلئے ہے کہ اگر بصر معنی موضوع لہ کا جز رکھی جائے تو لازم آئے گا کہ بصر عمی میں پائی جائے حالانکہ ان دونوں میں منافات ہے اور یہ بھی لازم آئیگا کہ عمی میں بصر اور عدم بصر دونوں ساتھ پائے جائیں ۱۲ منہ

معنی موضوع لہ یعنی اس کی ذات بدون سخاوت کے ذہن میں آئے لیکن عرف وعادت کے اعتبار سے ممکن نہیں ہے۔کہ حاتم کا تصور ہو اور سخاوت ذہن میں نہ آئے۔

دلالت التزام میں لزوم ذہنی کی شرط اسلئے ہے کہ اگر معنی خارج موضوع لہ کو ذہن میں لازم نہ ہوں تو لفظ سے معنی التزامی کا سمجھنا ممکن نہ ہو۔

دلالت التزام میں شرط لزوم کے ساتھ ذہنی کی قید بڑھانا لزوم خارجی سے احتراز کے لئے ہے کیونکہ یہ ضرور نہیں ہے کہ معنی خارج موضوع لہ کو خارج میں بھی لازم ہوں عمی وبصر والی مثال میں دیکھو کہ بصر عمی کو خارج میں لازم نہیں ہے بلکہ خارج میں دونوں میں مُعاندت ہے۔

م۔ وَتَلْزَمُهُمَا الْمُطَابِقَةُ وَلَوْتَقْدِيْرًا وَّلَا عَكْسَ۔

ت۔ اور تضمن اور التزام کو مطابقت لازم ہے اگرچہ (یہ لزوم) تقدیراً ہو اور اُس کا عکس نہیں ہے۔

ش۔ اس مقام میں دو دعوے ہیں۔

ا - جب تضمن والتزام پائے جائیں گے تو دلالت مطابقت ضرور پائی جائیگی۔

۲ - یہ ضرور نہیں ہے کہ جب دلالت مطابقت پائی جائے تو تضمن والتزام بھی پائے جائیں۔

پہلے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ تضمن والتزام تابع مطابقت ہیں اور تابع بدون اپنے متبوع کے نہیں پایا جاتا پس تضمن والتزام بدون مطابقت کے نہیں پائے جائیں گے۔ تضمن و التزام تابع مطابقت اس وجہ سے ہیں کہ تضمن جزء معنی موضوع لہ پر دلالت کرنے کو کہتے ہیں۔ اسیطرح التزام خارج معنی موضوع لہ پر دلالت کرنے کا نام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تضمن والتزام کے پائے جانے کے لئے اصل پورے معنی موضوع لہ کا ہونا ضروری جسپر لفظ کی دلالت مطابقت کہی جائے۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ اس صورت میں دلالت مطابقت تحقیقاً ہی پائی جائے بلکہ جائز ہے کہ تضمن و التزام پائے جائیں اور دلالت مطابقت صرف تقدیراً پائی جائے اس کی مثال یوں سمجھو۔ فرض کرو کہ واضع نے لفظ کو ایک معنی مرکب کے لئے جس کے لئے لازم ذہنی ہے وضع کیا ہے مگر اس لفظ کا استعمال ہمیشہ اس معنی کے جزء یا خارج لازم میں ہوتا ہے اور کبھی وہ لفظ اصل

پورے معنیٰ موضوع لہ میں استعمال نہیں کیا گیا اس صورت میں تضمن والتزام توضرور پائے گئے لیکن مطابقت تحقیقاً نہیں پائی گئی بلکہ تقدیراً کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ اس لفظ کے ایسے معنیٰ ہیں کہ اگر اُس کا استعمال اُس معنیٰ میں کیا جائے تو اس کی دلالت اُس معنیٰ پر مطابقت ہو۔

دوسرے دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ لفظ ایسے معنیٰ بسیط کے لئے موضوع ہو جس کے لئے لازم ذہنی نہیں ہے پس مطابقت توضرور پائی گئی تضمن والتزام نہیں پائے گئے کیونکہ جزاور لازم کا یہاں وجود ہی نہیں ہے۔

یہاں دو دعوے اور ہیں۔

۱۔ جب تضمن پایا جائے توضرور نہیں ہے کہ التزام پایا جائے۔

۲۔ جب التزام پایا جائے توضرور نہیں ہے کہ تضمن پایا جائے۔

اوّل کا ثبوت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ لفظ ایسے معنیٰ مرکب کے لئے موضوع ہو جس کے لئے لازم ذہنی نہیں ہو پس تضمن تو پایا گیا کیونکہ معنیٰ کیلئے جز ہے التزام نہیں پایا گیا اسلئے کہ لازم ذہنی کا وجود نہیں ہے۔

دوسرے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ لفظ ایسے معنیٰ بسیط کیلئے موضوع ہو جسکے لئے کوئی لازم ذہنی ہے پس التزام پایا گیا کیونکہ لازم ذہنی موجود ہے تضمن نہیں پایا گیا کیونکہ معنیٰ جزء نہیں رکھتے۔

م۔ وَالْمَوْضُوْعُ اِنْ قُصِدَ بِجُزْءٍ مِّنْهُ الدَّلَالَةُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاهُ فَمُرَکَّبٌ اِمَّا تَامٌّ خَبَرٌ اَوْ اِنْشَاءٌ وَّاِمَّا نَاقِصٌ تَقْیِیْدِیٌّ اَوْ غَیْرُہٗ وَاِلَّا فَمُفْرَدٌ۔

ت۔ لفظ موضوع اگر اُس کے جزء سے اُس کے معنیٰ کے جزء پر دلالت مقصود ہو تو مرکب[عطف] ہے یا تام ہے خبر ہے یا انشا یا ناقص تقییدی ہے یا غیر تقییدی[عطف] ورنہ مفرد ہے۔

ش

مفرد و مرکب اور اُنکے اقسام کا بیان

لفظ اور اسکی تقسیم

لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں مفرد اور مرکب۔

مرکب۔ وہ لفظ موضوع ہے جسکا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرے اور وہ دلالت مقصود ہو جیسے رَامِی الْحِجَارَۃِ (اس لفظ کے دو جزء ہیں رَامِی اور حِجَارہ۔ رامی پھینکنے والے پر دلالت کرتا ہے اور حجارہ پتھروں پر اور یہ دلالت مقصود ہے) اس سے معلوم ہوا کہ مرکب کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضرور ہے (۱) لفظ کیلئے جزء ہو (۲) معنی کیلئے جزء ہو (۳) لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرے (۴) یہ دلالت مقصود ہو۔

مفرد۔ اُس لفظ موضوع کو کہتے ہیں جو مرکب کے خلاف ہو۔

اس کی چار صورتیں ہیں (۱) لفظ کیلئے جزء نہ ہو۔ جیسے ہمزۂ استفہام (۲) لفظ کے جزء ہو مگر معنی کے جزء نہ ہو جیسے اللہ (۳) لفظ اور معنی دونوں کے جزء ہوں لیکن لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت نہ کرے جیسے زید (۴) لفظ و معنی دونوں کے جزء ہوں اور لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرے لیکن یہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق جو کسی آدمی کا نام ہو۔

اِن چاروں صورتوں میں لفظ کو مفرد کہیں گے۔

مرکب کی دو قسمیں ہیں تام اور ناقص۔

مرکب تام۔ (جس کو مرکب مفید بھی کہتے ہیں) وہ مرکب ہے کہ جب قائل اُس کو کہہ کے چپ رہے تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طالب حاصل ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ اِضْرِبْ۔ لَا تَضْرِبْ۔

مرکب ناقص (جس کو مرکب غیر مفید بھی کہتے ہیں) وہ مرکب ہے کہ جب قائل اُس کو کہہ کے چپ رہے تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم نہ ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ خَمْسَۃَ عَشَرَ۔ فِی الدَّارِ۔

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں خبر اور انشاء۔

خبر۔ وہ مرکب تام ہے جسکے قائل کو سچّا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ۔ جَاءَ عَمْرٌو خبر کا دوسرا نام قضیہ[۱] ہے۔ اِسی کو نحو میں جملہ خبریہ کہتے ہیں۔

[۱] قضیہ سے مراد یہاں قضیہ ملفوظہ ہے اسلئے کہ قضیہ معقولہ اقسام معانی سے ہے اور یہاں گفتگو اقسام لفظ میں ہے ۱۲ منہ

انشاء۔ وہ مرکب تام ہے جسکے قائل کو سچّا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے اُصْدُقْ۔ لَاتَکْذِبْ۔

مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں تقییدی اور غیر تقییدی۔

تقییدی۔ وہ مرکب ناقص ہے جس میں ایک جزء دوسرے جزء کی قید ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ رَجُلٌ فَاضِلٌ۔

غیر تقییدی۔ وہ مرکب ناقص ہے جس میں ایک جزء دوسرے جزء کی قید نہ ہو جیسے فِی الدَّارِ خَمْسَۃَ عَشَرَ۔

م۔ وَھُوَاِنِ اسْتَقَلَّ فَمَعَ الدَّلَالَۃِ بِھَیْأَتِہٖ عَلٰی اَحَدِ الْاَزْمِنَۃِ الثَّلٰثَۃِ کَلِمَۃٌ وَّبِدُوْنِھَا اِسْمٌ وَّاِلَّا فَاَدَاۃٌ۔

ت۔ اور مفرد اگر مستقل ہو پس اگر تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر اپنی ہیأت کی وجہ سے دلالت کرے تو کلمہ ہے اور اگر دلالت نہ کرے تو اسم ہے اور اگر مستقل نہ ہو تو اداۃ ہے۔

ش

حروف کی تقدیم و تاخیر اور حرکات و سکنات کے اعتبار سے جو صورت لفظ کو حاصل ہوتی ہے اس کو ہیأت کہتے ہیں اور حروف کو مادہ۔

مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ کلمہ۔ اسم۔ اداۃ۔

کلمہ۔ وہ مفرد ہے جو معنی مستقل رکھتا ہو (یعنی ایسے معنی رکھتا ہو جسکے سمجھنے کے لئے دوسرے لفظ کے ملانے کی حاجت نہ پڑے) اور اپنی ہیأت کی وجہ سے تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے۔ جیسے ضَرَبَ۔ یَضْرِبُ۔

اسم۔ وہ مفرد ہے جو معنی مستقل رکھتا ہو اور اپنی ہیأت کی وجہ سے تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے۔ جیسے زَیْدٌ۔ عَمْرٌو۔ شَجَرٌ۔ حَجَرٌ۔

اَداۃ۔ وہ مفرد ہے جو معنی مستقل نہ رکھتا ہو جیسے مِن۔ اِلیٰ

ہیأت کی وجہ سے زمانے پر دلالت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب اس کی ہیأت پائی جائے

تو تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ سمجھا جائے۔

اِس امر کا ثبوت کہ کلمہ اپنی ہیأت کی وجہ سے زمانے پر دلالت کرتا ہے یہ ہے کہ ہیأت کے بدل جانے سے زمانہ بدل جاتا ہے۔ اگرچہ مادہ نہ بدلے۔ جیسے ضَرَبَ۔ یَضْرِبُ (حروف اصلی ض۔ ر۔ ب۔ جو مادہ ہیں دونوں میں موجود ہیں لیکن ہیأت بدل گئی اس وجہ سے دونوں دو زمانوں پر دلالت کرتے ہیں) اور جب ہیأت نہیں بدلتی تو زمانہ نہیں بدلتا اگرچہ مادہ بدل جائے جیسے ضَرَبَ۔ طَلَبَ۔ ہیأت سے مراد وہ ہیأت ہے جو لفظ موضوع متصرف فیہ میں پائی جائے پس جَسَقَ جَحَرَ کو کلمہ نہیں کہیں گے کیونکہ اگرچہ ان میں ضَرَبَ کی ہیأت پائی جاتی ہے لیکن اول لفظ مہمل ہے موضوع نہیں ہے۔ اور دوسرا اگرچہ لفظ موضوع ہے لیکن متصرف فیہ نہیں ہے بلکہ جامد ہے۔ ہیأت کی قید سے وہ لفظ نکل گیا جو اپنے مادّے کی وجہ سے بھی زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اَمْسِ۔ یَوْم

یہاں تک اصل کتاب کی شرح تھی۔ لیکن یہ کلام مخدوش ہے اسلئے[1] کہ صیغۂ مضارع حال و استقبال دو مختلف زمانوں پر دلالت کرتا ہے باوجودیکہ ہیأت یہاں مختلف نہیں ہے۔

بدیں لحاظ مناسب یہ ہے کہ ہیأت کی قید نکال کر کلمہ کی تعریف یوں کی جائے۔

کلمہ وہ مفرد ہے جو ایسے معنی مستقل رکھتا ہو جس میں زمانہ داخل ہو۔

اَمْسِ۔ یَوْمٌ۔ کو کلمہ اس وجہ سے نہیں کہیں گے کہ زمانہ اِن کے معنی مستقل میں داخل نہیں ہے بلکہ ان کے معنی مستقل عین زمانہ ہیں۔

اسی طرح اسم کی تعریف یوں کیجائے۔

اسم وہ مفرد ہے جو ایسے معنی مستقل رکھتا ہو جسمیں زمانہ داخل نہو (خواہ زمانہ عین معنی مستقل ہو یا اس سے خارج)

ف۔ منطق میں جو کلمہ ہے وہ نحو میں فعل ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ نحو میں جو فعل ہو وہ منطق میں کلمہ ہو۔

---

[1] اسکے علاوہ اور بھی خدشے ہیں۔ اگرچہ ہر ایک خدشے کا جواب ممکن ہو لیکن تکلف سے خالی نہیں ہے ۱۲ منہ

صیغہ مضارع متکلم ہو یا مخاطب نحو میں فعل ہے منطق میں کلمہ نہیں ہے بلکہ قضیہ ہے۔ کیونکہ صدق وکذب کا محتمل ہے۔
منطق میں جو اسم ہے وہ نحو میں بھی اسم ہے اور یہ لازم نہیں ہے کہ نحو میں جو اسم ہو وہ منطق میں بھی اسم ہو۔
اسمائے افعال نحو میں اقسام اسم سے ہیں منطق میں یہ کلمے ہیں۔
نحو میں جو حرف ہے وہ منطق میں ضرور ادات ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ منطق میں جو ادات ہو وہ نحو میں حرف ہو۔
کلمات وجودیہ یعنی افعال ناقصہ جیسے کَانَ وغیرہ نحو میں افعال ہیں منطق میں یہ ادات ہیں۔
اِن اختلافات کی وجہ صرف اسی قدر ہے کہ منطقی کا قصد بالذات معانی سے متعلق ہے اور نحوی کی نظر بالذات الفاظ کی جانب ہے۔

ھ۔ وَاَیْضًا اِنِ اتَّحَدَ مَعْنَاہُ فَمَعَ تَشَخُّصِہٖ وَضْعًا عَلَمٌ وَّبِدُوْنِہٖ مُتَوَاطِئٌ اِنْ تَسَاوَتْ اَفْرَادُہٗ وَمُشَکِّکٌ اِنْ تَفَاوَتَتْ بِاَوَّلِیَّۃٍ اَوْ اَوْلَوِیَّۃٍ وَاِنْ کَثُرَ فَاِنْ وُضِعَ لِکُلٍّ فَمُشْتَرَکٌ وَّاِلَّا فَاِنِ اشْتَھَرَ فِی الثَّانِیْ فَمَنْقُوْلٌ یُّنْسَبُ اِلَی النَّاقِلِ وَاِلَّا فَحَقِیْقَۃٌ وَّمَجَازٌ۔

ت۔ اور پھر مفرد کے معنی اگر ایک ہوں تو اگر باعتبار وضع جزئی حقیقی ہو تو علم ہے اور اگر باعتبار وضع جزئی حقیقی نہ ہو تو اگر اُس کے افراد برابر ہوں تو متواطی ہے اور اگر اُس کے افراد میں اولیت یا اولویت کے ساتھ تفاوت ہو تو مشکک ہے اور اگر مفرد کے معنی زیادہ ہوں پس اگر وہ ہر ایک معنی کے لئے موضوع ہو تو مشترک ہے اور اگر ہر ایک معنی کے لئے موضوع نہ ہو پس اگر معنی ثانی میں مشہور ہو گیا ہو تو منقول ہے، جس کی نسبت ناقل کی طرف کی جاتی ہے اور اگر معنی ثانی میں مشہور نہ ہو گیا ہو تو حقیقت و مجاز ہے۔

ش۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس مقام میں مفرد کی سات قسمیں بیان کی ہیں۔ علم۔ متواطی۔ مشکک۔ مشترک۔ منقول۔ حقیقت۔ مجاز۔
یہ تقسیم دو وجہوں سے محل اشتباہ ہے۔

(۱) اگر مفرد سے مطلق مفرد مراد ہے جو کلمہ و اسم و ادات تینوں کو شامل ہے تو اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ کلمہ و ادات کے معنی کلیؔ و جزئی نہیں ہوتے کیونکہ کلی و جزئی ہونا معنی اسم کے ساتھ خاص ہے پس مطلق مفرد کی تقسیم علم (یعنی جزئی) و کلی کی طرف پھر کلی کی تقسیم متواطی و مشکک کی طرف غلط ٹھہری۔

(۲) اور اگر مفرد سے صرف اسم مراد ہے تو اس سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ کلمہ و ادات مشترک و منقول و حقیقت و مجاز نہیں ہوتے حالانکہ جس طرح اسم کے یہ اقسام ہیں اسی طرح کلمہ و ادات کے۔

بدیں لحاظ یہاں تقسیم کا تعدد مناسب معلوم ہوتا ہے یعنی یہ کہ پہلے اسم کی تقسیم علم و متواطی و مشکک کی طرف کی جائے۔ پھر مطلق مفرد کی تقسیم مشترک و منقول و حقیقت و مجاز کی طرف۔

اب اِن دونوں تقسیموں کا بیان سنو۔

اسم کی تین قسمیں ہیں۔ علم۔ متواطی۔ مشکک۔

علم۔ وہ اسم ہے جس کے معنی وضع کے اعتبار سے واحد شخصی ہوں (یعنی جس کو واضع نے ایک خاص چیز کے لئے وضع کیا ہو) جیسے۔ زید۔ عمرو۔ بکر۔ وغیرہم۔

متواطی۔ وہ اسم ہے جس کو واضع نے ایسے معنی کلی کے لئے وضع کیا ہو جو اپنے تمام افراد پر برابر صادق ہوں جیسے انسان (اُس کو واضع نے حیوان ناطق کے لئے وضع کیا ہے اور یہ معنی اپنے ہر فرد پر برابر صادق ہیں)۔

مشکک۔ وہ اسم ہے جس کو واضع نے ایسے معنی کلی کے لئے وضع کیا ہو جو اپنے تمام افراد پر برابر نہ صادق ہوں بلکہ تفاوت کے ساتھ اس طرح پر کہ کسی فرد پر پہلے صادق ہوں اور کسی فرد پر پیچھے یا ایک فرد پر اُس کا صادق ہونا دوسرے فرد پر صادق ہونے سے اولیٰ و انسب ہو۔

جیسے وجود (اُس کے معنی کلی ہیں اور ہر فرد پر برابر نہیں صادق ہیں بلکہ باری تعالیٰ کی ہستی پر یہ معنی پہلے صادق ہیں اور مخلوقات کی ہستی پر پیچھے۔ اور باری تعالیٰ کی ہستی پر اُس معنی کا صادق ہونا مخلوقات کی ہستی پر صادق ہونے سے اولیٰ و انسب ہے) سیاہی۔ سفیدی۔ شیرینی۔ ترشی۔ طول۔ عرض۔

ف۔ تفاوت جو مشکک کی تعریف میں مذکور ہے اولیت اور اولویت میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ یہ تفاوت کبھی شدت وضعف کے ساتھ اور کبھی زیادت ونقصان کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ مصنفؒ کا اولیت واولیت پر اقتصار کرنا صرف بنظر تمثیل ہے۔

مفرد کے معنی اگر متعدد ہیں تو اگر واضع نے ابتداءً ہر ایک معنی کے لئے وضع کیا ہو تو وہ مشترک ہے جیسے عین (اس کے بہت سے معنی ہیں۔ آنکھ چشمہ۔ زانو۔ سونا۔ ذات۔ واضع نے اس کو ابتداءً ہر ایک کے معنی کے لئے وضع کیا ہے)۔

اور اگر واضع نے اس کو ابتداءً ایک معنی کے لئے وضع کیا ہو تو اگر وہ دوسرے معنی میں مشہور ہو گیا ہو تو وہ منقول ہے۔ جیسے صلوٰۃ (اُس کو واضع نے ابتداءً معنے دعا کے لئے وضع کیا ہے شارع نے اس کو نماز کے معنی میں استعمال کیا اور وہ اسی معنی میں مشہور ہو گیا)

اور اگر دوسرے معنے میں مشہور نہ ہو گیا ہو (بلکہ دوسرے معنی میں استعمال کرنے کے لئے قرینے کی ضرورت پڑتی ہو) تو وہ معنی اوّل میں حقیقت ہے اور معنے ثانی میں مجاز۔ جیسے اَسَد (اس کو واضع نے صرف شیر کے معنی کے لئے وضع کیا ہے لیکن اس کا استعمال مرد شجاع کے معنے میں بھی ہوتا ہے اور اس معنی میں مشہور نہیں ہے بلکہ جب تک قرینہ نہ قائم ہو گا یہ معنے مراد نہیں ہو سکتے۔ پس لفظ اسد بمعنی شیر حقیقت ہے اور بمعنی مرد شجاع مجاز۔ جب تم رَأَیْتُ اَسَدًا بولوگے تو اُس کے معنے یہی سمجھے جائیں گے کہ میں نے شیر کو دیکھا۔ اور جب رَأَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ کہوگے تو اُس کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے ایسے مرد شجاع کو دیکھا جو تیر چلاتا ہے۔ یہاں لفظ اسد سے مرد شجاع کے معنے بقرینہ لفظ یَرْمِیْ مراد لئے گئے کیونکہ شیر تیر انداز نہیں ہوتا۔

منقول کے لئے ناقل (یعنی ایسی جماعت) کا ہونا ضرور ہے جس نے اُس کو معنی اول سے معنی ثانی کی طرف نقل کیا ہے۔ اس اعتبار سے منقول کی تین قسمیں ہیں۔ شرعی۔ عرفی اصطلاحی۔ منقول شرعی وہ منقول ہے جس کا ناقل شارع ہو۔ جیسے صلوٰۃ۔ صوم۔ (صلوٰۃ کی

تشریح ابھی گذر چکی۔ صوم کو یوں سمجھو کہ واضع نے صوم کو معنی امساک یعنی روک رکھنے کے لئے وضع کیا ہے شارع نے اس کو روزے کے معنے میں استعمال کیا اور وہ اسی معنی میں مشہور ہوگیا۔) منقول عرفی وہ منقول ہے جس کا ناقل عرف عام ہو (یعنی عام لوگ اُس کے ناقل ہوں) جیسے دَابَّۃ (جو جاندار زمین پر چلے اُس کے لئے واضع نے لفظ دَابَّہ کو وضع کیا ہے اب عام لوگ اُس کو چار پائے کے معنے میں استعمال کرتے ہیں اور وہ اسی معنی میں مشہور ہوگیا ہے۔

منقول اصطلاحی وہ منقول ہے جس کا ناقل عرف خاص ہو (یعنے ایک خاص جماعت نے اُس کو نقل کیا ہو) جیسے فِعْل (اس کے اصلی معنے کام ہیں اہل عربیت[1] نے اُس لفظ مُفرد میں استعمال کیا جو معنے مستقل رکھتا ہو اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت کرے اور وہ اِسی معنے میں مشہور ہوگیا ہے)

ف (۱) جس طرح لفظ سے معنی مجازی مراد ہونے کے لئے قرینہ کا ہونا ضرور ہے اسی طرح مشترک میں ایسے قرینہ کا ہونا ضرور ہے جس سے سامع قائل کی خاص مراد سمجھ لے اور منقول جب بلا قرینہ مستعمل ہوگا تو اُس سے وہی معنے ثانی مشہور مراد ہوں گے اور معنی اوّل غیر مشہور کے مراد ہونے کے لئے قرینہ کی حاجت ہے۔

(۲) منقول ایک اعتبار سے حقیقت و مجاز میں داخل ہے لفظ صلٰوۃ جب کلام شارع میں مستعمل ہو تو معنے نماز میں حقیقت ہے اور معنی دعا میں مجاز۔ اور جب غیر اہل شرع اُس کا استعمال کریں تو معنے دعا میں حقیقت ہے اور معنی نماز میں مجاز۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں اُس لفظ کا واضع شارع ہے جس نے اُس کو معنے نماز کے لئے وضع کیا ہے اور دوسری صورت میں واضع غیر شارع ہے جس نے اس کو معنے دعا کے لئے وضع کیا ہے۔

---

[1] یعنے اصطلاح اہل عربیت میں ۱۲ منہ

م- **فصل** - اَلْمَفْهُوْمُ اِنِ امْتَنَعَ فَرْضُ صِدْقِہٖ عَلَى الْكَثِيْرِيْنَ فَجُزْئِيٌّ وَّاِلَّا فَكُلِّيٌّ اِمْتَنَعَتْ اَفْرَادُہٗ اَوْ اَمْكَنَتْ وَلَمْ يُوْجَدْ اَوْ وُجِدَ الْوَاحِدُ فَقَطْ مَعَ اِمْكَانِ الْغَيْرِ اَوِ امْتِنَاعِہٖ اَوِ الْكَثِيْرُ مَعَ التَّنَاهِيْ اَوْ عَدَمِہٖ-

ت - مفہوم اگر عقل اس کے کثیرین پر صادق ہونے کو جائز نہ رکھے تو جزئی ہی ورنہ کلی اُسکے افراد ممتنع ہوں یا ممکن اور موجود نہ ہوں یا فقط ایک فرد موجود ہو اور دوسری فرد ممکن ہو یا ممتنع یا زیادہ افراد پائے جائیں متناہی ہوں یا غیر متناہی-

ش

کلی وجزئی کا بیان

جو چیز عقل میں حاصل ہو اس کو مفہوم اور معنی کہتے ہیں-
اس کی دو قسمیں ہیں - جُزئی - کلّی -
جزئی - وہ مفہوم ہے جسکے ایک ذات سے زیادہ پر صادق ہونے کو عقل جائز نہ رکھے جیسے مفہوم زید و عمر و و بکر و غیرہم -
کلی - وہ مفہوم ہے جسکے ایک ذات سے زیادہ پر صادق ہونے کو عقل جائز رکھے (عام اس سے کہ واقع میں ایک ہی ذات موجود ہو جس پر وہ صادق ہو یا ایک ذات سے زیادہ موجود ہو یا کوئی ذات موجود نہ ہو) جیسے مفہوم انسان و واجب الوجود و لاشئے (ان تینوں مفہوموں کی نسبت عقل (بلالحاظ امور خارجیہ) یہ جائز رکھتی ہے کہ ایک ذات سے زیادہ پر صادق ہوں - پہلی صورت میں متعدد ذاتیں موجود ہیں - دوسری صورت میں صرف ایک ذات موجود ہے تیسری صورت میں کوئی ذات موجود نہیں ہے -
کلی جن ذاتوں پر صادق آتا ہے اُس کو کلی کے افراد و جزئیات و مصداقات کہتے ہیں-
افراد کے وجود و عدم کے اعتبار سے کلی کی چھ قسمیں ہیں-
(۱) ممتنع الافراد یعنی وہ کلی جسکی کوئی فرد نہیں پائی جا سکتی جیسے لاشئے لاموجود-

(۲) وہ کلی جسکی فرد پائی جاسکتی ہے لیکن پائی نہیں گئی۔ جیسے عنقا۔ سیمرغ۔
(۳) وہ کلی جس کی ایک ہی فرد پائی جاتی ہے۔ اور دوسری فرد کا پایا جانا ممکن ہے جیسے کوہ نمک (اس کی صرف ایک فرد ہندوستان میں پائی جاتی ہے)۔
(۴) وہ کلی جسکی ایک فرد پائی جاتی ہے۔ اور دوسری فرد کا پایا جانا محال ہے جیسے واجب الوجود۔
(۵) وہ کلی جس کی متعدد فردیں پائی جاتی ہیں اور متناہی ہیں جیسے کوکب سیّار۔ اسکی صرف سات فردیں ہیئت اہل یونان کے موافق پائی جاتی ہیں۔
(۶) وہ کلی جسکی متعدد فردیں پائی جاتی ہیں اور غیر متناہی ہیں جیسے معلوم باری تعالیٰ۔
ف۔ منطق کی کتابوں میں جو مفہوم کی دو قسمیں جزئی و کلی بیان کی جاتی ہیں اور پھر ہر ایک کی تعریف ذکر کیجاتی ہے اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ منطق میں جزئیات سے بھی بحث ہوتی ہے۔ بلکہ صرف تعریف کلیؔ کی توضیح کے لئے جزئی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ع
وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ ٭ جزئیات سے منطق میں بحث نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس علم میں اُنہیں امور سے بحث ہوتی ہے۔ جو کاسب و مکتسَب ہوتے ہیں۔ اور جزئیات نہ کاسب ہیں نہ مکتسَب یعنی نہ جزئی خود کسی جزئی سے حاصل ہوتا ہے نہ اِسکے ذریعے سے کوئی جزئی یا کلی حاصل ہوتا ہے۔ منطق کے قواعد تو صرف کلیات کے لئے منضبط کئے گئے ہیں۔ کلیات میں دونوں باتیں موجود ہیں یعنے یہ کاسب بھی ہوتے ہیں اور مکتسَب بھی۔ ایک کلی کے جان لینے سے اُس کی ساری جزئیات کا اجمالی علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک کلی کے حکم کے جان لینے سے اُس کی تمام جزئیات کا حکم استنباط ہو سکتا ہے۔ منطق کے علاوہ اور بھی جتنے علوم حِکمیّہ ہیں اُن میں بھی جزئیات سے بحث نہیں ہوتی اور فی الحقیقت اِن سے بحث کرنے میں کمال دقت بھی ہے کیونکہ یہ بوجہ اپنی کثرت کے اِس قدر غیر منضبط ہیں کہ اِن کا انحصار کسی عدد معین میں نہیں ہو سکتا اور طاقت بشری بتفصیل ہر ایک جزئی کا حال دریافت کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

م۔ فَصْلٌ ۔ اَلْكُلِّيَّانِ اِنْ تَفَارَقَا كُلِّيًّا فَمُتَبَايِنَانِ وَاِلَّا فَاِنْ تَصَادَقَا كُلِّيًّا مِّنَ الْجَانِبَيْنِ فَمُتَسَاوِيَانِ وَنَقِيْضَاهُمَا كَذٰلِكَ اَوْ مِنْ جَانِبٍ فَاَعَمُّ وَاَخَصُّ مُطْلَقًا وَّنَقِيْضَاهُمَا بِالْعَكْسِ وَاِلَّا فَمِنْ وَّجْهٍ وَّبَيْنَ نَقِيْضَيْهِمَا تَبَايُنٌ جُزْئِيٌّ كَالْمُتَبَايِنَيْنِ ٭

ت ۔ دو کلیوں میں اگر تفارق کلی ہو تو وہ متبائنین ہیں ورنہ اگر تصادق کلی جانبین سے ہو تو متساوین ہیں اور متساوین کے نقیض بھی متساوین ہیں اور اگر تصادق کلی ایک جانب سے ہو تو اعم و اخص مطلق ہیں اور ان کا نقیض بالعکس ہے (یعنی اعم کا نقیض اخص اور اخص کا نقیض اعم) اور اگر تصادق کلی نہ جانبین سے ہو نہ ایک جانب سے تو اعم و اخص من وجہ ہیں اور اُن کے نقیضوں کے درمیان میں متبائنین کے نقیضوں کی طرح تباین جزئی ہے۔

ش

چاروں نسبتوں کا بیان

جو دو کلی ہیں اُن میں چار نسبتوں میں سے ایک نسبت کا پایا جانا ضرور ہے اس اعتبار سے ہر ایک دو کلیوں کی چار قسمیں ہوئیں متساوین متبائنین ۔ اعم و اخص مطلق ۔ اعم و اخص من وجہ۔
ایسے دو کلیوں کو جن میں تفارق کلی ہو (یعنی کوئی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے) متبائنین کہتے ہیں اور اُن کی نسبت کو تباین جیسے انسان وحجر (نہ انسان حجر کے کسی فرد پر صادق آتا ہے نہ حجر انسان کے کسی فرد پر)
ایسے دو کلیوں کو جن میں جانبین سے صدق کلی ہو (یعنی ہر ایک کلی دوسرے کلی کے ہر فرد پر صادق آئے) متساوین کہتے ہیں اور ان کی نسبت کو تساوی۔ جیسے انسان وناطق (انسان ناطق کے ہر فرد پر صادق آتا ہے۔ اور ناطق انسان کے ہر فرد پر)

ایسے دو کلیوں کو جن میں صرف ایک جانب سے صدق کلی ہو (یعنی ایک کلی دوسرے کلی کے ہر فرد پر صادق آئے اور دوسرا کلی پہلے کلی کے ہر فرد پر نہ صادق آئے بلکہ صرف بعض افراد پر) اعم و اخص مطلق کہتے ہیں اور ان کی نسبت کو عموم وخصوص مطلق جیسے انسان وحیوان (حیوان انسان کے ہر فرد پر صادق آتا ہے اور انسان حیوان کے صرف بعض افراد پر)

اِس صورت میں جس کلی کی طرف سے صدق کلی ہو اس کو اعم کہتے ہیں اور اس کے مقابل کو اخص۔ مثال مذکور میں حیوان اعم ہے اور انسان اخص۔

ایسے دو کلیوں کو جن میں جانبین سے صرف صدق جزئی ہو (یعنی ہر ایک کلی دوسرے کلی کے صرف بعض افراد پر صادق آئے) اعم و اخص من وجہ کہتے ہیں اور انکی نسبت کو عموم وخصوص من وجہ جیسے حیوان و ابیض (حیوان ابیض کے صرف بعض افراد پر صادق آتا ہے اسی طرح ابیض بھی حیوان کے صرف بعض افراد پر۔ صدق کلی یہاں کسی جانب سے نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ حیوان پا یا جائے۔ اور ابیض اُس پر نہ صادق ہو۔ جیسے سیاہ بکری اسی طرح ممکن ہے کہ ابیض پا یا جائے۔ اور حیوان اُس پر نہ صادق ہو۔ جیسے سپید کاغذ)

ف (۱) تباین کا مرجع دو سالبہ کلیہ کی طرف ہے (یعنی جن دو کلیوں میں تباین کی نسبت ہوتی ہے اُن سے دو قضیہ سالبہ کلیہ منعقد ہوسکتے ہیں) لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنسان بحجرٍ ولا شیئَ من الحجر بانسانٍ۔

تساوی کا مرجع دو موجبہ کلیہ کی طرف ہے۔ کلُّ انسانٍ ناطِقٌ وکل ناطِقٍ انسانٌ

عموم وخصوص مطلق کا مرجع ایک موجبہ کلیہ اور ایک سالبہ جزئیہ کی طرف ہوتا ہے اوّل کا موضوع اخص ہوتا ہے اور محمول اعم اور ثانی کا موضوع اعم اور محمول اخص۔ کُلُّ انسانٍ حیوان وبعض الحیوان لیس بانسانٍ۔

عموم وخصوص من وجہ کا مرجع ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ کی طرف ہوتا ہے۔
بعض الحیوان ابیض وبعض الحیوان لیس بابیض وبعض الابیض لیس بحیوان۔
اب تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ تباین میں صرف مادۂ افتراق ہوتا ہے اور تساوی میں صرف مادۂ اجتماع اور عموم وخصوص مطلق میں ایک مادۂ اجتماع ہوتا ہے اور ایک مادۂ افتراق اور عموم وخصوص من وجہ میں ایک مادۂ اجتماع اور دو مادۂ افتراق۔

(۲) چاروں نسبتوں کا اعتبار دو کلموں کے ساتھ اس لئے خاص کیا گیا کہ دو جزئیوں میں یا ایک جزئی اور ایک کلی میں یہ چاروں نسبتیں نہیں پائی جاتی ہیں دیکھو دو جزئیوں میں صرف تباین کی نسبت پائی جاتی ہے اسی طرح ایک جزئی اور ایک کلی میں بشرطیکہ وہ جُزئی اُس کلی کی فرد نہ ہو۔ جیسے زید وفرس۔ اور اگر وہ جزئی اس کلی کی فرد ہو تو اُن دونوں میں صرف عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے۔ جیسے زید وانسان۔

(۳) جس طرح یہ چاروں نسبتیں مفردات میں پائی جاتی ہیں اسی طرح قضایا میں بھی پائی جاتی ہیں۔ فرق اسقدر ہے کہ مفردات میں ان کا تحقق حمل کے اعتبار سے ہوتا ہے اور قضایا میں وجود نفس الامری کے اعتبار سے اور یہ اس بنا پر ہے کہ قضیہ کسی شئے پر محمول نہیں ہوتا ہے نہ مفرد پر نہ قضیہ پر اور مفرد کا حال اس کے برخلاف ہے مثلاً جب تم کہو گے کہ انسان وحیوان میں عموم مطلق کی نسبت ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ حیوان انسان کے تمام افراد پر محمول ہے اور انسان حیوان کے تمام افراد پر محمول نہیں ہے بلکہ بعض افراد پر محمول ہے اور بعض پر نہیں۔

اور جب تم کہو گے کہ ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ میں عموم مطلق کی نسبت ہے تو اس کا یہ مفاد ہوگا کہ جب ضروریہ مطلقہ نفس الامر میں پایا جائیگا تو ضرور دائمہ مطلقہ نفس الامر میں پایا جائیگا اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب دائمہ مطلقہ نفس الامر میں پایا جائے تو ضروریہ مطلقہ نفس الامر میں پایا جائے فافھم

چاروں نسبتوں کے نقیضوں کا بیان

متساوین کے نقیض متساوین ہوتے ہیں (یعنی جن دو کلیوں کے درمیان میں تساوی کی نسبت ہوتی ہے اُن کے نقیضوں کے درمیان میں بھی تساوی کی نسبت ہوتی ہے) جیسے لَا اِنسَان وَلَا نَاطِق (جس طرح انسان و ناطق متساوین ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اسی طرح لاانسان ولاناطق بھی متساوین ہیں کیونکہ لاانسان لاناطق کی ہر فرد پر صادق آتا ہے اور لاناطق لاانسان کی ہر فرد پر)۔

اَعَم واَخص مطلق کے نقیض اعم واخص مطلق ہیں مگر بعکس عَیْنَیْنِ (یعنی جن دو کلیوں کے درمیان میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے اُن کے نقیضوں کے درمیان میں بھی عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے لیکن عموم وخصوص بدل جاتا ہے اس طرح پر کہ اعم کا نقیض اخص اور اخص کا نقیض اعم ہوتا ہے) جیسے لاانسان ولاحیوان (لاحیوان اخص ہے اور لاانسان اعم۔ لاانسان لاحیوان کی ہر فرد پر صادق آتا ہے اور لاحیوان لاانسان کی ہر فرد پر صادق نہیں ہے دیکھو فرس وبقر وغنم وغیرہ لاانسان کے افراد ہیں اور لاحیوان اِن پر صادق نہیں ہے۔ بلکہ حیوان صادق ہے)

اَعَم واَخص من وجہ کے نقیضوں کے درمیان میں تباین جزئی کی نسبت ہے۔

دو کلیوں میں سے ہر ایک کا بدون دوسرے کے بعض اوقات میں صادق ہونا اسی کا نام تباین جزئی ہے۔ اور یہ نسبت کبھی عموم من وجہ کے ضمن میں پائی جاتی ہے۔ اور کبھی تباین کلی کے ضمن میں۔ کیونکہ یہ امر کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک بدون دوسرے کے بعض اوقات میں صادق ہو عام ہے اس سے کہ دوسرے بعض اوقات میں بھی بدون اُس دوسرے کلی کے صادق ہو یعنی ہمیشہ ہر ایک کلی بدون دوسرے کے صادق ہو یا بعض اوقات میں بدون اُس کے صادق ہو اور دوسرے بعض اوقات میں اسکے

ساتھ صادق ہو۔ پہلی صورت میں تباین کلی پایا گیا اور دوسری صورت میں عموم من وجہ۔
حاصل یہ ہے کہ اعم و اخص من وجہ کے نقیضوں کے درمیان میں کبھی تباین کلی کی نسبت پائی جاتی ہے اور کبھی عموم من وجہ کی۔ جیسے لاحیوان و انسان (حیوان ولا انسان کے درمیان میں عموم من وجہ ہے مادۂ اجتماع فرس ہے۔ اور زید و شجر مواد افتراق کیونکہ زید حیوان ہے لا انسان نہیں ہے بلکہ انسان ہے اور شجر لا انسان ہے حیوان نہیں ہے۔ ان دونوں کے نقیض یعنے لاحیوان و انسان کے درمیان میں تباین کلی ہے۔ کیونکہ کوئی لاحیوان انسان نہیں ہے اور کوئی انسان لاحیوان نہیں ہے۔) لاحیوان و لا ابیض (حیوان و ابیض کے درمیان میں عموم من وجہ ہے جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ان دونوں کے نقیض لاحیوان ولا ابیض کے درمیان میں بھی عموم من وجہ ہے۔ مادۂ اجتماع سیاہ کاغذ ہے اور سپید کاغذ اور سیاہ بکری موادِّ افتراق ہیں) متبائنین کے نقیضوں کے درمیان میں بھی تباین جزئی کی نسبت ہوتی ہے (یعنے کبھی تباین کلی اور کبھی عموم من وجہ) جیسے لاموجود ولا معدوم۔ (جس طرح موجود و معدوم متبائنین ہیں اسی طرح لاموجود و لا معدوم بھی متبائنین ہیں کیونکہ کوئی لاموجود لا معدوم نہیں ہے اور کوئی لا معدوم لاموجود نہیں۔) لا انسان ولا حجر (انسان و حجر متبائنین ہیں انکے نقیض لا انسان و لا حجر اعم و اخص من وجہ ہیں شجر مادۂ اجتماع ہے۔ اور انسان و حجر موادِّ افتراق)

م۔ وَقَدْ يُقَالُ الْجُزْئِيُّ لِلْأَخَصِّ مِنَ الشَّيْئِ وَهُوَ اَعَمُّ۔

ت۔ اور کبھی جزئی اُس مفہوم کو کہتے ہیں جو کسی چیز سے اخص ہو اور وہ (جزئی سابق الذکر سے) اعم ہے۔ ش۔

جزئی اضافی کا بیان

جزئی کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے۔ سابق میں جس جزئی کی تعریف مذکور ہو چکی ہے

(یعنے وہ مفہوم جس کے کثیرین پر صادق ہونے کو عقل جائز نہ رکھے) اُس کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔ اور ایک دوسرا جزئی ہے جس کو جزئی اضافی کہتے ہیں۔ اس کی تعریف اس طرح ہے۔ وہ مفہوم جو دوسرے مفہوم سے اخص ہو۔ (یعنی پہلے مفہوم کو اُس دوسرے مفہوم کا جزئی اضافی کہتے ہیں) جیسے زید کہ انسان سے اخص ہے) انسان (کہ حیوان سے اخص ہے) حیوان (کہ جسم نامی سے اخص ہی جسم نامی (کہ جسم سے اخص ہے) پس زید انسان کا جزئی اضافی ہے۔ اور انسان حیوان کا۔ اور حیوان جسم نامی کا اور جسم نامی جسم اور جسم جوہر کا)

جُزئی حقیقی و جُزئی اضافی کے درمیان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ جزئی حقیقی اخص ہے اور جزئی اضافی اعم۔

پس جو جزئی حقیقی ہے وہ ضرور جزئی اضافی ہے۔ جیسے زید اور اس کا عکس نہیں ہے یعنے یہ ضرور نہیں ہے کہ جو جزئی اضافی ہو وہ جزئی حقیقی بھی ہو بلکہ بعض جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہیں۔ جیسے انسان (کہ حیوان سے اخص ہے۔ پس جزئی اضافی ہوا مگر جزئی حقیقی نہیں ہے)

م۔ وَالْكُلِّيَّاتُ خَمْسٌ۔

ت۔ اور کلیات پانچ ہیں۔

ش۔ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ منطق میں صرف معرف وحجت کے اعراض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے کیونکہ یہی اس کے موضوع ہیں۔ لیکن چونکہ معرف کلیات خمس سے مرکب ہوتا ہے اس لئے معرف کے ذکر سے پہلے کلیات خمس کا بیان کرنا ضرور ہے۔

کلیات خمس کا بیان

کلی اپنے افراد کے عین ماہیت اور جزء ماہیت اور خارج از ماہیت ہونے کے لحاظ سے

پانچ قسموں میں منحصر ہے۔ نوع ۔ جنس فصل (ان کو ذاتیات کہتے ہیں) خاصہ عرض عام۔ (ان کو عرضیات کہتے ہیں)

دلیل انحصار یہ ہے کہ کلی اپنے افراد کی ماہیت کا عین ہے یا اس کا جزء ہے یا اس سے خارج ہے۔

اگر کلی اپنے افراد کا عین ماہیت ہے تو وہ نوع ہے۔ جیسے انسان (یہ اپنے افراد زید و عمر و بکر وغیرہم کی ماہیت یعنے حیوان ناطق کا عین ہے۔

اور اگر اپنے افراد کا جزء ماہیت ہے تو ماہیت اور دوسری نوع میں تمام مشترک ہے یا نہیں (تمام مشترک سے مراد وہ جزء اعلیٰ ہے جس سے بڑھکر کوئی جزء مشترک نہ نکل سکے بلکہ اُس کے علاوہ جو جزء مشترک نکالا جاوے اُسی میں داخل ہو یعنے اُسی کا جزء ہو)

اگر ماہیت اور دوسرے نوع میں تمام مشترک ہے تو وہ جنس ہے۔ جیسے حیوان انسان کی نسبت (حیوان ماہیت انسان یعنے حیوان ناطق کا جزء ہے اور اس ماہیت اور دوسری نوع مثلاً فرس میں تمام مشترک ہے کیونکہ حیوان سے بڑھ کے کوئی ایسا جزء نہیں ہے جوان میں مشترک ہو۔ جوہر یا جسم یا جسم نامی وغیرہ جو جزء مشترک حیوان کے علاوہ ہیں وہ حیوان ہی میں داخل ہے یعنے حیوان ہی کا جزء ہے پس حیوان انسان کی جنس ہوا) جسم نامی انسان کی نسبت (جسم نامی ماہیت انسان کا جزء ہے اور اس ماہیت اور انواع نباتات میں تمام مشترک ہے کیونکہ اس سے بڑھ کے کوئی جزء مشترک اُن میں نہیں نکل سکتا پس جسم نامی انسان کی جنس انواع نباتات کے اعتبار سے ہوا) جسم انسان کی نسبت (جسم ماہیت انسان کا جزء ہے اور اس ماہیت اور انواع جمادات میں تمام مشترک ہے پس جسم انسان کی جنس انواع جمادات کے اعتبار سے ہوا) جوہر انسان کی نسبت (جوہر ماہیت انسان کا جزء ہے اور اس ماہیت اور نوع مجردات میں تمام مشترک ہے پس جوہر انسان کی جنس نوع مجردات کے اعتبار سے ہوا)

اور اگر ماہیت اور دوسرے نوع میں تمام مشترک نہیں ہے (خواہ مشترک ہی نہیں ہو یا مشترک ہے لیکن تمام مشترک نہیں بلکہ تمام مشترک کا جز رہے، تو وہ فصل ہے۔ جیسے ناطق۔ انسان کی نسبت (ناطق ماہیت انسان کا جز ہے اور اس ماہیت اور دوسری نوع فرس وغیرہ میں تمام مشترک نہیں ہے بلکہ ماہیت انسان کے ساتھ مخصوص ہے پس ناطق انسان کی فصل ہوا)

حساس۔ انسان کی نسبت (حساس ماہیت انسان کا جز ہے اور اس ماہیت اور انواع حیوانات فرس و بقر و غنم وغیرہ میں تمام مشترک نہیں ہے بلکہ تمام مشترک یعنے حیوان کا جز ہے پس حساس انسان کی فصل ہوا) اگر کلی اپنے افراد کی ماہیت سے خارج ہے تو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں۔

اگر ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص ہے تو وہ خاصہ ہے۔ جیسے ضاحک عطہ انسان کی نسبت (ضاحک۔ انسان کی ماہیت سے خارج ہے اور انسان کے افراد کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ ضاحک غیر انسان نہیں ہوتا۔ پس ضاحک انسان کا خاصہ ہوا) ماشی عطہ حیوان کی نسبت (ماشی حیوان کی ماہیت سے خارج ہے اور حیوان کے افراد کے ساتھ مخصوص ہے پس ماشی حیوان کا خاصہ ہوا۔ اور اگر ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے تو وہ عرض عام ہے۔ جیسے ماشی۔ انسان کی نسبت (ماشی۔ اگرچہ انسان کی ماہیت سے خارج ہے۔ لیکن انسان کے افراد کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اور انواع حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ پس ماشی۔ انسان کا عرض عام ہوا اگرچہ حیوان کا خاصہ ہے۔)

م۔ اَلْاَوَّلُ الْجِنْسُ وَهُوَ الْمَقُوْلُ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ فَاِنْ كَانَ الْجَوَابُ عَنِ الْمَاهِيَّةِ وَعَنْ بَعْضِ الْمُشَارِكَاتِ هُوَ الْجَوَابُ عَنْهَا وَعَنِ الْكُلِّ فَقَرِيْبٌ كَالْحَيَوَانِ وَالْاَفَبَعِيْدٌ كَالْجِسْمِ النَّامِيْ۔

ت - پہلا جنس ہے - اور جنس وہ کلی ہے جو ایسے بہت سے افراد پر جن کی حقیقتیں (یعنی ماہیتیں) مختلف ہوں مَا ھُوَ کے جواب میں محمول ہو پس اگر ماہیت اور بعض مشارکات کا جواب بعینہ ماہیت اور جمیع مشارکات کا جواب ہو تو جنس قریب ہے - جیسے حیوان ورنہ جنس بعید جیسے جسم نامی -

ش

جنس کا بیان

کلی کی پانچ قسموں میں سے پہلی قسم جنس ہے -

جنس اُس کلی کو کہتے ہیں جو افراد مختلفۃ الحقائق پر مَا ھُوَ کے جواب میں محمول ہو - (یعنی ایسے امور جنکی حقیقتیں مختلف ہیں - جب اِن کی نسبت بذریعۂ مَا ھُوَ سوال کیا جائے کہ یہ سب کیا ہیں تو جو کلی اِن کے جواب میں واقع ہو اُس کا نام جنس ہے) جیسے حیوان - جسم نامی - جسم - جوھر - (انسان و فرس و بقر و غنم وغیرہ جن کی حقیقتیں مختلف ہیں - جب اِن کی نسبت یوں سوال کیا جاتا ہے کہ الانسان والفرس والبقر والغنم ماھم تو جواب میں حیوان واقع ہوتا ہے - کیونکہ حیوان ان میں تمام مشترک ہے پس حیوان جنس ہوا - اسی طرح انسان وانواع اشجار مختلفۃ الحقائق ہیں جب ان کی نسبت یوں سوال کیا جاتا ہے کہ الانسان والنخل والاراك ماھی تو جواب میں جسمٌ نامٍ واقع ہوتا ہے - پس جسم نامی جنس ہوا - اِسی طرح انسان و حجر کی حقیقتیں مختلف ہیں - پس جب الانسان والحجر ماھما کہا جاتا ہے تو جسمٌ جوان دونوں میں تمام مشترک ہے جواب میں واقع ہوتا ہے - پس جسم جنس ہوا - علیٰ ہٰذا القیاس انسان و مجردات مختلفۃ الحقائق ہیں - پس جب الانسان والعقول ماھم کہا جاتا ہے تو جوھر جواب میں واقع ہوتا ہے - پس جوہر جنس ہوا)

ف۔ مَاھُوَ کو واضع نے سُوال تمام ماہیت کے لئے وضع کیا ہے۔ اگر سُوال میں صرف ایک امر کا ذکر کیا گیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں وہ امر شخصی ہے یا کلی۔ اگر امر شخصی ہے تو نوع جواب میں واقع ہوگی۔ جیسے انسان۔ زید ماھو کے جواب میں۔ اور اگر امر کلی ہے تو حدّ تام جواب میں واقع ہوگی۔ جیسے حیوان ناطق الانسان ماھو کے جواب میں۔ اور اگر سُوال میں کئی اُمُور[لہ] جمع کئے گئے ہیں تو اُس کی بھی دو صورتیں ہیں وہ اُمُور متفقۃ الحقایق ہیں یا مختلفۃ الحقایق۔ اگر متفقۃ الحقایق ہیں تو اس وقت بھی نوع جواب میں واقع ہوگی۔ جیسے انسان۔ زید و عمرو و بکر ماھم کے جواب میں۔ اور اگر وہ مختلفۃ الحقایق ہیں تو اِس صورت میں سُوال تمام حقیقت مشترکہ سے ہے اور وہ ذاتی جو حقایق مختلفہ میں تمام مشترک ہو جنس ہے پس جنس جواب میں واقع ہوگی۔ اِس بیان سے معلوم ہوا کہ لفظ ماھو کبھی سُوال تمام ماہیت مختصہ کے لئے ہوتا ہے اور کبھی سُوال تمام ماہیت مشترکہ کے لئے۔

اب تم یہ بھی سمجھ گئے ہوگے کہ مَاھُوَ کے جواب میں جو چیز محمول ہوگی وہ ذاتی ہوگی عرضی نہیں ہوگی۔

پس خلاصۂ کلام مصنفؒ یہ ہوا کہ جنس وہ ذاتی ہے جو حقایق مختلفہ میں تمام مشترک ہو جنس کی دو قسمیں ہیں قریب و بعید۔

جِنس قریب۔ وہ جنس ہے جو ماہیت اور ہر مشارک ماہیت فی الجنس کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان (جب تم انسان کو لیتے ہو اور فرس و بقر و غنم وغیرہم کو بھی جو حیوان ہونے میں ماہیت انسان کے شریک ہیں اُس کے ساتھ منضم کر کے یوں سوال کرتے ہو کہ الانسان والفرس والبقر والغنم ماھم تو جواب حیوان ہوتا ہے خواہ سُوال میں انسان کے ساتھ بعض مشارکات کو لو یا جمیع مشارکات کو۔

جِنس بعید۔ وہ جِنس ہے جو ماہیت اور مشارک ماہیت فی الجنس کے جواب

[لہ] کئی امر سے مراد ایک امر سے زیادہ دو ہوں یا دو سے زیادہ ۱۲ منہ

میں محمول نہ ہو (بلکہ ماہیت اور بعض مشارک کے جواب میں محمول ہو اور ماہیت اور دوسرے بعض مشارک کے جواب میں محمول نہ ہو) جیسے جسم نامی (فرس اور شجر مثلاً یہ دونوں جسم نامی ہونے میں انسان کے شریک ہیں۔ لیکن جب تم یوں سُوال کرتے ہو کہ الانسان والشجر ماھما تو جواب جسم نامی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ یہ اُن دونوں میں تمام مشترک ہے۔ اور جب یوں سوال کرتے ہو کہ الانسان والفرس ماھما تو جواب جسم نامی نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ اُن دونوں میں تمام مشترک نہیں ہے بلکہ حیوان جواب ہوتا ہے جو تمام مشترک ہے) جسم (الانسان والحجر ماھما کے جواب میں جسم واقع ہوتا ہے الانسان والفرس ماھما کے جواب میں جسم نہیں واقع ہوتا ہے۔ اگرچہ حجر و فرس دونوں جسم ہونے میں انسان کے شریک ہیں) جوھر (الانسان والعقول ماھم کے جواب میں جوھر واقع ہوتا ہے (الانسان والفرس ماھما کے جواب میں جوھر نہیں واقع ہوتا ہے۔ باوجودیکہ عقول و فرس سب جوہر ہونے میں انسان کے شریک ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ جنس کے لئے ماہیت اور دوسرے نوع میں جو جنس ہونے میں شریک ماہیت ہے تمام مشترک ہونا ضروری ہے۔ پس اگر ماہیت اور ایسے تمام انواع میں جو جنس ہونے میں شریک ماہیت ہیں تمام مشترک ہو تو وہ جنس قریب ہے۔ اور اگر ماہیت اور ایسے تمام انواع میں تمام مشترک نہ ہو بلکہ ایسے صرف بعض انواع میں تمام مشترک ہو تو وہ جنس بعید ہے۔

جو جنس کہ اُس کے اور ماہیت کے درمیان میں صرف ایک جنس ہو وہ جنس بعید بیک مرتبہ ہے جیسے جسم نامی اگر درمیان میں دو جنسیں ہوں تو بعید بدو مرتبہ ہے جیسے جسم اور تین جنس ہوں تو بعید بسہ مرتبہ ہے جیسے جوھر۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

م۔ اَلثَّانِیْ اَلنَّوْعُ وَھُوَ الْمَقُوْلُ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُتَّفِقِیْنَ بِالْحَقَائِقِ فِیْ جَوَابِ مَاھُوَ۔

ت - دوسرا نوع ہے - اور نوع وہ کلی ہے جو ایسے بہت سے افراد پر جن کی حقیقتیں متفق ہوں ماھو کے جواب میں محمول ہو - ش

نوع کا بیان

کلی کی پانچ قسموں میں سے دوسری قسم نوع ہے -

نوع اُس کلی کو کہتے ہیں جو افراد متفقۃ الحقایق پر ماھُوَ کے جواب میں محمول ہو جیسے انسان (زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہم جنکی حقیقتیں متفق ہیں - جب اِن کی نسبت یوں سوال کیا جاتا ہے کہ زید و عمرو و بکر و خالد ما ھم تو جواب میں اِنسَانٌ واقع ہوتا ہے - کیونکہ انسان اِن کا عین ماہیت ہے)

م - وَقَدْ یُقَالُ عَلَے الْمَاهِیَّةِ الْمَقُوْلِ عَلَیْهَا وَعَلٰی غَیْرِهَا الْجِنْسُ فِیْ جَوَابِ مَاهُوَ وَیَخْتَصُّ بِاسْمِ الْاِضَافِیِّ کَالْاَوَّلِ بِالْحَقِیْقِیِّ وَبَیْنَهُمَا عُمُوْمٌ مِّنْ وَّجْهٍ لِتَصَادُقِهِمَا عَلَی الْاِنْسَانِ وَتَفَارُقِهِمَا فِی الْحَیَوَانِ وَالنُّقْطَةِ -

ت - اور کبھی نوع اس ماہیت کو کہتے ہیں کہ اُس پر اور اُس کے غیر پر جنس ماھُوَ کے جواب میں محمول ہو اور یہ نوع اضافی کے نام کے ساتھ مخصوص ہے - جیسے پہلی نوع حقیقی کے نام کے ساتھ اور اِن دونوں نوعوں میں عموم من وجہ ہے - کیونکہ یہ دونوں انسان پر ساتھ صادق ہوتے ہیں اور حیوان اور نقطہ میں جدا جدا ہو جاتے ہیں -

ش

نوع اضافی کا بیان

وہ نوع جس کا ذکر سابق میں ہو چکا اُس کو نوع حقیقی کہتے ہیں - اِس کے سوا ایک نوع اور ہے جس کو نوع اضافی کہتے ہیں - اب اس کا بیان کیا جاتا ہے -

نوع اضافی ۔ وہ کلی ذاتی ہے جو جنس کے تحت میں مندرج ہو (یعنی جب کلی ذاتی کو کسی دوسری چیز کے ساتھ ملاکر ماھو سے سُوال کریں تو جنس قریب یا بعید جواب میں واقع ہو جیسے انسان (یہ ایک کلی ذاتی ہے جو حیوان جسم نامی۔ جسم جوھر۔ اِن چاروں جِنسوں کے تحت میں مندرج ہے۔ یعنی جب انسان کے ساتھ فرس کو ملاکر ماھو سے سُوال کریں تو حیوان جواب میں واقع ہوگا۔ اور شجر کو ملاکر سُوال کریں تو جسم نامی اور حجر کو ملاکر سُوال کریں تو جسم اور عقل کو ملاکر سوال کریں تو جوہر۔ پس انسان اِن چاروں جنسوں میں سے ہرایک کی نوع اضافی کہا جائے گا) حیوان (یہ جسم نامی۔ جسم جوہر اِن تینوں میں سے ہرایک کی نوع اضافی ہے) جسم نامی (یہ جسم۔ جوہر ان دونوں میں سے ہرایک کی نوع اضافی ہے۔) جسم (یہ صرف جوہر کی نوع اضافی ہے۔)

اِس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنفؒ کے کلام میں لفظ ماہیت سے کلی ذاتی مراد ہے پس زید کو جو شخص ہے اور رومی کو جو صِنف یعنی کلی مقید بقید عرضی ہے نوع اضافی نہ کہینگے۔ اگرچہ زید و فرس یا رومی و فرس کے جواب میں حیوان واقع ہوتا ہے۔

نسبت درمیان نوع حقیقی اور نوع اضافی کے عموم من وجہ ہے۔ مادۂ اجتماع انسان ہے اور موادِّ افتراق حیوان و نقطہ (کیونکہ انسان پر دونوں نوعیں صادق ہیں۔ اور حیوان پر صرف نوع اضافی صادق ہے نہ نوع حقیقی اور نقطہ پر صرف نوع حقیقی صادق ہے نہ نوع اضافی۔ کیونکہ نوع اضافی کو جنس کی تحت میں ہونا چاہیئے اور نقطہ کے لئے کوئی جنس نہیں ہے اس لئے کہ وہ بسیط ہے۔ اور بسیط کے لئے جنس کا ہونا محال ہے۔ کیونکہ جس چیز کے لئے جنس ہوتی ہے وہ جنس و فصل سے ملکر مرکب ہوتی ہے۔

ف ۔ ا۔ نقطہ خط کے کنارے کو کہتے ہیں اور خط سطح کے کنارے کو اور سطح جسم کے کنارے کو۔ پس سطح عمق میں منقسم نہیں ہوتی اور خط عرض و عمق میں منقسم نہیں ہوتا اور نقطہ طول و عرض و عمق میں منقسم نہیں ہوتا۔ پس نقطہ اُس عرض کا نام ہوا جو کسی طرح منقسم

نہ ہوسکے نہ طول میں نہ عرض میں نہ عمق میں۔ اسی جہت سے نقطہ بسیط ہوا۔ کیونکہ جو چیز منقسم ہوگی وہ مرکب ہوگی۔

۲۔ یہ بیان نسبت کا متاخرین کے طریقے پر ہے اور قدمائے منطقیین کے نزدیک جنمیں شیخ بوعلی بن سینا بھی ہیں۔ اِن دونوں نوعوں میں عموم مطلق ہے اور نوع اضافی اعم ہے۔ پس اِن کے نزدیک جو نوع حقیقی ہے وہ نوع اضافی ہے۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جو نوع اضافی ہو وہ نوع حقیقی بھی ہو۔

متاخرین پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نقطہ والا مادہ افتراق اُس وقت نکل سکتا ہے جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ نقطہ کے افراد متفقۃ الحقیقۃ ہیں تاکہ نوع حقیقی اُس پر صادق ہو۔ حالانکہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ نقطہ کے افراد مختلفۃ الحقایق ہوں اور نقطہ اُن کی جنس ہو۔ اسی طرح نقطہ کے علاوہ اور جو موادِّ افتراق نکالے جاتے ہیں اُنکی نسبت بھی ایسا ہی اعتراض کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ اس نزاع کے فیصلے کا متحمل نہیں ہے۔ اِس لئے ہم یہاں سکوت اختیار کرتے ہیں۔

م۔ ثُمَّ الْاَجْنَاسُ قَدْ تُرَتَّبُ مُتَصَاعِدَۃً اِلَی الْعَالِیْ کَالْجَوْھَرِ وَیُسَمّٰی جِنْسَ الْاَجْنَاسِ وَالْاَنْوَاعُ مُتَنَازِلَۃً اِلَی السَّافِلِ وَیُسَمّٰی نَوْعَ الْاَنْوَاعِ وَمَا بَیْنَھُمَا مُتَوَسِّطَاتٌ۔

ت۔ پھر اجناس کبھی ترتیب دی جاتی ہیں۔ اس حال میں کہ وہ عالی (یعنی اوپر) کیطرف چڑھنے والی ہوتی ہیں۔ جیسے جوہر اور اِس عالی کو جنس الاجناس کہتے ہیں اور انواع ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ اس حال میں کہ وہ سافل (یعنی نیچے کی طرف اُترنے والے ہوتے ہیں۔ اور اِس سافل کو نوع الانواع کہتے ہیں۔ اور جو عالی اور سافل کے بیچ میں ہوں اُن کو متوسّطات کہتے ہیں۔

ش۔ اجناس کو اس طرح پر ترتیب دیتے ہیں کہ سافل سے عالی کی طرف یعنی خاص سے عام کی طرف ترقی کرتے ہیں پس وہ جنس جو سب سے اوپر یعنی سب سے اعم ہو اُس کو

جنس سافل کہتے ہیں - اور وہ جنس جو اِن دونوں کے بیچ میں ہو یعنی بعض سے اخص اور بعض سے اعم ہو اُس کو جنس متوسط کہتے ہیں -

دیکھو ہم نے جنسوں کو یوں ترتیب دیا - حیوان - جسم نامی - جسم - جوھر - ان میں سب اوپر اور سب سے اعم جوہر ہے اِس کو جنس الاجناس اور جنس عالی کہینگے - اور سب سے نیچے اور سب سے اخص حیوان ہے اِسکو جنس سافل کہینگے - اور جسم نامی و جسم کو جو ان دونوں کی بیچ میں ہیں اجناس متوسط کہیں گے - جسم نامی حیوان سے اعم ہے - اور جسم و جوہر سے اخص اور جسم - حیوان و جسم نامی سے اعم ہے - اور جوہر سے اخص -

انواع اضافیہ کو اِس طرح پر ترتیب دیتے ہیں کہ اوپر سے نیچے کی طرف یعنی عام سے خاص کیطرف اُترتے ہیں پس وہ نوع جو سب سے نیچے یعنی سب سے اخص ہو اُس کو نوع الانواع اور نوع سافل کہتے ہیں - اور جو سب سے اوپر یعنی سب سے اعم ہو اُس کو نوع عالی کہتے ہیں - اور وہ نوع جو اِن دونوں کے بیچ میں ہو اس کو نوع متوسط کہتے ہیں - دیکھو ہم نے انواع اضافیہ کو یوں ترتیب دیا جسم - جسم نامی - حیوان - انسان - پس انسان نوع الانواع اور نوع سافل ہے اور جسم نوع عالی - اور حیوان و جسم نامی انواع متوسطہ ہیں -

خلاصہ - یہ ہو کہ اعم الاجناس کو جنس عالی اور جنس الاجناس کہتے ہیں - اور اخص الاجناس کو جنس سافل اور بیچ والی جنسوں کو اجناس متوسط - اور اخص الانواع کو نوع سافل اور نوع الانواع کہتے ہیں - اور اعم الانواع کو نوع عالی - اور بیچ والی نوعوں کو انواع متوسط -

ف - ۱- انواع سے مراد کلام مصنف میں صرف انواع اضافیہ ہیں کیونکہ انواع حقیقیہ میں ترتیب محال ہے - اسلیئے کہ اگر ان میں ترتیب دیجائے اور ایک نوع حقیقی کے اوپر دوسری نوع حقیقی رکھی جائے تو اوپر والی نوع کا جنس ہونا لازم آئیگا - اور نوع حقیقی کا جنس ہونا محال ہے

۲- بعض اہل منطق جنس مفرد اور نوع مفرد کے بھی قائل ہیں -

جنس مفرد - وہ جنس ہے جو اکیلی ہو - یعنی نہ اُسکے اوپر کوئی جنس ہو نہ اُس کے نیچے -

اِسی طرح نوع مفرد۔ وہ نوع ہے جو اکیلی ہو نہ اُسکے اوپر کوئی نوع ہو نہ اُسکے نیچے۔

۴۔ چونکہ مصنفؒ کو صرف سلسلۂ ترتیب کا بیان کرنا منظور تھا اِس وجہ سے مفرد کو ذکر نہیں کیا یا یہ کہو کہ مصنفؒ کے نزدیک مفرد کا وجود ثابت نہ تھا۔ اس حالت میں لفظ قد جو عبارت متن میں واقع ہے تحقیق کے لئے ہوگا نہ تقلیل کے لئے فتأمل۔

م۔ اَلثَّالِثُ الْفَصْلُ وَهُوَ الْمَقُوْلُ عَلَى الشَّيْءِ فِيْ جَوَابِ اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ فَاِنْ مَيَّزَهٗ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ فَقَرِيْبٌ وَّاِلَّا فَبَعِيْدٌ

ت۔ تیسرا فصل ہے۔ اور فصل وہ کلی ہے جو کسی چیز پر اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ کے جواب میں محمول ہو۔ پس اگر وہ کلی اس چیز کو اُن امور سے تمیز دے جو جنس قریب میں اُس کے شریک ہیں تو وہ فصل قریب ہے۔ ورنہ فصل بعید۔

ش

فصل کا بیان

کلی کی پانچ قسموں میں سے تیسری قسم فصل ہے۔

عبارت متن میں پہلی جگہ لفظ شئ سے نوع اور دوسری جگہ جنس مُراد ہے۔ یاد رکھو کہ جب کسی نوع کی جنس معلوم ہوتی ہے اُس وقت ایسے ذاتی کا سُوال کیا جاتا ہے جو اُس نوع کو اس کے مشارکات فی الجنس سے تمیز دے۔ پس اس تمیز دینے والے ذاتی کو فصل کہتے ہیں مثلاً انسان کی جنس جو حیوان ہے معلوم ہے۔ اب ایسے ذاتی کا سوال کیا جائیگا جو انسان کو اُس کے مشارکات فی الجنس یعنی فرس و بقر و غنم وغیرہا سے تمیز دے۔ پس یوں کہا جائیگا الانسان ای شئ ھو فی ذاتہ۔ یعنی کون حیوان انسان کی ذات میں داخل ہے۔ پس جواب ناطق واقع ہوگا۔ کیونکہ ناطق انسان کو فرس و بقر و غنم وغیرہا سے جو حیوان ہونے

میں انسان کے شریک ہیں تمیز دیتا ہے۔ پس ناطق انسان کی فصل ہوا۔
اب تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ فصل کی تعریف دو طرح سے کرسکتے ہیں اور دونوں کا حاصل ایک ہے۔
۱۔ **فصل** وہ کلی ہے جو نوع پر ای شئ ھو فی ذاتہ کے جواب میں محمول ہو۔
۲۔ **فصل** وہ ذاتی ہے جو نوع معلوم الجنس کو اُسکے مشارکات فی الجنس سے تمیز دے۔ فصل کی دو قسمیں ہیں قریب و بعید
فصل قریب وہ فصل ہے جو نوع کو اُس کے مشارکات فی الجنس القریب سے تمیز دے جیسے ناطق (انسان کی نسبت)
فصل بعید وہ فصل ہے جو نوع کو اُسکے مشارکات فی الجنس البعید سے تمیز دے جیسے حساس (انسان کی نسبت)
(وہ شخص جس کو انسان کی جنس بعید یعنی جسم نامی معلوم ہے جب اُس نے یوں سُوال کیا الانسان ای شئ ھو فی ذاتہ۔ تو اُس کے جواب میں حساس واقع ہوا پس حسّاس نے انسان کو اشجار و نباتات سے تمیز دی جو جسم نامی ہونے میں انسان کے شریک ہیں۔

م۔ وَاِذَا نُسِبَ اِلٰی مَا یُمَیِّزُہٗ فَمُقَوِّمٌ وَّاِلٰی مَا یُمَیِّزُ عَنْہُ فَمُقَسِّمٌ وَّالْمُقَوِّمُ لِلْعَالِیْ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ وَلَا عَکْسَ وَالْمُقَسِّمُ بِالْعَکْسِ ۔

ت۔ اور جب فصل کی نسبت اُس چیز کی طرف کی جائے جس کو وہ تمیز دیتی ہے تو وہ مقوم ہے۔ اور اُس چیز کی طرف کی جائے جِس سے وہ تمیز دیتی ہے تو وہ مقسم ہے۔ اور جو فصل عالی کی مقوم ہے وہ سافل کی مقوم ہے۔ اور اس کا عکس نہیں اور مقسم کا حال مقوم کے برعکس ہے۔

ش

فصل کے لئے ایک ممیز ہوتا ہے یعنی وہ شے جس کو فصل تمیز دیتی ہے اور ایک ممیّز عنہ یعنی وہ شے جِس سے فصل تمیّز دیتی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ ممیز وہی نوع ہے اور ممیز عنہ وہی جنس۔
پس نوع کے اعتبار سے فصل کو مقوِّم کہتے ہیں اور جنس کے اعتبار سے مقسّم۔ ناطق انسان کا مقوم ہے اور حیوان کا مقسم۔
مقوم اس لئے کہتے ہیں کہ مقوم ماہیت کے اُس جزو کا نام ہے جو ماہیت کو اس کے مشارکات

جنسیہ سے تمیز دے۔ اور ہر فصل اپنے نوع کی اسی قسم کی جزو ہوتی ہے۔ پس ہر فصل اپنے نوع کی مقوم ہوئی۔

مقسّم اس لئے کہتے ہیں کہ مقسم کے معنی تقسیم کنندہ ہیں اور ہر فصل وجوداً و عدماً اپنی جنس کے ساتھ ملکر اس کو دو قسموں پر تقسیم کر دیتی ہے۔ جیسے حیوان ناطق و حیوان غیر ناطق مثال مذکور ہیں۔ پس ہر فصل اپنی جنس کی مقسّم ہوئی۔

مقوم نوع عالی مقوم نوع سافل سے اخص مطلق ہے پس یہاں دو دعوے پیدا ہوئے۔

۱۔ جو مقوم نوع عالی ہے وہ مقوم نوع سافل ہے۔

۲۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو مقوم نوع سافل ہو وہ مقوم نوع عالی ہو (یعنی مقوم نوع سافل کبھی مقوم نوع عالی ہوتا ہے اور کبھی نہیں)

تنبیہ۔ نوع عالی سے یہاں اعم الانواع مراد نہیں ہے بلکہ وہ نوع مراد ہے جو کسی نوع سے اوپر ہو خواہ سب نوعوں سے اوپر ہو یا بعض سے اوپر ہو۔ اور بعض سے نیچے۔

اسی طرح نوع سافل سے اخص الانواع جس کو نوع الانواع کہتے ہیں مراد نہیں ہی بلکہ وہ نوع مراد ہی جو کسی نوع سے نیچے ہو خواہ سب نوعوں سے نیچے ہو یا بعض سے نیچے ہو۔ اور بعض سے اوپر۔

پہلے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ نوع عالی کا مقوم نوع عالی کا جزء ہے۔ اور نوع عالی نوع سافل کا جزء ہے۔ اور جزء کا جزء جزء ہوتا ہے۔ پس نوع عالی کا مقوم نوع سافل کا جزء ہوا۔ مثلاً حسّاس جو حیوان کا مقوم ہے وہ انسان کا بھی مقوم ہے۔ دوسرے دعوے کا ثبوت یہ ہی کہ ناطق انسان کا مقوم ہے اور حیوان کا مقوم نہیں ہے بلکہ اس کا مقسم ہے اور حساس جو انسان کا مقوم ہے حیوان کا بھی مقوم ہے۔ مقسم کا حال عموم و خصوص میں مقوم کے برعکس ہے یعنی مقسم جنس عالی مقسم جنس سافل سے اعم مطلق ہے۔

پس یہاں بھی دو دعوے پیدا ہوئے۔

۱۔ جو مقسم جنس سافل ہے وہ مقسم جنس عالی ہے۔

۲- یہ ضرور نہیں ہے کہ جو مقسم جنس عالی ہو وہ مقسم جنس سافل ہو (یعنی مقسم جنس عالی کبھی مقسم جنس سافل ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔)

تنبیہ جنس سافل سے یہاں اخص الاجناس مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہ جنس مراد ہے جو کسی جنس سے نیچے ہو خواہ سب جنسوں سے نیچے ہو یا بعض سے نیچے ہو۔ اور بعض سے اوپر ایسے طرح جنس عالی سے اعم الاجناس جس کو جنس الاجناس کہتے ہیں مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہ جنس مراد ہے جو کسی جنس سے اوپر ہو۔ خواہ سب سے اوپر ہو یا بعض سے اوپر ہو اور بعض سے نیچے۔

پہلے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ جنس سافل کا مقسم جنس سافل کی ایک قسم ہے۔ اور جنس سافل جنس عالی کی ایک قسم ہے۔ اور قسم کی قسم قسم ہوتی ہے پس جنس سافل کی مقسم جنس عالی کی قسم ہوئی مثلاً ناطق جو حیوان کا مقسم ہے جسم نامی اور جسم اور جوہر کا بھی مقسم ہے۔

دوسرے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ حساس جسم نامی کا مقسم ہے۔ اور حیوان کا مقسم نہیں ہے بلکہ اس کا مقوم ہے۔ اور ناطق جسم نامی کا مقسم ہے اور حیوان کا بھی مقسم ہے۔

م- اَلرَّابِعُ اَلْخَاصَّةُ وَهُوَ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلٰی مَا تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَطْ۔

ت- چوتھا خاصہ ہے۔ اور خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو اُن افراد پر محمول ہو جو صرف ایک حقیقت کے تحت میں ہیں۔

ش

خاصہ کا بیان

کلّی کی پانچ قسموں میں سے چوتھی قسم خاصہ ہے۔

خاصہ- وہ کلّی عرضی ہے جو صرف ایک حقیقت کے افراد پر محمول ہو جیسے ضاحک (یہ ایک کلّی ہے جو انسان کی ماہیت سے خارج ہے یعنی عرضی ہے۔ اور صرف حقیقت انسان کے افراد پر محمول ہوتا ہے پس ضاحک انسان کا خاصہ ہے) ماشی (یہ ایک کلی ہے

جو حیوان کی ماہیت سے خارج ہے یعنی عرضی ہے اور صرف حقیقت حیوان کے افراد پر محمول ہوتا ہے پس ماشی حیوان کا خاصہ ہے) وہ خاصہ جو حقیقت نوعیہ کے افراد پر محمول ہو اُس کو خاصۃ النوع کہتے ہیں۔ اور جو حقیقت جنسیہ کے افراد پر محمول ہو اُسکو خاصۃ الجنس۔ ضاحک خاصۃ النوع ہے ماشی خاصۃ الجنس۔

خاصہ اگر ایک حقیقت کے تمام افراد پر محمول ہو تو شاملہ ہے۔ ورنہ غیر شاملہ کاتب بالقوۃ خاصہ شاملہ ہے کاتب بالفعل خاصہ غیر شاملہ۔

م۔ وَالْخَامِسُ الْعَرَضُ الْعَامُّ وَهُوَ الْخَارِجُ الْمَقُوْلُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا۔

ت۔ پانچواں عرض عام ہے۔ اور عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت اور اسکے غیر پر محمول ہو۔

ش

عرض عام کا بیان

کلّی کی پانچ قسموں میں سے پانچویں قسم عرض عام ہے۔

عرض عام وہ کلّی عرضی ہے جو ایک حقیقت سے زیادہ کے افراد پر محمول ہو۔ جیسے ماشی (انسان کی نسبت)

(ماشی ایک کلی ہے جو انسان کی ماہیت سے خارج ہے یعنی عرضی ہے۔ اور حقیقت انسان کے علاوہ اور حیوانات کے افراد پر بھی محمول ہوتا ہے پس ماشی انسان کا عرض عام ہوا)

م۔ وَكُلٌّ مِنْهُمَا اِنِ امْتَنَعَ اِنْفِكَاكُهٗ عَنِ الشَّيْءِ فَلَازِمٌ بِالنَّظَرِ اِلَى الْمَاهِيَّةِ اَوِ الْوُجُوْدِ بَيِّنٌ يَلْزَمُ تَصَوُّرُهٗ مِنْ تَصَوُّرِ الْمَلْزُوْمِ اَوْ مِنْ تَصَوُّرِهِمَا الْجَزْمُ بِاللُّزُوْمِ وَغَيْرُ بَيِّنٍ بِخِلَافِهٖ وَاِلَّا فَعَرَضٌ مُّفَارِقٌ يَدُوْمُ اَوْ يَزُوْلُ بِسُرْعَةٍ اَوْ بُطْوءٍ +

ت۔ اور خاصہ اور عرض عام میں سے ہر ایک اگر اس کا شے سے جدا ہونا محال ہو تو وہ لازم ہے ماہیت کے اعتبار سے ہو یا وجود کے اعتبار سے بیّن ہے جس کا تصور ملزوم کے

تصور سے لازم ہو۔ یا دونوں کے تصور سے لزوم کا جزم لازم ہو۔ اور غیر بین اسکے خلاف ہے۔ ورنہ عرض مفارق ہے ہمیشہ رہے یا زائل ہو جائے۔ جلد خواہ دیر میں۔

ش

کلّی عرضی کی دو قسمیں ہیں (عام اس سے کہ وہ خاصہ ہو یا عرض عام۔) ۱عرض لازم ۲عرض مفارق۔

عرض لازم۔ وہ کلّی عرضی ہے جس کا جُدا ہونا معروض سے محال ہو۔

عرض مفارق۔ وہ کلّی عرضی ہے جس کا جُدا ہونا معروض سے محال نہ ہو (بلکہ ممکن ہو۔)

عرض لازم کی تین تقسیمیں ہیں۔

تقسیم اول سے تین قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ ۱لازم الماہیۃ۔ لازم الوجود الذہنی۔ لازم الوجود الخارجی۔

لازم الماہیۃ۔ وہ لازم ہے جو اپنے ملزوم (یعنی معروض) کی ماہیت سے جُدا نہ ہو سکے (یعنی وجود خارجی یا وجود ذہنی کی خصوصیت ملحوظ نہ ہو بلکہ معروض جہاں پایا جائے خارج میں یا ذہن میں ہر جگہ لازم اس کو ثابت ہو) جیسے زوجیت اربعہ فردیت خمسہ۔ (زوجیت اربعہ کی ماہیت کو لازم ہے اربعہ ذہن مین پایا جائے یا خارج میں ہر جگہ زوجیت اُسکو لزوماً ثابت رہے گی۔ اسیطرح فردیتِ خمسہ۔)

لازم الوجود الذہنی۔ وہ لازم ہے جس کا جُدا ہونا معروض سے صرف ذہن میں محال ہو۔ جیسے کلیتِ مفہوم انسان (کیونکہ کلیت مفہوم انسان کو صرف ذہن میں لازم ہے نہ خارج میں اس لیئے کہ کلی وجزئی مفہوم ہوتے ہیں نہ امور خارجی۔)

اہلِ منطق اسی قسم کو معقول ثانی کہتے ہیں۔

لازم الوجود الخارجی۔ وہ لازم ہے جس کا جُدا ہونا معروض سے صرف خارج میں محال ہو۔ جیسے اِحراقِ نار۔ (کیونکہ آگ جب خارج میں پائی جائے گی تو احراق اُس کو لازم ہوگا۔

ذہن میں اُس کو احراق لازم نہیں ہے۔)

دوسری تقسیم سے دو قسمیں نکلتی ہیں لازم بیّن بالمعنی الاخص۔ لازم غیر بیّن بالمعنی الاخص۔

لازم بین بالمعنی الاخص۔ وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور سے لازم آجائے۔ جیسے بصر عمی کے لئے اور وجود جزء ہر کل کے لئے (کیونکہ عمی کے معنی عدم البصر ہیں۔ پس جب عمی کا تصوّر کیا جائیگا تو بصر کا تصوّر ضرور ہو جائیگا۔ پس بصر لازم بیّن بالمعنی الاخص ہوئی اور عمی اس کا ملزوم۔ اِسی طرح کل اُس چیز کا نام ہے جس میں اجزا پائے جائیں پس جب کل کا تصور ہوگا تو ممکن نہیں کہ وجود جزء کا تصور نہ ہو۔ پس وجود جزء لازم بیّن بالمعنی الاخص ہوا اور کل اُس کا ملزوم۔)

لازم غیر بین بالمعنی الاخص۔ وہ لازم ہے جس کا تصوّر ملزوم کے تصور سے لازم نہ آئے جیسے کاتب بالقوۃ اِنسان کے لئے (اگرچہ کاتب بالقوۃ انسان کو لازم ہے اور اِنسان اُس کا ملزوم ہے لیکن انسان کے تصور سے کاتب بالقوۃ کا تصور لازم نہیں آتا۔)

تیسری تقسیم سے بھی دو قسمیں نکلتی ہیں لازم بیّن بالمعنی الاعم۔ لازم غیر بیّن بالمعنی الاعم۔

لازم بین بالمعنے الاعم۔ وہ لازم ہے جس کے لزوم کا جزم لازم و ملزوم اور اُن کی نسبت رابطہ کے تصور سے لازم آئے۔ (یعنی جب لازم و ملزوم کا مع اُس نسبت کے جو اُن دونوں کے درمیان میں ہے تصور کریں تو اِس امر کا جزم ضرور حاصل ہوجائے کہ یہ لازم اپنے ملزوم کو لازم ہے) جیسے زوجیت اربعہ (کیونکہ جو شخص اربعہ اور زوجیت اور اُس کی نسبت رابطہ کا تصور کرے گا اُس کو اس امر کا جزم ضرور حاصل ہوگا کہ زوجیت اربعہ کو لازم ہے۔)

لازم غیر بین بالمعنے الاعم۔ وہ لازم ہے جس کے لزوم کا جزم لازم و ملزوم اور اُنکی نسبت رابطہ کے تصور سے لازم نہ آئے جیسے حدوثِ عالم۔ (کیونکہ عالم و حادث اور اُن کی نسبت کے تصور کرنے سے اس امر کا جزم نہیں حاصل ہوتا کہ حادث عالم کو لازم ہے

اِس لئے کہ اگر صرف اس تصوّر سے یہ جزم حاصل ہو جاتا تو اِس مطلوب پر دلیل قائم کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔)

عرض مفارق کی دو قسمیں ہیں۔ دائم۔ غیر دائم۔

دائم۔ وہ عرض مفارق ہے جو اپنے معروض سے کبھی جُدا نہ ہو۔ جیسے حرکتِ فلک (کیونکہ حرکت کا جُدا ہونا اُس کے معروض یعنی فلک سے ممکن ہے لیکن فلاسفۂ یونان کے خیال کے موافق کبھی جدا نہیں ہوئی اور نہ ہو گی۔ بلکہ اُس کو ہمیشہ سے ثابت ہے اور ہمیشہ ثابت رہے گی۔

غیر دائم۔ وہ عرض مفارق ہے جو اپنے معروض سے جُدا بھی ہو جائے غیر دائم کی دو قسمیں ہیں۔

سریع الزّوال۔ جو جلد جُدا ہو جائے۔ جیسے شرمندہ کے چہرے کی سُرخی۔ ڈرنے والے کے مُنہ کی زردی۔

بطئی الزّوال۔ جو دیر میں جدا ہو۔ جیسے شباب عشق۔

ف۔ بعض اہل منطق کے نزدیک عرض مفارق دائم علیحدہ قسم نہیں ہے۔ بلکہ وہ عرض لازم میں داخل ہے۔ کیونکہ اُن کا مسلک یہ ہے کہ عرض لازم اس عرض کو کہتے ہیں جس کا جُدا ہونا معروض سے محال ہو۔ ذات معروض کے اعتبار سے جیسے زوجیت اربعہ یا علت خارجیہ کے اعتبار سے جیسے حرکتِ فلک۔ کیونکہ ذات فلک کے اعتبار سے حرکت کا جُدا ہونا فلک سے ممکن ہے۔ اسلئے کہ فلک ایک جسم ہے اور ہر جسم قابل حرکت وسکون ہے لیکن علت خارجیہ یعنی صورتِ نوعیّہ فلکیّہ کے اعتبار سے جُدا ہونا ممتنع ہے۔ اِس تقریر سے معلوم ہوا کہ مصنفؒ کے کلام میں امتناع انفکاک سے امتناع انفکاک بنظر ذاتِ معروض مراد ہے۔ ورنہ عرض مفارق کی تقسیم یَدُوْمُ اَوْ یَزُوْلُ کی طرف غلط ہو جائے گی۔ فَافْهَمْ۔ وَلَا تَعْجَلْ۔

م۔ خَاتِمَةٌ مَفْهُوْمُ الْكُلِّیِّ یُسَمّٰی كُلِّیًّا مَنْطِقِیًّا وَّمَعْرُوْضُهٗ طَبْعِیًّا وَّالْمَجْمُوْعُ عَقْلِیًّا وَّكَذَا الْاَنْوَاعُ الْخَمْسَةُ۔

ف- کلی کے مفہوم کو کلی منطقی کہتے ہیں- اور اس کے معروض کو کلی طبعی- اور مجموع کو کلی عقلی- اور اسی طرح پانچوں قسمیں ہیں-

ش

کلی کی تین قسمیں ہیں- کلی منطقی- کلی طبعی- کلی عقلی-

کلی منطقی- لفظ کلی کے معنی کو کہتے ہیں- یعنی اُس مفہوم کو جس کے ایک ذات سے زیادہ پر صادق ہونے کو عقل جائز رکھے-

کلی منطقی کے معروض کو کلی طبعی کہتے ہیں جیسے انسان- فرس- کلی منطقی اور کلی طبعی کے مجموعے کو کلی عقلی کہتے ہیں- جیسے انسان کلی- فرس کلی- کلی کی پانچوں قسموں کا یہی حال ہے یعنی جس طرح کلی کے مفہوم کو کلی عقلی اور اُس کے معروض کو کلی طبعی اور دونوں کے مجموعے کو کلی عقلی کہتے ہیں- اِس طرح کلی کے انواع خمسہ نوع وجنس وفصل وخاصّہ وعرض عام کے مفہومات کو نوع منطقی وجنس منطقی وفصل منطقی و خاصہ منطقی وعرض عام منطقی کہتے ہیں- اور اُن کے معروضات کو نوع طبعی وجنس طبعی وفصل طبعی وخاصّہ طبعی وعرض عام طبعی اور دونوں کے مجموعے کو نوع عقلی وجنس عقلی وفصل عقلی وخاصہ عقلی وعرض عام عقلی-

ف- کلی طبعی کو تین طرح سے اعتبار کرتے ہیں اِسلئے اسکی تین قسمیں ہیں- مخلوطہ- مجردہ- مطلقہ-

مخلوطہ- وہ کلی طبعی ہے جو بشرطِ شئے اعتبار کیا جائے- جیسے حیوان بشرط ناطق-

مجردہ- وہ کلی طبعی ہے جو بشرط لاشئے اعتبار کیا جائے (یعنے اُس میں عدم شئے کی شرط معتبر ہو) جیسے حیوان بشرط عدم ناطق-

مطلقہ- وہ کلی طبعی ہے جو لابشرط شئے اعتبار کیا جائے (یعنی اُس میں شئے کی شرط معتبر نہ ہو- خواہ وہ شئے اُس کے ساتھ پائی جائے یا نہ پائی جائے- جیسے حیوان لابشرط ناطق-

قسم اوّل میں حیوانِ نوع کہا جائے گا- اور قسم ثانی میں مادہ- اور قسم ثالث میں جنس-

م- وَالْحَقُّ اَنَّ وُجُوْدَ الطَّبْعِيِّ بِمَعْنٰى وُجُوْدِ اَشْخَاصِهٖ-

ت۔ اور حق یہ ہے کہ کلی طبعی کا وجود اس کے افراد کے وجود کے معنی میں ہے۔

ش۔ اس میں شک نہیں کہ کلی منطقی اور کلی عقلی کا وجود صرف ذہن میں ہے۔ خارج میں اِن کا وجود ممکن نہیں۔ کلی منطقی کا وجود خارج میں اس وجہ سے ممکن نہیں ہے کہ کُلّی منطقی مفہوم کا نام ہے۔ اور مفہوم کا وجود خارج میں ممکن نہیں ہے۔ یہی باعث ہے کہ کلی منطقی معقولات ثانیہ میں شمار کیا گیا ہے۔ کلی عقلی کا وجود خارج میں اسوجہ سے ممکن نہیں ہے کہ اُسکا ایک جزء یعنی کلی منطقی خارج میں موجود نہیں ہو سکتا۔ اور جب ایک جزء خارج میں موجود نہیں ہو سکتا تو کل بھی خارج میں نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ انتفائے جزء کو انتفائے کل لازم ہے۔ باقی رہا کلی طبعی اِس کی نسبت اتنا تو سب کہتے ہیں کہ یہ بالاستقلال خارج میں موجود نہیں ہے۔ البتہ نزاع اِس میں واقع ہے کہ آیا یہ اپنے افراد کے ضمن میں ہو کر خارج میں موجود ہے یا نہیں۔

جمہور حکماء کا مذہب یہ ہے کہ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں ہو کر خارج میں موجود ہے۔ بعض متاخرین کا مسلک یہ ہے کہ کلی طبعی اپنے افراد کے ضمن میں ہو کر خارج میں نہیں پایا جاتا بلکہ خارج میں صرف افراد موجود ہیں۔ مصنفؒ نے اسی مذہب ثانی کو حق سمجھکر اختیار کیا ہے۔

عبارتِ متن کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حق یہ ہے کہ کلی طبعی خارج میں موجود ہے۔ اور اُسکے خارج میں موجود ہونے کے معنی ہیں کہ اُسکے اشخاص یعنی افراد خارج میں موجود ہیں۔

ف۔ یہ نزاع صرف اس کلی طبعی میں ہے جو مخلوطہ یا مطلقہ ہو۔ کیونکہ مجردہ بالاتفاق خارج میں موجود نہیں ہے۔ ہاں افلاطون کی طرف یہ نسبت کی جاتی ہے کہ وہ ماہیّت مجردہ کے وجود خارجی کا قائل ہے۔ لیکن یہ نسبت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

کلیات خمس کا بیان ختم ہوا۔ اب معرف کا بیان شروع ہوتا ہے۔

م۔ فَصْلٌ مُعَرِّفُ الشَّیْءِ مَا یُقَالُ عَلَیْهِ لِاِفَادَةِ تَصَوُّرِهٖ وَیُشْتَرَطُ اَنْ یَّکُوْنَ مُسَاوِیًا وَّاَجْلٰی فَلَا یَصِحُّ بِالْاَعَمِّ وَالْاَخَصِّ وَالْمُسَاوِیْ مَعْرِفَةً وَّجَهَالَةً وَّالْاَخْفٰی

ت - شئے کا معرف وہ ہے جو اُس پر محمول ہوتا کہ اس کے تصور کا فائدہ بخشے اور یہ شرط ہے کہ وہ (اپنے مُعرَّف بالفتح کے) مساوی ہو اور اُس سے زیادہ روشن ہو۔ پس اعم اور اخص اور اُس چیز سے جو معرفت اور جہالت میں (مُعرَّف بالفتح کے) برابر ہو اور اُس چیز سے جو (مُعرَّف بالفتح سے) زیادہ پوشیدہ ہو تعریف درست نہیں ہے۔

ش

مُعرِّف کا بیان

جو چیز کسی شئے پر اِس لئے محمول ہو کہ اس شئے کے تصور کا فائدہ بخشے تو اُس چیز کو اُس شئے کا مُعرِّف کہتے ہیں اور اُس شئے کو مُعَرَّف۔ جیسے حیوان ناطق (یہ انسان پر اِس لئے محمول ہوتا ہے کہ اِس کے ذریعے سے انسان کا علم تصوری حاصل ہو جائے) پس حیوان ناطق کو معرِّف (بالکسر) کہینگے۔ اور انسان کو معرَّف (بالفتح)

ف - معرّف کی تعریف میں لفظ تصور سے عام مراد ہے خواہ کنہ کے ذریعے سے تصور ہو (یعنی معرِّف (بالکسر) معرف (بالفتح) کی کنہ یعنی اس کا تمام ذاتیات ہو) جیسے مثال مذکور میں یا وجہ خاص کے ذریعے سے (یعنی معرف (بالکسر) معرف کا تمام ذاتیات نہ ہو بلکہ ایسی وجہ ہو جسکے ذریعے سے معرف اپنے تمام ما عدا سے ممتاز ہو جائے) جیسے ضاحک۔ ناطق۔ حیوان ضاحک انسان کی تعریف میں۔ یاد رکھو کہ جب کسی شئے کی کنہ ذہن میں حاصل ہوتی ہے تو وہ شئے اپنے تمام ما عدا سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ اِس سے تم سمجھ لوگے کہ صورت اُولیٰ میں بھی معرَّف اپنے تمام ما عدا سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ فرق دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ صورت ثانیہ میں تمام ذاتیات پر اطلاع حاصل نہیں ہوتی نہ اس پر اطلاع حاصل ہونا مقصود ہوتا ہے اور صورت اولی کا حال اسکے خلاف ہے۔

مُعرّف کی شرطیں

معرف کی دو شرطیں ہیں۔
پہلی شرط یہ ہے کہ معرِّف اور معرَّف میں تساوی کی نسبت ہو۔
دوسری شرط یہ ہے کہ معرِّف (بالکسر) معرَّف سے زیادہ روشن ہو۔
پہلی شرط سے معلوم ہوا کہ معرِّف معرَّف سے اعم نہ ہو نہ اُس سے اخص ہو نہ اُسکے مبائن ہو۔ پس حیوان انسان کا معرِّف نہیں ہو سکتا نہ انسان حیوان کا نہ ابیض حیوان کا نہ فرس انسان کا۔

ف ۱۔ اِس شرط کی تعبیر یوں بھی کیجاتی ہے کہ مُعرِّف جامع و مانع ہو۔ جامع یہ ہے کہ مُعرَّف کے تمام افراد کو شامل ہو کوئی فرد چھوٹ نہ جائے۔ مانع یہ ہے کہ غیر معرَّف کے کسی فرد کو معرِّف میں داخل نہ ہونے دے۔ اور یوں بھی تعبیر کرتے ہیں کہ مُطّرد و منعکس ہو مطرد کے معنے مانع اور منعکس کے معنے جامع۔

۲۔ مصنفؒ نے بالاعم والاخص کے ساتھ والمبائن اِس وجہ سے ذکر نہیں کیا کہ معرِّف کی تعریف سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کیونکہ اُس کی تعریف میں یہ بیان کیا ہے کہ معرِّف معرَّف پر محمول ہونا چاہیئے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کسی سے مبائن ہوگا۔ وہ اس شئے پر محمول نہ ہوگا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ معرِّف معرَّف کے مبائن نہ ہو۔

۳۔ معرِّف اعم مطلق یا اعم من وجہ اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ اعم مطلق یا اعم من وجہ سے نہ معرَّف کی کُنہ معلوم ہوتی ہے نہ وہ اپنے تمام ماعدا سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ حالانکہ معرِّف کی شان یہ ہے کہ وہ معرَّف کی کُنہ بتادے۔ یا اُس کو اُس کے تمام ماسوا سے امتیاز دیدے۔ جیساکہ سابق میں معلوم ہوا۔ دیکھو حیوان سے انسان کی کُنہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ انسان کی کُنہ حیوان ناطق ہے۔ نہ صرف حیوان اور ایسا بھی نہیں ہے کہ حیوان انسان کو اُس کے تمام ماعدا سے امتیاز دیدے۔ کیونکہ حیوان میں فرس و بقر و غنم بھی شامل ہیں۔ اِسی طرح ابیض

نہ حیوان کی کُنہ ہے نہ حیوان کو اُس کے تمام ماعَدا سے امتیاز دیتا ہے۔
مُعرِّف اخص مطلق اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کہ اخص اعم سے اخفیٰ ہوتا ہے۔ اور ابھی تم کو معلوم ہوگا کہ معرِّف کو معرَّف سے اخفیٰ نہیں ہونا چاہیئے۔
اخص اعم سے اخفیٰ اِس لئے ہے کہ اخص کا وجود عقل میں اعم سے کم ہے۔ اور جس چیز کا وجود عقل میں کم ہو وہ چیز عقل کے نزدیک اخفیٰ ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ معرِّف مبائن نہ ہو اسکی وجہ ابھی معلوم ہوچکی ہے کہ معرِّف کو محمول ہونا چاہیئے۔ اور مبائن محمول نہیں ہوتا۔
دوسری شرط سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔
عا معرِّف و معرَّف وجہالت میں برابر نہ ہوں یعنی معرِّف و معرَّف متضائفین نہ ہوں (متضائفین اُن دو چیزوں کو کہتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا تصور دوسرے کے اعتبار سے ہو جیسے (اب و ابن) (پس اب کا معرِّف مَنْ لَہٗ الْاِبْنُ اور ابن کا معرِّف مَنْ لَہٗ الْاَبُ نہیں ہوسکتا) اور سوائے متضائفین کے ایسے نہ ہوں جن میں سے ہر ایک سامع کو اُسی قدر معروف و مجہول ہو جسقدر دوسرا۔ فرض کرو کہ ایک شخص کرکدن و فیل کی نسبت اتنا جانتا ہے کہ یہ دونوں حیوان ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا پس اس سے کرکدن کی تعریف میں حَیْوَانٌ شَبِیْہٌ بِالْفِیْلِ کہنا صحیح نہیں ہے۔
عا۲ معرِّف معرَّف سے اخفیٰ نہ ہو جیسے ہر اخص اعم کی تعریف میں۔ یا حیوان شبیہ بالفیل کرکدن کی تعریف میں اُس شخص کے سامنے جو کرکدن کو حیوان سمجھتا ہے اور فیل کی نسبت اسکو یہ علم نہیں ہے۔
تنبیہ ۱۔ تعریف کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ دَوری نہ ہو یعنی معرِّف ایسی چیز پر مشتمل نہ ہو جسکا جاننا معرَّف کے جاننے پر بلاواسطہ یا بواسطہ موقوف ہو۔ جیسے آ کا معرِّف ب ہو پھر ب کا معرِّف آ۔ یا آ کا معرِّف ب ہو پھر ب کا معرِّف ج پھر ج کا معرف ا پس حیوان بشری انسان کا معرِّف نہیں ہوسکتا۔
۲۔ جب سامع کو معرَّف پر آگاہ کرنا منظور ہو تو تعریف میں الفاظ غریبہ وحشیہ کے استعمال سے

احتراز لازم ہے بشرطیکہ سامع پر اُن کے معانی مخفی ہوں۔ جیسے اَلنَّارُ اُسْطُقُسٌّ فَوْقَ الْاُسْطُقُسَّاتِ۔[1]

اسیطرح الفاظ مشترکہ اور الفاظ مجازیہ کے استعمال سے بھی اجتناب ضروری ہے بشرطیکہ قرینہ مفقود ہو۔

م۔ وَالتَّعْرِيْفُ بِالْفَصْلِ الْقَرِيْبِ حَدٌّ وَّبِالْخَاصَّةِ رَسْمٌ فَاِنْ كَانَ مَعَ الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ فَتَامٌّ وَّاِلَّا فَنَاقِصٌ۔

ت۔ اور فصل قریب کے ساتھ تعریف حد ہے۔ اور خاصہ کے ساتھ رسم ہے پس اگر (حد و رسم میں سے) ہر ایک جنس قریب کے ساتھ ہو تو وہ تام ہے ورنہ ناقص۔

معرّف کی تقسیم

ش۔ معرّف اگر فصل قریب ہے تو اُس کو حد کہتے ہیں۔ اور اگر خاصہ ہے تو اُسکو رسم کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں سے ہر ایک اگر جنس قریب کے ساتھ ہے تو وہ تام ہے۔ اور اگر جنس قریب کے ساتھ نہیں ہے خواہ جنس بعید کے ساتھ ہے یا کسی جنس کے ساتھ نہیں ہے بلکہ صرف فصل قریب یا خاصہ ہے تو وہ ناقص ہے۔

حاصل یہ ہے کہ معرّف چار قسموں میں منحصر ہے حدتام[1]۔ حدناقص[2]۔ رسم تام[3]۔ رسم ناقص[4]۔

حدتام۔ وہ معرّف ہے جو جنس قریب و فصل قریب سے مرکّب ہو۔ جیسے حیوان ناطق (انسان کی تعریف میں)

حدّ ناقص۔ وہ معرّف ہے جو جنس بعید و فصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب ہو جیسے جسم ناطق۔ ناطق۔

رسم تام۔ وہ معرّف ہے جو جنس قریب و خاصہ سے مرکب ہو۔ جیسے حیوان ضاحک۔

رسم ناقص۔ وہ معرّف ہے جو جنس بعید و خاصہ سے مرکب ہو یا صرف خاصہ ہو۔ جیسے جسم

---

[1] یعنی آگ ایک عنصر ہے جو تمام عنصروں سے اوپر ہے ۱۲ منہ

ضاحك۔ ضاحك۔

ف ۱۔ اِن چار قسموں میں حدِّ تام اعلیٰ وافضل واشرف واکمل ہے اِس لئے کہ اِس سے شئے کی پوری ماہیت معلوم ہوتی ہے۔ اور باقی تین قسموں کا یہ حال نہیں ہے۔

۲۔ اشیا کے حدود ورسوم میں تمیز کرنا نہایت مشکل ہے اسلئے کہ جنس عرض عام کے ساتھ اور فصل خاصہ کے ساتھ نہایت ملتبس ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ماہیات اشیا کا معلوم کرنا بہت دشوار ہے۔

م۔ وَلَمْ يَعْتَبِرُوْا بِالْعَرَضِ الْعَامِّ ؛

ت۔ اور منطقیوں نے عرض عام کے ساتھ (تعریف کو) اعتبار نہیں کیا ہے۔

ش۔ اہل منطق کہتے ہیں کہ تعریف سے غرض یا کُنہ معرف پر مطلع ہونا ہے یا اُس کا اپنے تمام ماعدا سے ممتاز ہوجانا۔ ان دونوں میں سے کوئی غرض عرض عام سے حاصل نہیں ہوتی۔ اِس لئے عرض عام کا معرّف واقع ہونا صحیح نہیں ہے جیسے ماشی انسان کی تعریف میں۔

ف۔ ایسے چند عرض عام جنکا مجموعہ معرّف کا خاصہ ہوجائے اُن کے ساتھ تعریف جائز ہے کیونکہ درحقیقت یہ تعریف خاصہ مرکبہ کے ساتھ ہے نہ عرض عام کے ساتھ جیسے مَاشٍ مُسْتَقِيْمُ الْقَامَةِ انسان کی تعریف میں یا طَائِرٌ وَّلُوْدٌ۔ خفاش کی تعریف میں۔

م۔ وَقَدْ اُجِيْزَ فِي النَّاقِصِ اَنْ يَّكُوْنَ اَعَمَّ كَاللَّفْظِيِّ وَهُوَ مَا يُقْصَدُ بِهٖ تَفْسِيْرُ مَدْلُوْلِ اللَّفْظِ ؛

ت۔ اور بیشک (تعریف) ناقص میں یہ جائز رکھا گیا ہے کہ معرّف اعم ہو جس طرح تعریف لفظی میں۔ اور تعریف لفظی وہ ہے جس سے لفظ کے معنی کا ظاہر کرنا مقصود ہو۔

ش۔ ابتک جس تعریف کا ذکر ہوتا آیا ہے وہ تعریف تام حقیقی ہے۔ اب یہ تعریف ناقص اور تعریف لفظی کا بیان ہے۔

تعریف ناقص۔ وہ تعریف ہے جس سے نہ معرّف کی کنہ معلوم ہو نہ معرّف اپنے تمام ماعدا سے ممتاز ہوجائے بلکہ اُس سے مقصود معرّف کا اپنے بعض ماعدا سے ممتاز ہوجانا ہو۔ متقدمین نے

اِس تعریف معرّف کا اعم ہونا جائز رکھا ہے۔ (اعم اگر ذاتی ہو تو اُس کو حدّ ناقص کہینگے۔ اور عرضی ہو تو رسمِ ناقص۔)

مثلاً جب تم کو یہ مقصود ہو کہ انسان صرف شجر وحجر سے ممتاز ہو جائے اُس وقت اُسکی تعریف میں حیوان یا ماشی کہنا جائز ہے۔ حیوان حدّ ناقص ہوا۔ اور ماشی رسمِ ناقص۔

ف۔ متقدمین نے تعریف ناقص میں معرّف کا عرض اخص ہونا بھی جائز رکھا ہے۔ جیسے ضاحک حیوان کی تعریف میں۔ لیکن مصنف رحؒ نے اس خیال سے کہ یہ تعریف با لاخفی ہے اس کو غیر معتبر سمجھ کر نہیں ذکر کیا۔

تعریف لفظی۔ وہ تعریف ہے جس سے صرف کسی لفظ کے معنی کا بتا دینا مقصود ہو (اِس کو یوں سمجھو کہ ایک شئے تم کو معلوم ہے مگر یہ نہیں معلوم ہے کہ فلاں لفظ اِس کے لئے موضوع ہے۔ اِس حالت میں اُس لفظ کے معنی کو بیان کر دینا یہی تعریف لفظی ہے پس درحقیقت یہاں کسی مجہول کی تحصیل نہیں ہے جیسا کہ تعریف حقیقی میں ہے بلکہ ایک لفظ کے ذریعے سے ایک معنی معلوم کا متعین کر دینا ہے۔) مثلاً تم شیر کو جانتے ہو مگر یہ نہیں جانتے کہ اُسی کو غضنفر کہتے ہیں پس تم سے یہ کہا گیا کہ اَلْغَضَنْفَرُ اَسَدٌ یہ تعریف لفظی ہوئی۔ اِس تعریف میں بھی معرّف کا اعم ہونا جائز ہے جیسے اَلسَّعْدَانَةُ نَبْتٌ (اِس تفصیل سے تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ تعریف لفظی میں معرّف کبھی مساوی ہوتا ہے کبھی اعم) قَدْ تَمَّ بَحْثُ التَّصَوُّرَاتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا۔

م۔ **اَلتَّصْدِيْقَاتُ** ۔ اَلْقَضِيَّةُ قَوْلٌ يَّحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْكِذْبَ۔

ت۔ یہ تصدیقات کا بیان ہے۔ قضیہ وہ مرکب ہے جو صدق اور کذب کا احتمال رکھے۔

ش

تصدیقات کی بحث

معرّف کے بیان سے فراغت ہو چکی اب حجّت کے بیان کا وقت ہے لیکن چونکہ حجت قضایا سے

بنتی ہیں جسطرح معرف کلیات سے بنتا ہے اسلئے بیان حجت سے پہلے قضایا کا بیان کرنا ضرور ہے۔

قضایا کا بیان

قول عرف اہل منطق میں مرکب کو کہتے ہیں۔لفظی ہو یا عقلی۔

قضیہ۔ وہ مرکب ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھے۔جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔ مرکب اگر لفظی ہے تو قضیہ ملفوظہ کہیں گے۔اور عقلی ہو تو معقولہ۔

قضیہ ملفوظہ کو اہل نحو جملہ خبریہ کہتے ہیں جیساکہ سابق میں معلوم ہوا۔ زَیْدٌ قَائِمٌ قضیہ ملفوظہ ہے۔اور اس کا مفہوم جو ذہن میں حاصل ہے قضیہ معقولہ۔

صدق کے معنی واقع کے مطابق ہونا۔کذب کے معنی واقع کے غیر مطابق ہونا۔

قضیہ کی تعریف اس عبارت کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں۔

قضیہ وہ مرکب ہے جس کو واقع کے مطابق یا غیر مطابق کہہ سکیں۔

یاد رہے کہ منطق میں معتبر صرف قضایائے معقولہ ہیں۔کیونکہ منطقی کی غرض معانی سے متعلق ہے نہ الفاظ سے لیکن چونکہ افادہ و استفادۂ معانی بے استعانت الفاظ غیر ممکن ہے ناچار قضایائے ملفوظہ سے بھی بحث کرنا پڑی۔

م۔ فَإِنْ كَانَ الْحُكْمُ فِيهَا بِثُبُوتِ شَيْءٍ لِشَيْءٍ أَوْ نَفْيِهِ عَنْهُ فَحَمْلِيَّةٌ مُوجِبَةٌ أَوْ سَالِبَةٌ وَيُسَمَّى الْمَحْكُومُ عَلَيْهِ مَوْضُوعًا وَالْمَحْكُومُ بِهِ مَحْمُولًا وَالدَّالُّ عَلَى النِّسْبَةِ رَابِطَةً وَقَدِ اسْتُعِيرَ لَهَا هُوَ وَإِلَّا فَشَرْطِيَّةٌ وَيُسَمَّى الْجُزْءُ الْأَوَّلُ مُقَدَّمًا وَالثَّانِي تَالِيًا ٭

ت۔ پس اگر قضیہ میں یہ حکم ہو کہ ایک شئے دوسری شئے کو ثابت ہے یا ایک شئے دوسری شئے سے منفی ہے تو وہ حملیہ ہے یا موجبہ ہے یا سالبہ ہے اور محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں اور محکوم بہ کو محمول اور جو لفظ نسبت پر دلالت کرے اُسکو رابطہ۔اور بیشک اسکے لئے ھُوَ عاریتاً ہیں

لایا گیا ہے۔ ورنہ شرطیہ ہے۔ اور پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں۔
ش۔ قضیہ کی دو قسمیں ہیں۔ حملیہ۔ شرطیہ۔
حملیہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ ایک چیز دوسری چیز کو ثابت ہے یا ایک چیز دوسری چیز سے مسلوب ہے۔
پہلی صورت میں حملیہ کو موجبہ کہیں گے۔ اور دوسری صورت میں سالبہ۔
اَلْاِنْسَانُ حَیَوَانٌ (یہ حملیہ موجبہ ہے اس میں یہ حکم ہے کہ حیوان انسان کو ثابت ہے)۔
الانسان لیس بحجر (یہ حملیہ سالبہ ہے اسمیں یہ حکم ہے کہ حجر انسان سے مسلوب ہے)۔
شرطیہ۔ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم نہ ہو کہ ایک چیز دوسری چیز کو ثابت یا ایک چیز دوسری چیز سے مسلوب ہے۔ بلکہ یہ حکم ہو کہ ایک نسبت دوسری نسبت کی تقدیر پر ثابت ہے۔ یا ایک نسبت دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر منفی ہے۔ (پہلی صورت میں موجبہ ہے۔ دوسری صورت میں سالبہ) یا یہ حکم ہو کہ دو نسبتوں میں تنافی یا لاتنافی ہے۔ (پہلی صورت میں موجبہ ہے۔ دوسری صورت میں سالبہ) ہر ایک کی مثال بہ ترتیب مندرج ذیل ہے
کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا (اس میں یہ حکم ہے کہ النہار موجود کی نسبت ثابت ہے جس تقدیر پر الشمس طالعۃ کی نسبت ثابت ہے۔)
لَیْسَ اَلْبَتَّةَ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا (اس میں یہ حکم ہے کہ اللیل موجود کی نسبت منفی ہے جس تقدیر پر الشمس طالعۃ کی نسبت ثابت ہے) اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ هٰذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ فَرْدًا (اس میں یہ حکم ہے کہ زوج اور فرد کی نسبتیں جو اس عدد کی طرف ہیں ان دونوں میں تنافی ہے۔) لَیْسَ اَلْبَتَّةَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ هٰذَا الْعَدَدُ زَوْجًا اَوْ مُنْقَسِمًا بِمُتَسَاوِیَیْنِ (اس میں یہ حکم ہے کہ زوج اور منقسم بمتساوین کی نسبتیں جو اس عدد کی طرف کی گئی ہیں ان دونوں میں تنافی نہیں ہے)۔
حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع اور محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں اور حملیہ ملفوظہ میں جو لفظ

نسبت پر دلالت کرے اُس کو رابطہ کہتے ہیں۔ زید ھو قائم میں زید موضوع ہے۔ اور قائم محمول اور ھو رابطہ۔ رابطہ اصل میں نسبت ہے کیونکہ یہی نسبت محکوم علیہ اور محکوم بہ میں رابطہ پیدا کر دیتی ہے۔ نسبت پر جو لفظ دلالت کرے اُس کا رابطہ نام رکھنا من قبیل مجاز تسمیۂ دال باسم مدلول ہے۔ نسبت ایک غیر مستقل چیز ہے کیونکہ محکوم علیہ و محکوم بہ کی محتاج ہے پس نسبت پر جو لفظ دلالت کرے اُس کو حرف ہونا چاہئے۔ مگر عاریۃً اُس حرف کے عوض ھو جو اسم ہے ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اس سے وہی معنی حرفی مراد ہوتے ہیں۔

رابطہ کو کبھی حذف کر دیتے ہیں پس رابطہ کے اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہوئیں۔

ثنائیہ۔ جس میں رابطہ مذکور نہ ہو۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

ثلاثیہ۔ جس میں رابطہ مذکور ہو۔ جیسے زَیْدٌ ھُوَ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ میں پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے جزء کو تالی کہتے ہیں۔

مثال اوّل مذکور میں کلما کانت الشمس طالعۃ مقدم ہے۔ اور کَانَ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا تالی۔

م۔ وَالْمَوْضُوْعُ اِنْ کَانَ شَخْصًا مُعَیَّنًا سُمِّیَتِ الْقَضِیَّۃُ شَخْصِیَّۃً وَّمَخْصُوْصَۃً وَّاِنْ کَانَ نَفْسَ الْحَقِیْقَۃِ فَطَبْعِیَّۃً وَّاِلَّا فَاِنْ بُیِّنَ کَمِّیَّۃُ اَفْرَادِہٖ کُلًّا اَوْ بَعْضًا فَمَحْصُوْرَۃٌ کُلِّیَّۃٌ اَوْ جُزْئِیَّۃٌ وَّمَا بِہِ الْبَیَانُ سُوْرًا وَّاِلَّا فَمُھْمَلَۃٌ وَّتُلَازِمُ الْجُزْئِیَّۃَ ۔

ت۔ اور موضوع اگر شخص معین ہو تو قضیہ شخصیہ اور مخصوصہ کہا جائے گا۔ اور اگر نفس حقیقت ہو تو طبعیہ ورنہ پس اگر اس کے افراد کی مقدار کل یا بعض بیان کر دیجائے تو محصورہ کہا جائیگا۔ کلیہ ہوگا یا جزئیہ۔ اور وہ امر جس سے مقدار کا بیان ہو سور کہا جائیگا ورنہ مہملہ اور یہ جزئیہ کا ملازم ہے۔

ش

حملیہ کی تقسیمات

موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں شخصیہ[1]۔ طبعیہ[2]۔ محصورہ[3]۔ مہملہ[4]۔ حملیہ کا موضوع شخص معین یعنی جزئی حقیقی ہے یا کلی۔ اگر شخص معین ہے تو قضیہ کو شخصیہ کہتے ہیں (اور اس کا دوسرا نام مخصوصہ ہے)۔ جیسے زَیْدٌ اِنْسَانٌ۔ اور اگر کلی ہے تو حکم اسکے نفس ماہیت پر ہے یا افراد پر۔ اگر نفس ماہیت پر حکم ہے تو اُس کو طبعیہ کہتے ہیں۔ جیسے اَلْاِنْسَانُ نَوْعٌ وَالْحَیْوَانُ جِنْسٌ (ظاہر ہے کہ نوعیت کا حکم انسان کے نفسِ ماہیت پر ہے نہ اُس کے افراد پر ورنہ لازم آئے گا کہ زید و عمرو و بکر وغیرہ انوع ہوں۔ حالانکہ یہ سب جزئیات حقیقیہ ہیں۔ اسی طرح جنسیت کا حکم بھی حیوان کے نفس ماہیت پر ہے نہ اُسکے افراد پر) اگر کلی کے افراد پر حکم ہے تو افراد کی مقدار بیان کی گئی ہے یا نہیں اگر افراد کی مقدار کل یا بعض کے ساتھ بیان کی گئی ہے تو اس کو محصورہ کہتے ہیں۔ جیسے کل انسان حیوان۔ بعض الحیوان انسان (ان دونوں مثالوں میں افراد پر حکم کیا گیا ہے۔ اور افراد کی مقدار لفظ کل و بعض سے بیان کی گئی ہے۔) اور اگر افراد کی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے تو مہملہ کہتے ہیں۔ جیسے الانسان حیوان (اس میں انسان کے افراد پر حکم کیا گیا ہے۔ اور افراد کی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے۔ نہیں معلوم کل افراد پر حکم ہے یا صرف بعض پر) خلاصہ ہر ایک کی تعریف کا یہ ہے۔

شخصیہ۔ وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو۔

طبعیہ۔ وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اُس کی ماہیت پر ہو۔

محصورہ۔ وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اُس کے افراد پر ہو۔ اور افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو۔

مہملہ۔ وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کے افراد پر ہو۔ اور افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو۔

محصورہ میں اگر کلِ افراد مذکور ہوں تو اُس کو کلیّہ کہتے ہیں۔ اور بعض افراد مذکور ہوں تو جزئیہ۔ پس محصورہ کی دو قسمیں ہوئیں کلیّہ اور جزئیہ۔ پھر اِن دونوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ۔ پس محصورہ کی کل چار قسمیں ہوئیں۔ اِنہیں کو محصوراتِ اربع کہتے ہیں ہر ایک کی مثال یہ ہے۔

موجبہ کلیّہ۔	کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔
موجبہ جزئیّہ۔	بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ۔
سالبہ کلیّہ۔	لَا شَیْئَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ
سالبہ جزئیّہ۔	بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِاِنْسَانٍ

وہ امر جس سے افراد کی مقدار بیان کی جائے اُس کو سُور کہتے ہیں۔

موجبہ کلیّہ کا سُور۔ کل اور لام استغراق ہے۔

موجبہ جزئیہ کا سُور۔ بعض اور واحد ہے۔

سالبہ کلیہ کا سُور۔ لاشئ اور لا واحد ہے اور نکرہ[۱] کا نفی کے تحت میں واقع ہونا۔

سالبہ جزئیّہ کا سور۔ لیس کل اور لیس بعض اور بعض لیس ہے (ان کے علاوہ اور جو الفاظ اِن کے معنی میں ہوں وہ سب سور ہیں کسی زبان کے ہوں) مہملہ اور جزئیّہ دونوں متلازم ہیں (یعنی آپس میں ایک دوسرے کو لازم ہیں) پس یہاں دو دعوے پیدا ہوئے

۱۔ جب مہملہ پایا جائے گا تو جزئیہ پایا جائے گا۔

۲۔ جب جزئیہ پایا جائے گا تو مہملہ پایا جائے گا۔

پہلے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ جب مہملہ پایا جائے گا تو حکم افراد پر پایا جائے گا۔ اور

---

[۱] جیسے ما من رجل فی الدار ۱۲ منہ

جب حکم افراد پر پایا جائے گا تو کل افراد پر ہوگا۔ یا بعض افراد پر اور دونوں صورتوں میں حکم بعض افراد پر ضرور پایا جائے گا۔ اور جب حکم بعض افراد پر پایا جائے گا تو جزئیہ پایا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب مہملہ پایا جائے گا تو جزئیہ پایا جائے گا۔

دوسرے دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ جب جزئیہ پایا جائے گا تو حکم بعض افراد پر پایا جائے گا۔ اور جب حکم بعض افراد پر پایا جائے گا تو حکم مطلق افراد پر پایا جائے گا۔ اور جب حکم مطلق افراد پر پایا جائیگا تو مہملہ پایا جائیگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب جزئیہ پایا جائیگا تو مہملہ پایا جائے گا۔

ف ۱۔ علم منطق میں شخصیہ سے بالاستقلال بحث نہیں ہوتی کیونکہ جزئیات تغیر اور عدم ثبات کی وجہ سے ایسی وقعت نہیں رکھتے کہ ان کی معرفت ذریعۂ کمال سمجھی جائے۔

طبعیہ کا موضوع چونکہ نفس مفہوم کلی ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے اِس لئے اُسکے احوال کی معرفت میں بھی کوئی کمال نہیں ہے۔ اِس علم میں اس سے بھی بحث نہیں ہوتی۔

مہملہ ملازم جزئیہ ہونے کی وجہ سے محصورات اربع میں شامل ہے۔

پس باقی اِس تقسیم کے اقسام سے محصورات اربع رہ گئے یہی منطق میں معتبر ہیں انہیں سے اِس علم اور دوسرے علوم حکمیہ میں بحث ہوتی ہے۔

۲۔ بعض اہل منطق اِس تقسیم[1] کو غیر حاضر سمجھ کر حملیہ کی تقسیم اِس طرح پر کرتے ہیں۔ حملیہ کا موضوع اگر شخص معین ہے تو شخصیہ و مخصوصہ ہے۔ اور اگر کلی ہے تو حکم اس کے مفہوم پر ہے یا افراد پر۔ اگر مفہوم پر ہے تو اگر مفہوم بشرط عموم ہے تو طبعیہ ہے۔ جیسے الانسان نوع۔ الحیوان جنس۔ اور اگر مطلق مفہوم پر ہے تو مہملۂ قدمائیہ ہے جیسے الانسان کاتب۔ الانسان نوع۔ اور اگر حکم افراد پر ہے تو اگر مقدار افراد بیان کردی گئی ہے

[1] واضح رہے کہ قدماء و متاخرین دونوں نے موضوع کے اعتبار سے حملیہ کی چار ہی قسمیں بیان کی ہیں لیکن دونوں کے طریقہ تقسیم میں اختلاف ہے۔ قدما کی تقسیم میں مہملۂ متاخرین ندارد ہے۔ اور متاخرین کی تقسیم میں مہملۂ قدما متروک ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ بظاہر دونوں کی تقسیم غیر حاصر ہے۔ اگرچہ ہر ایک کی طرف سے اس باب میں عذر معقول کیا گیا ہے۔ لیکن بنظر سہولت و توضیح بعض اہل منطق نے دونوں تقسیموں کو ملا کر ایک تقسیم قرار دیا۔ جس سے حملیہ کی پانچ قسمیں حاصل ہوئیں ۱۲ منہ۔

تو محصورہ ہے ورنہ مہملۂ متاخرین۔
طبعیہ کے موضوع میں عموم کی قید لحاظ میں معتبر ہے۔ اسی وجہ سے اُس پر صرف عموم کے احکام جیسے نوعیت وجنسیت وغیرہ جاری ہوتے ہیں۔ پس طبعیہ میں الانسان کاتبٌ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ کتابت احکام خصوص سے ہے۔
مہملہ قدمائیہ کے موضوع میں عموم یا خصوص میں سے کوئی قید معتبر نہیں ہے نہ لحاظ میں نہ ملحوظ میں۔ اِسی لئے اُس پر عموم وخصوص دونوں کے احکام جاری ہوتے ہیں جیسا کہ مثالوں سے واضح ہوا۔
۳ مہملہ قدمائیہ بھی ملازم جزئیہ ہے بشرطیکہ مفہوم بشرط خصوص کے ضمن میں پایا جائے کیونکہ مفہوم بشرط خصوص عین فرد ہے۔ اور جب حکم فرد پر ہوا تو یہ مہملۂ متاخرین ہو گیا جو ملازم جزئیہ ہے۔
م۔ وَلَابُدَّ فِي الْمُوْجَبَةِ مِنْ وُّجُوْدِ الْمَوْضُوْعِ إِمَّا مُحَقَّقًا فَهِيَ الْخَارِجِيَّةُ أَوْ مُقَدَّرًا فَالْحَقِيْقِيَّةُ أَوْ ذِهْنًا فَالذِّهْنِيَّةُ ۔

ت۔ اور موجبہ میں موضوع کا وجود ضرور ہے یا محقق ہو۔ پس وہ خارجیہ ہے یا مقدر ہو۔ پس حقیقیہ ہے یا ذہن میں ہو۔ پس ذہنیہ ہے۔
ش۔ قضیہ موجبہ میں موضوع کا موجود ہونا ضرور ہے۔ اسلئے کہ موجبہ میں محمول موضوع کو ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کو ثابت ہونا وجود مُثبت لہٗ پر موقوف ہے۔ پس وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ کی تین قسمیں ہیں۔
خارجیہ۔ جس کا موضوع موجود محقق ہو (یعنی ان افراد پر حکم ہو جو بالفعل خارج میں موجود ہیں) جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ ذُوْ رَاْسٍ وَاحِدٍ۔
حقیقیہ۔ جس کا موضوع موجود مقدر ہو (یعنی اُن افراد پر حکم ہو جو خارج میں ممکن الوجود ہیں اعم اس سے کہ بالفعل بھی خارج میں موجود ہوں یا نہ ہوں)۔ جیسے کُل عنقاء

طائرٌ۔ کل انسانٍ حیوانٌ ۔

(مثال اوّل میں عنقا کے افراد پر حکم ہے جو خارج میں ممکن الوجود ہیں لیکن بالفعل خارج میں موجود نہیں ہیں۔ مثال ثانی میں انسان کے افراد پر حکم ہے جو خارج میں ممکن الوجود ہیں اور ان میں سے بعض افراد بالفعل بھی خارج میں موجود ہیں۔)

ذہنیہ۔ جسکا موضوع موجود ذہنی ہو (یعنی ان افراد پر حکم ہو جو ذہن میں ممکن الوجود ہیں اعم اس سے کہ بالفعل بھی ذہن میں موجود ہوں یا نہ ہوں) جیسے شریک الباری ممتنعٌ

ف۔ یہ تقسیم غیر حاصر ہے۔ تقسیم حاصر یہ ہے۔

۱ خارجیہ۔ جس میں موضوع کے اُن افراد پر حکم ہو جو بالفعل خارج میں موجود ہیں۔

۲ حقیقیہ خارجیہ۔ جس میں موضوع کے اُن افراد پر حکم ہو جو خارج میں ممکن الوجود ہیں۔

۳ ذہنیہ۔ جس میں موضوع کے اُن افراد پر حکم ہو جو بالفعل ذہن میں موجود ہیں۔

۴ حقیقیہ ذہنیہ۔ جس میں موضوع کے اُن افراد پر حکم ہو جو ذہن میں ممکن الوجود ہیں۔

حقیقیہ۔ جس میں موضوع کے مطلق افراد پر حکم ہو (اعم اس سے کہ بالفعل خارج میں موجود ہوں۔ یا ممکن الوجود ہوں۔ اور اعم اس سے کہ بالفعل ذہن میں موجود ہوں یا ممکن الوجود ہوں) جیسے کُلُّ اَربعةٍ زوجٌ۔ کُلُّ ثلاثةٍ فردٌ۔ جتنے قضایا علم ہندسہ وحساب کے ہیں۔ جتنے قضایا ایسے ہیں جن کے محمولات لوازم الماہیة ہیں۔

م۔ وَقَدْ یُجْعَلُ حَرْفُ السَّلْبِ جُزْءًا مِّنْ جُزْءٍ فَتُسَمّٰی مَعْدُوْلَةً وَّاِلَّا فَمُحَصَّلَةً۔

ت۔ اور کبھی حرف سلب کسی جزء کا جزء گردانا جاتا ہے پس قضیہ کو معدولہ کہتے ہیں ورنہ محصلہ۔

ش۔ وہ قضیہ حملیہ جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جزء واقع ہو اسکو معدولہ کہتے ہیں۔ معدولہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱ معدولة الموضوع۔ جسمیں حرف سلب موضوع کا جزء ہو۔ جیسے اَللَّاحَیُّ جَمَادٌ۔

معدولة المحمول۔ جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو۔ جیسے اَلْجَمَادُ لَاحَیٌّ۔

زَیْدٌ لَاکَاتِبٌ۔

معدولۃ الطرفین۔ جس میں حرف سلب موضوع ومحمول دونوں کا جزء واقع ہو جیسے اَللَّاحَیُّ لَاعَالِمٌ۔ (ان تین قسموں میں سے منطق میں صرف معدولۃ المحمول معتبر ہے)

وہ قضیہ جس میں حرف سلب کسی کا جزء نہ واقع ہو (خواہ حرف سلب ہی نہ ہو۔ یا حرف سلب ہو مگر کسی کا جزء نہ واقع ہو۔) اُس کو محصّلہ کہتے ہیں۔ جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ۔ زَیْدٌ لَیْسَ بِکَاتِبٍ۔

ف ۱۔ سالبہ محصّلہ کو سالبہ بسیطہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ سالبہ بسیطہ موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم ہے کیونکہ موجبہ وجودِ موضوع کو چاہتا ہے اور سالبہ اسکا مستدعی نہیں ہے۔ زَیْدٌ لَاکَاتِبٌ اُسی وقت کہہ سکتے ہیں جب زید موجود ہو۔ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِکَاتِبٍ اُس وقت بھی کہہ سکتے ہیں کہ زید معدوم ہو۔

۳۔ سالبہ بسیطہ میں رابطہ حرف سلب کے بعد ہوتا ہے۔ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں حرف سلب سے پہلے۔ زَیْدٌ لَیْسَ هُوَ بِکَاتِبٍ سالبہ بسیطہ ہے۔ اور زَیْدٌ هُوَ لَیْسَ بِکَاتِبٍ موجبہ معدولۃ المحمول۔

اگر قضیہ ثنائیہ ہو تو مدار نیت پر ہے۔ یا یہ اصطلاح مقرر کر لیجائے کہ بعض الفاظ ایجاب کے لئے خاص رہیں۔ اور بعض سلب کے لئے۔

مثلاً اگر بحکم اصطلاح لفظ غیر یا لا ایجاب عدول کے لئے خاص رہے۔ اور لفظ لیس سلب بسیط کے لئے تو زَیْدٌ غَیْرُ کَاتِبٍ یا لَاکَاتِبٌ موجبہ معدولۃ المحمول کہا جائے گا۔ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِکَاتِبٍ سالبہ بسیطہ۔

م۔ وَقَدْ یُصَرَّحُ بِکَیْفِیَّةِ النِّسْبَةِ فَمُوَجَّهَةٌ وَّمَا بِهِ الْبَیَانُ جِهَةٌ وَّاِلَّا فَمُطْلَقَةٌ۔

ت۔ اور کبھی نسبت کی کیفیت کی تصریح کر دیجاتی ہے تو قضیہ کو موجہہ کہتے ہیں

اور جس کے ذریعہ سے کیفیت کا بیان ہو اُس کو جہت کہتے ہیں۔ اور اگر نسبت کی کیفیت کی تصریح نہ کی جائے تو اس کو مطلقہ کہتے ہیں۔

ش

مُوَجّہات کا بیان

محمول کی نسبت موضوع کی طرف ایجابی ہو یا سلبی وہ نفس الامر میں خواہ مخواہ کسی نہ کسی کیفیت کے ساتھ موصوف ہوگی۔ اس کیفیت کو جو نفس الامر میں ہو مادۃ القضیہ کہتے ہیں اور جو لفظ[1] یا صورت[2] عقلیہ اس کیفیت پر دلالت کرے اُس کو جہۃ القضیہ کہتے ہیں۔

کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَۃِ۔ اس میں حیوان کی نسبت جو انسان کی طرف کی گئی ہے اِس کی نفس الامری کیفیت مادّہ ہے اور لفظ بالضرورۃ یا اُس کا مفہوم عقلی جو اِس نفس الامری کیفیت پر دال ہے اُس کا نام جہت ہے۔ (جہت اور مادّہ جب دونوں موافق ہوں گے تو قضیہ صادق ہوگا۔ ورنہ کاذب۔)

جس قضیّہ میں جہت مذکور ہو اُس کو موجّہہ اور رباعیّہ کہتے ہیں۔ اور جس میں جہت مذکور نہ ہو اُس کو مطلقہ کہتے ہیں۔

مُوجہہ کی دو قسمیں ہیں بسیط۔ مرکبہ۔

بسیطہ۔ وہ موجّہہ ہے جس کی حقیقت صرف ایجاب یا صرف سلب ہو جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَۃِ (اِس کی حقیقت صرف ایجاب ہے کیونکہ اِس کے معنی یہ ہیں کہ حیوان کا ثبوت انسان کے لئے ضروری ہے) لَا شَیْئَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَۃِ (اِس کی حقیقت صرف سلب ہے کیونکہ اِس کے معنی یہ ہیں کہ حجر کا سلب اِنسان سے ضروری ہے)۔

مرکبہ۔ وہ موجّہہ ہے جس کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہو بشرطیکہ جزو ثانی مجملاً

---

[1] یہ قضیہ ملفوظہ میں ہے ۱۲ [2] یہ قضیہ معقولہ میں ہے ۱۲ منہ

بیان کیا جائے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالْاِمْکَانِ الْخَاصِّ (اس کی حقیقت ایجاب وسلب سے مرکب ہے کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کتابت کا ثبوت اور کتابت کا سلب ان دونوں میں سے کوئی انسان کے لئے ضروری نہیں ہے)۔

جزء ثانی کے مجمل مذکور ہونے کی شرط اس وجہ سے ہے کہ اگر دونوں جزء مستقل طور پر یعنی بتفصیل بیان کئے جائیں تو اس کو مرکبہ نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ دونوں دو قضیہ بسیطہ کہے جائیں گے۔

مرکبہ کا ایجاب وسلب جزء اوّل کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ (یعنی اگر مرکبہ کا پہلا جزء موجبہ ہوگا۔ تو موجبہ کہا جائیگا۔ اور اگر پہلا جزء سالبہ ہوگا تو سالبہ کہا جائیگا)

م۔ فَاِنْ کَانَ الْحُکْمُ فِیْهَا بِضَرُوْرَةِ النِّسْبَةِ مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مَوْجُوْدَةً فَضَرُوْرِیَّةٌ مُّطْلَقَةٌ اَوْ مَادَامَ وَصْفُهٗ فَمَشْرُوْطَةٌ عَامَّةٌ اَوْ فِیْ وَقْتٍ مُّعَیَّنٍ فَوَقْتِیَّةٌ مُّطْلَقَةٌ اَوْ غَیْرِ مُعَیَّنٍ فَمُنْتَشِرَةٌ مُّطْلَقَةٌ اَوْ بِدَوَامِهَا مَادَامَ الذَّاتُ فَدَائِمَةٌ مُّطْلَقَةٌ اَوْ مَادَامَ الْوَصْفُ فَعُرْفِیَّةٌ عَامَّةٌ اَوْ بِفِعْلِیَّتِهَا فَمُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ اَوْ بِعَدَمِ ضَرُوْرَةِ خِلَافِهَا فَمُمْکِنَةٌ عَامَّةٌ فَهٰذِهٖ بَسَائِطُ ۔

ت۔ پس اگر موجبہ میں یہ حکم ہو کہ نسبت ضروری ہے جب تک ذات موضوع موجود ہو تو ضروریہ مطلقہ ہے۔ یا جب تک وصف موضوع موجود ہے تو مشروطہ عامّہ ہے۔ یا وقت معیّن میں تو وقتیہ مطلقہ ہے۔ یا وقت غیر معیّن میں تو منتشرہ مطلقہ ہے۔ یا یہ حکم ہو کہ نسبت دائم ہے۔ جب تک ذات موضوع موجود ہے تو دائمہ مطلقہ ہے۔ یا جب تک وصف موضوع موجود ہے تو عرفیہ عامّہ ہے۔ یا یہ حکم ہو کہ نسبت بالفعل ہے تو مطلقہ عامّہ ہے۔ یا یہ حکم ہو کہ نسبت کا خلاف ضروری نہیں ہے تو ممکنہ عامّہ ہے۔ پس یہ سب بسائط ہیں۔

ش۔ چونکہ نسبت کی کیفیت کسی عدد میں منحصر نہیں ہے اس سبب سے قضایائے موجہہ (بسیطہ ہوں یا مرکبہ) غیر محصورہ ہیں۔ لیکن اہل منطق جن سے بحث کرنے کے خوگر ہیں وہ کل

تیرہ ہیں جن میں سے بعض بسائط ہیں اور بعض مرکبات مصنفؒ نے وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ دو غیر مشہور قضیوں کو بھی بسائط میں شامل کر دیا ہے۔ اسلئے کل تعداد پندرہ ہوگئی۔

بسائط کا بیان

بسائط آٹھ ہیں۔

۱ ضروریہ مطلقہ۔ یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت ضروری ہے جبتک ذات موضوع موجود ہے (یعنی یہ حکم ہو کہ محمول کا ثبوت ذات موضوع کے لئے یا محمول کا سلب ذات موضوع سے ضروری ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے) جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ بِالضَّرُوْرَةِ (اس میں یہ حکم ہے کہ حیوان کا ثبوت ذات انسان کے لئے ضروری ہے جبتک ذات انسان موجود ہے) لَاشَيْئَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَةِ۔ (اسمیں یہ حکم ہے کہ حجر کا سلب ذات انسان سے ضروری ہے جب تک ذات انسان موجود ہے۔)

ف ۱ نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کا ذات موضوع سے ممتنع الانفکاک ہونا یہی ضرورت کے معنی ہیں۔

ف ۲ اگر ضرورت وجود ذات موضوع کے سارے وقتوں میں رہے جیسا کہ ضروریہ مطلقہ میں ہے تو اُس کو ضرورت ذاتیہ اور ضرورت بحسب الذات اور ضرورت مطلقہ کہتے ہیں اور وجود وصف موضوع کے سارے وقتوں میں رہے۔ جیسا کہ قسم ثانی یعنی مشروطہ عامہ میں ہے تو اُس کو ضرورت وصفیہ اور ضرورت بحسب الوصف کہتے ہیں۔ اور ایک وقت معین میں رہے۔ جیسا کہ قسم ثالث یعنی وقتیہ مطلقہ میں ہے۔ تو اُس کو ضرورت وقتیہ کہتے ہیں اور ایک وقت غیر معین میں رہے۔ جیسا کہ قسم رابع یعنی منتشرہ مطلقہ میں ہے تو اُس کو ضرورت منتشرہ کہتے ہیں۔

۲ مشروطہ عامہ۔ یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت ضروری ہے جب تک وصف موضوع موجود ہے۔ جیسے كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ

مَادَامَ كَاتِبًا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ متحرک الاصابع کا ثبوت ذات کاتب کیلئے ضروری ہے جب تک وصف موضوع یعنی کتابت موجود ہے۔) لَا شَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُورَةِ مَادَامَ كَاتِبًا (اس میں یہ حکم ہے کہ ساکن الاصابع کا سلب ذات کاتب سے ضروری ہے۔ جب تک وصف موضوع یعنی کتابت موجود ہے۔)

ف ۔ کُلُّ جٓ بٓ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ذات جس پر مفہوم جٓ صادق ہے اس کو مفہوم بٓ ثابت ہے پس ذات جٓ جو حقیقت میں محکوم علیہ ہے اُس کو ذات موضوع کہتے ہیں اور مفہوم جٓ کو وصف موضوع اور عنوان موضوع کہتے ہیں اور مفہوم بٓ کو وصف محمول کہتے ہیں پس ہر قضیہ حملیہ میں موضوع سے ذات مع الوصف اور محمول سے صرف وصف مراد ہوتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مفہوم قضیہ دو عقدوں کا مجموعہ ہے۔ عقد وضع یعنی ذات موضوع کا وصف موضوع کے ساتھ موصوف ہونا (یہ ترکیب تقییدی ہے) عقد حمل یعنی ذات موضوع کا وصف محمول کے ساتھ موصوف ہونا (یہ ترکیب خبری ہے۔) عنوان کبھی ذات موضوع کا عین ہوتا ہے جیسے كُلُّ إِنْسَانٍ حَيَوَانٌ اور کبھی اُس کا جزء ہوتا ہے۔ جیسے كُلُّ حَيَوَانٍ حَسَّاسٌ اور کبھی اُس سے خارج ہوتا ہے۔ جیسے كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ۔

نسبت ۔ ضروریہ مطلقہ مشروطہ عامہ سے اخص مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت تمام اوقات وجود ذات میں پائی جائے گی تو تمام اوقات وجود وصف میں پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت تمام اوقات وجود وصف میں پائی جائے تو تمام اوقات وجود ذات میں پائی جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اوقات وجود وصف بعض اوقات وجود ذات ہوں۔

۳ **وقتیہ مطلقہ** ۔ یہ وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت وقت معین میں ضروری ہے۔ جیسے كُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ بِالضَّرُورَةِ وَقْتَ حَيْلُولَةِ الْأَرْضِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّمْسِ۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ منخسف کا ثبوت ذات قمر کے لئے ضروری ہے۔ جس وقت زمین اسکے اور آفتاب کے بیچ میں حائل ہو جائے۔) لَا شَيْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ

بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ التَّرْبِيْعِ (اس میں یہ حکم ہے کہ منخسف کا سلب ذات قمر سے تربیع کے وقت ضروری ہے یعنی جس وقت اُسکے اور آفتاب کے بیچ میں تین بُرج رہ جائیں)۔

نسبت۔ ضروریہ مطلقہ وقتیہ مطلقہ سے اخص مطلق ہے۔ کیونکہ جب ضرورت تمام اوقات ذات میں پائی جائے گی تو وقت معین میں ضرور پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت وقت معین میں پائی جائے تو تمام اوقات ذات میں پائی جائے۔

مشروطہ عامہ بھی وقتیہ مطلقہ سے اخص مطلق ہے یہ کیونکہ جب ضرورت جمیع اوقات وصف میں پائی جائے گی تو وقت معین میں ضرور پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت وقت معین میں پائی جائے تو جمیع اوقات وصف میں پائی جائے۔

۴۔ **منتشرہ مطلقہ**۔ یہ وہ قضیہ موجبہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت کسی وقت میں ضروری ہے۔ (یعنی وقت میں تعیین کی قید نہ لگائی جائے۔) جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالضَّرُوْرَةِ فِيْ وَقْتٍ مَّا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ متنفس کا ثبوت ذات انسان کے لئے کسی وقت میں ضروری ہے)۔ (لَاشَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالضَّرُوْرَةِ فِيْ وَقْتٍ مَّا (اس میں یہ حکم ہے کہ متنفس کا سلب ذات انسان سے کسی وقت میں ضروری ہے)

نسبت منتشرہ مطلقہ وقتیہ مطلقہ سے اعم مطلق ہے۔ کیونکہ جب ضرورت وقت معین میں پائی جائے گی تو کسی وقت میں پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت کسی وقت میں پائی جائے تو وقت معین میں پائی جائے۔ منتشرہ مطلقہ۔ ضروریہ مطلقہ اور مشروطہ عامہ سے بھی اعم مطلق ہے۔ کیونکہ جب ضرورت جمیع اوقاتِ ذات یا جمیع اوقاتِ وصف میں پائی جائے گی تو ضرورت کسی وقت میں پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت کسی وقت میں پائی جائے تو جمیع اوقاتِ ذات یا جمیع اوقات وصف میں پائی جائے۔

۵۔ **دائمہ مطلقہ**۔ یہ وہ قضیہ موجبہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت دائم ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے۔ جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ دَائِمًا (اس میں یہ حکم ہے کہ حیوان

کا ثبوت ذات انسان کے لئے دائم ہے جب تک ذات انسان موجود ہے۔) لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ دَائِمًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ حجر کا سلب ذات انسان سے دائم ہے۔ جب تک ذات انسان موجود ہے۔)

ف۔ ۱۔ نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کا موضوع سے منفک نہ ہونا خواہ انفکاک محال ہو یا ممکن اسی کو دوام کہتے ہیں۔

۲۔ دوام اگر وجود ذات موضوع کے سارے وقتوں میں رہے جیسا کہ دائمہ مطلقہ میں ہے تو اس کو دوام ذاتی اور دوام بحسب الذات کہتے ہیں۔ اور وجود وصف موضوع کے سارے وقتوں میں رہے جیسا کہ قسم سادس یعنی عرفیہ عامہ میں ہے۔ تو اُس کو دوام وصفی اور دوام بحسب الوصف کہتے ہیں۔

نسبت۔ دائمہ مطلقہ ضروریہ مطلقہ سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب نسبت ذات موضوع سے ممتنع الانفکاک ہوگی تو یہ امر ضرور ہوگا کہ نسبت ذات موضوع سے منفک نہ ہوگی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب نسبت ذات موضوع سے منفک نہ ہو تو ذات موضوع سے ممتنع الانفکاک ہو۔

دائمہ مطلقہ اور مشروطہ عامہ میں عموم من وجہ ہے۔ مادّۂ ضرورت ذاتیہ میں دونوں صادق ہوتے ہیں۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ دَائِمًا اَوْ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ اِنْسَانًا۔ اور جس مادّے میں دوام ضرورت ذاتیہ و وصفیہ سے خالی ہو وہاں دائمہ مطلقہ بدون مشروطہ عامہ کے صادق ہوتا ہے۔ اور جس مادّے میں ضرورت جمیع اوقات وصف میں متحقق ہو اور دوام جمیع اوقات ذات میں نہ ہو وہاں مشروطہ عامہ بدون دائمہ مطلقہ کے صادق ہوتا ہے۔

دائمہ مطلقہ۔ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ سے اعم من وجہ ہے۔ مادّۂ ضرورت ذاتیہ میں یہ تینوں قضایا صادق ہوتے ہیں۔ اور جس مادّے میں ضرورت وقت معین یا کسی وقت میں ہو اور دوام جمیع اوقات ذات میں نہ ہو وہاں وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ بدون دائمہ مطلقہ کے صادق ہوتے ہیں۔ اور جس مادّے میں دوام ہر قسم کی ضرورت سے

خالی ہو وہاں دائمہ مطلقہ بدون وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کے صادق ہوتا ہے۔

۶۔ عُرفیّہ عَامّہ۔ یہ وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت دائم ہے جبتک وصف موضوع موجود ہے۔ جیسے کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ دَائِمًا مَادَامَ کَاتِبًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ متحرک الاصابع کا ثبوت ذات کاتب کے لئے دائم ہے جبتک وصف موضوع یعنی کتابت موجود ہے۔) لاشیئ من الکاتب بساکن الاصابع دائِمًا مادام کاتبًا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ ساکن الاصابع کا سلب ذات کاتب سے دائم ہے جبتک وصف موضوع یعنی کتابت موجود ہے۔)

نسبت ۔ عرفیہ عامہ ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ اور مشروطہ عامہ ان تینوں قضایا سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت ذاتی و وصفی اور دوام ذاتی پائے جائیں گے تو دوام وصفی ضرور پایا جائے گا۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب دوام وصفی پایا جائے تو ضرورت ذاتی و وصفی اور دوام ذاتی پائے جائیں۔

عرفیہ عامہ۔ وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ سے اعم من وجہ ہے۔ مادۂ ضرورت ذاتیہ میں یہ تینوں صادق ہوتے ہیں۔ اور جس مادے میں ضرورت وقت معین یا کسی وقت میں ہو اور دوام وصفی نہ ہو وہاں وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ بدون عرفیہ عامہ کے صادق ہوتی ہیں۔ اور جس مادے میں دوام وصفی ہر قسم کی ضرورت سے خالی ہو وہاں عرفیہ عامہ بدون وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ کے صادق ہوتا ہے۔

۷۔ مطلقہ عامّہ ۔ یہ وہ قضیہ موجہہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت بالفعل ہے (یعنی بالقوۃ نہیں ہے۔) جیسے کل انسان متنفس بالفعل۔ لا شیئ من الانسان بمتنفس بالفعل۔ (بالفعل کی جگہ بالاطلاق العام بھی بولتے ہیں دونوں کے معنی ایک ہیں۔)

نسبت مطلقہ عامہ۔ باقی موجہات سابقہ سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت ذاتی و دوام ذاتی اور ضرورت وصفی و دوام وصفی اور ضرورت وقت معین میں یا کسی وقت میں

پائی جائے گی تو ضرور نسبت بالفعل پائی جائے گی۔ اور اس کا عکس ضرور نہیں ہے۔

۸ ممکنہ عامہ۔ یہ وہ قضیہ موجبہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت مذکورہ کا خلاف ضروری نہیں ہے۔ (نسبت مذکورہ کے خلاف کا ضروری نہ ہونا یہی معنی امکان عام کے ہیں۔)

ممکنہ عامہ موجبہ میں نسبت ایجابیہ مذکور ہوتی ہے پس اسکے معنی یہ ہونگے کہ سلب ضروری نہیں ہے۔ ممکنہ عامہ سالبہ میں نسبت سلبیہ مذکور ہوتی ہے پس اسکے معنی یہ ہونگے کہ ایجاب ضروری نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جس قضیہ میں جانب مخالف نسبت مذکورہ سے ضرورت ذاتی مسلوب ہو اُس کو ممکنہ عامہ کہتے ہیں۔ جیسے کل انسان کاتب بالامکان العام (اس میں یہ حکم ہے کہ کاتب کا سلب ذات انسان سے ضروری نہیں ہے۔) لاشیئ من الانسان بکاتب بالامکان العام۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ کاتب کا ثبوت ذات انسان کے لئے ضروری نہیں ہے۔)

نسبت۔ ممکنہ عامہ اعم البسائط ہے یعنی سارے قضایائے بسیطہ سے اعم مطلق ہے۔ مطلقہ عامہ سے اس لئے اعم ہے کہ جب نسبت بالفعل پائی جائے گی تو امکان عام ضرور پایا جائیگا اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب امکان عام پایا جائے تو نسبت بالفعل پائی جائے۔ اور باقی چھ قضایا سے اس لئے اعم ہے کہ مطلقہ عامہ اُن سب سے اعم ہے اور اعم کا اعم اعم ہوتا ہے۔ قضایائے بسیطہ مشہورہ کا بیان ختم ہو چکا۔

اب ہم چند قضایائے بسیطہ غیر مشہورہ کو بھی مختصر طور پر اس لئے ذکر کئے دیتے ہیں کہ کہ مباحث آئندہ میں ان کی ضرورت پڑے گی۔

حینیہ مطلقہ۔ یہ وہ قضیہ موجبہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ بعض اوقات وجود وصف موضوع میں نسبت بالفعل ہے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ نَائِمٌ بِالْفِعْلِ حِیْنَ هُوَ اِنْسَانٌ (اس میں یہ حکم ہے کہ بعض اوقات وجود وصف انسانیت میں نائم انسان کو

بالفعل ثابت ہے۔

حینیہ[٢] ممکنہ - یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ بعض اوقات وجود وصف موضوع میں نسبت مذکورہ کا خلاف ضروری نہیں ہے۔ جیسے کل من بہ ذات الجنب یسعل بالامکان حین ھو مجنوبٌ (اس میں یہ حکم ہے کہ بعض اوقات وجود وصف مجنوبیت میں سعال کا سلب ذات مجنوب سے ضروری نہیں ہے)۔

ممکنہ[٣] وقتیہ - یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت مذکورہ کا خلاف وقت معین میں ضروری نہیں ہے۔ جیسے کل قمر منخسف بالامکان وقتَ حَیلُولَۃ الارض بینہ وبین الشمس (اس میں یہ حکم ہے کہ منخسف کا سلب ذات قمر سے ضروری نہیں ہے جس وقت زمین اُسکے اور آفتاب کے بیچ میں حائل ہو جائے)

ممکنہ[٤] دائمہ - یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت مذکورہ کا خلاف دائماً ضروری نہیں ہے۔ جیسے کل انسان کاتب بالامکان دائماً۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ کاتب کا سلب ذات انسان سے ہمیشہ ضروری نہیں ہے۔)

مطلقہ[٥] وقتیہ - یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت وقت معین میں بالفعل ہے۔ جیسے کل قمر منخسف بالفعل وقت الحیلولۃ۔ (اس میں یہ حکم ہو کہ انخساف قمر کے لئے حیلولہ کے وقت بالفعل ثابت ہے۔)

مطلقہ[٦] منتشرہ - یہ وہ قضیہ موجہ بسیطہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ نسبت وقت غیر معین میں بالفعل ہے۔ جیسے کُلُّ إنسانٍ مُتَنَفِّسٌ بالفعل وقتاً مّا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ متنفس انسان کو وقت غیر معین میں بالفعل ثابت ہے۔)

م۔ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْعَامَّتَانِ وَالْوَقْتِيَّتَانِ الْمُطْلَقَتَانِ بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ فَتُسَمَّى الْمَشْرُوطَةَ الْخَاصَّةَ وَالْعُرْفِيَّةَ الْخَاصَّةَ وَالْوَقْتِيَّةَ وَالْمُنْتَشِرَةَ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ بِاللَّاضَرُورَةِ الذَّاتِيَّةِ فَتُسَمَّى الْوُجُودِيَّةَ اللَّاضَرُورِيَّةَ وَ

بِاللَّادَوَامِ الذَّاتِيِّ فَتُسَمَّى الْوُجُودِيَّةَ اللَّادَائِمَةَ وَقَدْ تُقَيَّدُ الْمُمْكِنَةُ الْعَامَّةُ بِاللَّاضُرُورَةِ مِنَ الْجَانِبِ الْمُوَافِقِ فَتُسَمَّى الْمُمْكِنَةَ الْخَاصَّةَ وَهٰذِهٖ مُرَكَّبَاتٌ لِأَنَّ اللَّادَوَامَ إِشَارَةٌ إِلٰى مُطْلَقَةٍ عَامَّةٍ وَاللَّاضُرُورَةَ إِلٰى مُمْكِنَةٍ عَامَّةٍ مُخَالِفَتَيِ الْكَيْفِيَّةِ وَمُوَافِقَتَيِ الْكَمِّيَّةِ لِمَا قُيِّدَ بِهِمَا +

ت۔ اور کبھی مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ اور وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہوتے ہیں پس اُن کا نام مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ اور وقتیہ اور منتشرہ رکھاجاتا ہے۔ اور کبھی مطلقہ عامہ لاضرورۃ ذاتیہ کے ساتھ مقید ہوتا ہے پس اُس کا نام وجودیہ لاضروریہ رکھاجاتا ہے۔ اور لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہوتا ہے پس اُس کا نام وجودیہ لادائمہ رکھاجاتا ہے۔ اور کبھی ممکنہ عامہ لاضرورۃ جانب موافق کے ساتھ مقید ہوتا ہے پس اُس کا نام ممکنہ خاصہ رکھاجاتا ہے۔ اور یہ سب مرکبات ہیں کیونکہ لادوام مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور لاضرورۃ ممکنہ عامہ کی طرف جو کیفیت میں مخالف اور کمیت میں موافق ہیں اُس قضیئے کے جو ان دونوں کے ساتھ مقید ہے۔

ش

مرکبات کا بیان

۱؎ قضیہ موجہہ بسیطہ میں جب کوئی قید جیسے لادوام یا لاضرورت بڑھادیجاتی ہے تو وہ مرکبہ بنجاتا ہے۔

۲؎ مرکبہ بنانے کے لئے جو قید بڑھائی جاتی ہے اُس سے ایک قضیئے کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو کیف (یعنی ایجاب وسلب) میں اصل قضیہ بسیطہ مقیدہ کے مخالف ہوتا ہے۔ اور کم (یعنی کلیت وجزئیت) میں اُس کے موافق۔

۳؎ لادوام ذاتی سے مطلقہ عامہ اور لاضرورۃ ذاتیہ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہے پس یہ دونوں کیفیت میں اصل قضیہ کے مخالف ہوں گے اور کمیت میں اُسکے موافق۔

مرکبات سات ہیں۔

۱۔ مشروطہ خاصّہ۔ یعنی مشروطہ عامہ مقید بہ لادوام ذاتی۔

اِس قضیئے کا جزءِ اوّل مشروطہ عامہ ہے۔ اور جزءِ ثانی مطلقہ عامہ ہے۔

یہ قضیہ حالتِ ایجاب میں موجبہ مشروطہ عامہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔ اور حالتِ سلب میں سالبہ مشروطہ عامہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے۔ جیسے کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ کَاتِبًا لَادَائِمًا۔ (یعنی لَا شَيْءَ مِنَ الْکَاتِبِ بِمُتَحَرِّكِ الْأَصَابِعِ بِالْفِعْلِ) لاشي من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مَادَامَ کَاتِبًا لَادَائِمًا۔ (یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل۔)

نسبت۔ مشروطہ خاصہ دائمتین[۱] کے مبائن ہے۔ دائمہ کے مبائن اسلئے ہے کہ مشروطہ خاصہ میں لادوام ذاتی کی قید ہے۔ اور دائمہ میں دوام ذاتی پایا جاتا ہے۔ اور لادوامِ ذاتی دوام ذاتی کے مبائن ہے۔ اور چونکہ دائمہ مطلقہ ضروریہ مطلقہ سے اعم ہے اور نقیضِ اعم عین اخص کے مبائن ہوتا ہے۔ اسلئے مشروطہ خاصہ ضروریہ مطلقہ کے بھی مبائن ہوا مشروطہ خاصّہ دائمتین کے علاوہ باقی چھ قضایا سے اخص مطلق ہے۔

مشروطہ عامّہ سے اخص مطلق اِس لئے ہے کہ مشروطہ خاصہ مقید ہے۔ اور یہ مطلق اور مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔

باقی پانچ قضایا سے اسلئے اخص مطلق ہے کہ یہ پانچوں قضایا مشروطہ عامہ سے اعم ہیں اور ابھی معلوم ہوا کہ مشروطہ عامہ مشروطہ خاصہ سے اعم ہے۔ اور اعم کا اعم اعم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ پانچوں قضایا مشروطہ خاصہ سے بھی اعم ہوئے۔ پس مشروطہ خاصہ اِن سے اخص مطلق ہوا۔

۲۔ عرفیہ خاصہ۔ یعنی عرفیہ عامہ مقید بہ لادوام ذاتی۔ اِس قضیئے کا جزءِ اوّل عرفیہ عامہ ہے۔ اور جزءِ ثانی مطلقہ عامہ۔ یہ قضیہ حالتِ ایجاب میں موجبہ عرفیہ عامہ اور سالبہ

[۱] یعنی ضروریہ مطلقہ و دائمہ مطلقہ ۱۲ منہ

مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔ اور حالتِ سلب میں سالبہ عرفیہ عامہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے جیسے کُلّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْاَصَابِعِ دَائِمًا مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا۔ (یعنی لاشئ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالفعل) لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع دائما مادام کاتبا لادائما (یعنی کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل۔)

ف۔ خاصّتین[1] میں وصفِ موضوع کو وصفِ مفارق ہونا ضرور ہے۔ یعنی وصف موضوع ایسا وصف ہو جو ذات موضوع سے جُدا بھی ہوجاتا ہو۔ اسلئے کہ اگر وصف موضوع وصفِ مفارق نہ ہو بلکہ وصفِ لازم ہو تو وصف محمول ذات موضوع کے لئے دائم ہوجائیگا کیونکہ وصف محمول کا دوام وصف موضوع کے دوام سے ہے۔ اور جب وصف محمول ذات موضوع کے لئے دائم ہوجائے گا۔ تو لادوام کی قید باعثِ اجتماع نقیضین ہوجائے گی۔

نسبت۔ عرفیہ خاصہ مشروطہ خاصہ سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت بحسب الوصف لادائم پائی جائے گی تو دوام بحسب الوصف لادائم ضرور پایا جائیگا۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب دوام بحسب الوصف لادائم پایا جائے تو ضرورت بحسب الوصف لادائم پائی جائے۔

عرفیہ خاصہ دائمتین کے مباین ہے اِس کا ثبوت مشروطہ خاصہ کے بیان میں گزر چکا۔

عرفیہ خاصہ اور مشروطہ عامہ میں عموم من وجہ ہے مادّہ مشروطہ خاصہ میں دونوں صادق ہوتی ہیں اور مادہ ضرورت ذاتیہ میں مشروطہ عامہ بدون عرفیہ خاصہ کے صادق ہوتا ہے۔ اور مادۂ دوام وصفی میں جو ضرورت ذاتیہ و وصفیہ سے خالی ہو عرفیہ خاصہ بدون مشروطہ عامہ کے صادق ہوتا ہے۔

عرفیہ خاصہ عرفیہ عامہ سے اخص ہے کیونکہ مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔

اسی طرح مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے بھی اخص ہے کیونکہ یہ دونوں عرفیہ عامہ سے اعم ہیں۔ اور عرفیہ عامہ عرفیہ خاصہ سے اعم ہے۔ اور اعم کا اعم اعم ہوتا ہے۔

عرفیہ خاصہ وقتیتین[2] مطلقتین سے اعم من وجہ ہے مادّہ کُلُّ مُنْخَسِفٍ مُظْلِمٌ میں

---

[1] یعنی مشروطہ خاصہ و عرفیہ خاصہ ۱۲ منہ۔ [2] یعنی وقتیہ مطلقہ و منتشرہ مطلقہ ۱۲ منہ

تینوں صادق ہوتے ہیں اور مادّہ کل قمرٍ مُنْخَسِفٌ میں وقتیتین مطلقتین بدون عرفیہ خاصہ کے صادق ہوتے ہیں۔ اور مادّہ دوام وصفی میں جو ہر قسم کی ضرورت سے خالی ہو عرفیہ خاصہ بدون وقتیتین مطلقتین کے صادق ہوتا ہے۔

ر ۳۔ **وقتیہ** ۔یعنی وقتیہ مطلقہ مقید بلا دوام ذاتی۔ اِس قضیئے کا جزاول وقتیہ مطلقہ ہے اور جزثانی مطلقہ عامہ۔ یہ قضیہ حالتِ ایجاب میں موجبہ وقتیہ مطلقہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔ اور حالت سلب میں سالبہ وقتیہ مطلقہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے۔ جیسے کل قمر منخسف بالضرورة وقت حیلولة الارض بینه وبین الشمس لادائما۔ (یعنی لاشئ من القمر بمنخسفٍ بالفعل) لاشئ من القمر بمنخسفٍ بالضرورة وقت التربیع لادائما (یعنی کل قمر منخسِفٌ بالفعل)

نسبت ۔وقتیہ مشروطہ خاصہ سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت جمیع اوقات وصف میں پائی جائے گی تو ضرور اوقات وجود ذات میں سے ایک وقت معین میں پائی جائیگی اسلئے کہ جمیع اوقاتِ وصف بعض اوقات ذات ہیں۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت اوقات وجود ذات میں سے ایک وقت معین میں پائی جائے تو جمیع اوقات وصف میں پائی جائے۔ وقتیہ اور عرفیہ خاصہ میں عموم من وجہ ہے۔ مادّہ مشروطہ خاصہ میں دونوں صادق ہوتے ہیں۔ اور مادّہ دوام وصفی میں جو ہر قسم کی ضرورت سے خالی ہو عرفیہ خاصہ بدون وقتیہ کے صادق ہوتا ہے۔ اور مادّہ ضرورت وقتیہ میں جو ضرورت وصفیہ سے خالی ہو وقتیہ بدون عرفیہ خاصہ کے صادق ہوتا ہے۔

وقتیہ اور دائمتین میں تباین ہے اس کی دلیل وہی ہے جو مشروطہ خاصہ کے بیان میں گزر چکی۔ وقتیہ اور عامتین[1] میں عموم من وجہ ہے۔ مادّہ مشروطہ خاصہ میں تینوں صادق ہوتے ہیں۔ اور مادّہ ضرورت ذاتیہ میں عامتین بدون وقتیہ کے صادق ہوتے ہیں۔ اور مادّہ ضرورت وقتیہ

[1] یعنی مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ ۱۲ منہ

ہیں جو دوام بحسب الوصف سے خالی ہو۔ وقتیہ بدون عامتین کے صادق ہوتا ہے۔ وقتیہ وقتیہ مطلقہ سے اخص ہے کیونکہ مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔ اور چونکہ منتشرہ مطلقہ وقتیہ مطلقہ سے اعم ہے اور اعم کا اعم بھی اعم ہوتا ہے۔ اسلیئے وقتیہ منتشرہ مطلقہ سے بھی اخص ہوا۔

وقتیہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے بھی اخص ہے کیونکہ یہ دونوں وقتیتین مطلقتین سے اعم ہیں۔ اور ابھی گذر چکا کہ وقتیہ وقتیتین مطلقتین سے اخص ہے۔ اور اعم کا اعم اعم ہوتا ہے۔

۴۔ منتشرہ۔ یعنی منتشرہ مطلقہ مقید بلا دوام ذاتی۔

اس قضیئے کا جزاوّل منتشرہ مطلقہ ہے۔ اور جزثانی مطلقہ عامہ۔

یہ قضیہ حالت ایجاب میں موجبہ منتشرہ مطلقہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔ اور حالت سلب میں سالبہ منتشرہ مطلقہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے۔ جیسے کل انسان متنفس بالضرورة وقتا ما لادائما (یعنی لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالفعل) لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالضرورة وقتا ما لادائما (یعنی کل انسان متنفس بالفعل)۔

نسبت منتشرہ وقتیہ سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت وقتیہ مع لادوام ذاتی پائی جائے گی تو ضرورت منتشرہ مع لادوام ذاتی پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ضرورت منتشرہ مع لادوام ذاتی پائی جائے تو ضرورت وقتیہ مع لادوام ذاتی پائی جائے۔

منتشرہ کو باقی قضایا کے ساتھ وہی نسبت ہے جو وقتیہ کو ہے۔

۵ وجودیہ لاضروریہ۔ یعنی مطلقہ عامہ مقید بلاضرورت ذاتیہ۔

اس قضیئے کا جزاوّل مطلقہ عامہ ہے۔ اور جزثانی ممکنہ عامّہ

یہ قضیہ حالت ایجاب میں موجبہ مطلقہ عامہ اور سالبہ ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔ اور حالت سلب میں سالبہ مطلقہ عامہ اور موجبہ ممکنہ عامہ سے۔ جیسے کل انسان ضاحک بالفعل لا بالضرورة (یعنی لاشیٔ من الانسان بضاحک بالامکان العام) لاشیٔ من الانسان بضاحک بالفعل لا بالضرورة (یعنی کل انسان

ضاحك بالامكان العام)

نسبت - وجودیہ لاضروریہ خاصتین سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت ودوام بحسب الوصف مع لادوام ذاتی پائے جائینگے تو فعلیت نسبت مع لاضرورت ذاتیہ ضرور پائی جائیگی اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب فعلیت نسبت مع لاضرورت ذاتیہ پائی جائے تو ضرورت ودوام بحسب الوصف مع لادوام ذاتی پائے جائیں -

وجودیہ لاضروریہ وقتیتین[۱] سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت وقتیہ ومنتشرہ مع لادوام ذاتی پائی جائے گی تو فعلیت نسبت مع لاضرورت ذاتیہ ضرور پائی جائے گی - اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب فعلیت نسبت مع لاضرورت ذاتیہ پائی جائے تو ضرورت وقتیہ ومنتشرہ مع لادوام ذاتی پائی جائے -

وجودیہ لاضروریہ اور ضروریہ مطلقہ میں تباین ہے کیونکہ اوّل مقید بلاضرورت ہے اور ثانی میں ضرورت پائی جاتی ہے - اور ظاہر ہے کہ ضرورت لاضرورت کے مبائن ہے -

وجودیہ لاضروریہ اور دائمہ میں عموم من وجہ ہے - مادّۂ دوام میں جو ضرورت سے خالی ہو دونوں صادق ہوتے ہیں - اور مادّۂ ضرورت میں دائمہ بدون وجودیہ لاضروریہ کے صادق ہوتا ہے - اور مادّۂ لادوام میں وجودیہ لاضروریہ بدون دائمہ کے صادق ہوتا ہے -

وجودیہ لاضروریہ عامتین ووقتیتین مطلقتین سے اعم من وجہ ہے - مادّۂ مشروطہ خاصہ میں پانچوں صادق ہوتے ہیں - اور مادۂ ضرورت ذاتیہ میں عامتین ووقتیتین مطلقتین بدون وجودیہ لاضروریہ کے صادق ہوتے ہیں - اور مادّۂ فعلیت میں جو ضرورت ذاتیہ ووقتیہ اور دوام وصفی سے خالی ہو - وجودیہ لاضروریہ بدون عامتین ووقتیتین مطلقتین کے صادق ہوتا ہے -

وجودیہ لاضروریہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے اخص ہے -

مطلقہ عامہ سے اس لئے اخص ہے کہ مطلقہ عامہ مطلق ہے - اور وجودیہ لاضروریہ مقید

---

[۱] یعنی وقتیہ ومنتشرہ ۱۲ منہ

اور مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔
ممکنہ عامہ سے اِس لیئے اخص ہے کہ ممکنہ عامہ مطلقہ عامہ سے اعم ہے۔ اور اعم کا اعم اعم ہوتا ہے

۶۔ **وجودیہ لادائمہ** ۔یعنی مطلقہ عامہ مقید بلادوام ذاتی۔

اِس قضیئے کے دونوں جزء مطلقہ عامہ ہیں۔ مگر حالتِ ایجاب میں جزء اوّل موجبہ ہوگا۔ اور جزء ثانی سالبہ اور حالتِ سلب میں بالعکس۔ جیسے کل انسانٍ ضاحك بالفعل لادائمًا (یعنی لاشئ من الانسان بضاحك بالفعل) لاشئ من الانسان بضاحك بالفعل لادائمًا (یعنی کل انسان ضاحك بالفعل)

ف ۔اِس قضیئے کے موجبہ و سالبہ میں باعتبار معنی کوئی فرق نہیں ہے۔

نسبت ۔ وجودیہ لادائمہ وجودیہ لاضروریہ سے اخص ہے کیونکہ جب دو مطلقہ عامہ پائے جائینگے تو ایک مطلقہ عامہ اور ایک ممکنہ عامہ ضروریہ پایا جائے گا اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ایک مطلقہ عامہ اور ایک ممکنہ عامہ پایا جائے تو دو مطلقہ عامہ پائے جائیں۔

وجودیہ لادائمہ خاصتین وقتیتین سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ضرورت و دوام بحسب الوصف و ضرورت بحسب الوقت مع لادوام ذاتی پائے جائینگے تو فعلیت نسبت مع لادوام ذاتی پائی جائے گی۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب فعلیت نسبت مع لادوام ذاتی پائی جائے تو ضرورت و دوام بحسب الوصف و ضرورت بحسب الوقت مع لادوام ذاتی پائے جائیں۔

وجودیہ لادائمہ اور دائمتین میں تبائن ہے۔ اِس کی دلیل سابق میں بیان ہو چکی۔

وجودیہ لادائمہ عامتین و وقتیتین مطلقتین سے اعم من وجہ ہے۔ اِس کی دلیل وجودیہ لاضروریہ کی بحث میں مذکور ہو چکی۔

وجودیہ لادائمہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے اخص ہے۔ اِس کی دلیل بھی وجودیہ لاضروریہ کی بحث میں مذکور ہو چکی۔

۷۔ **ممکنہ خاصّہ** ۔یعنی ممکنہ عامہ مقید بلاضرورت جانب موافق۔

اِس قضیئے کے معنی یہ ہیں کہ نسبت مذکورہ۔ اور نسبت مذکورہ کا خلاف اِن دونوں میں سے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اِس کے دونوں جزء ممکنہ عامہ ہیں۔
مگر حالتِ ایجاب میں جزء اوّل موجبہ ہوگا۔ اور جزء ثانی سالبہ۔ اور حالت سلب میں بالعکس۔ جیسے کل انسانٍ کاتب بالامکان الخاص۔ لا شئ من الانسان کاتب بالامکان الخاص۔

ف۔ اِس قضیئے کے موجبہ وسالبہ میں بھی باعتبارِ معنی کوئی فرق نہیں ہے۔

نسبت۔ ممکنہ خاصہ اعم المرکبات ہے یعنی سارے قضایائے مرکبہ (خاصتین و وقتیتین و وجودیتین) سے اعم مطلق ہے کیونکہ جب ایجاب وسلب بالفعل یا بالضرورۃ یا بالدوام پائے جائیں گے تو ایجاب وسلب بالامکان ضرور پائے جائیں گے۔ اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جب ایجاب وسلب بالامکان پائے جائیں تو ایجاب وسلب بالفعل یا بالضرورۃ یا بالدوام پائے جائیں۔
ممکنہ خاصہ ضروریہ مطلقہ کے مبائن ہے۔ اِس کی دلیل ظاہر ہے۔
ممکنہ خاصہ وقتیتین مطلقتین سے اعم من وجہ ہے۔ مادۂ ضرورت وقتیہ میں جو ضرورت ذاتیہ سے خالی ہو تینوں صادق ہوتے ہیں۔ اور مادۂ ضرورت ذاتیہ میں وقتیتین مطلقتین بدون ممکنہ خاصہ کے صادق ہوتے ہیں۔ اور جس مادّے میں کسی قسم کی ضرورت نہ ہو وہاں ممکنہ خاصہ بدون وقتیتین مطلقتین کے صادق ہوتا ہے۔
ممکنہ خاصہ دائمہ وعامتین ومطلقہ عامہ سے اعم من وجہ ہے۔ مادۂ وجودیہ لاضروریہ میں پانچوں صادق ہوتے ہیں۔ اور جس مادّے میں ممکن قوت سے فعل کی طرف نہ خارج ہو وہاں ممکنہ خاصہ بدون دائمہ وعامتین ومطلقہ عامہ کے صادق ہوتا ہے۔ اور مادۂ ضرورت ذاتیہ میں دائمہ وعامتین ومطلقہ عامہ بدون ممکنہ خاصہ کے صادق ہوتے ہیں۔
ممکنہ خاصہ ممکنہ عامہ سے اخص مطلق ہے کیونکہ مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔

ف۔ نسبت موجہات کے مباحث سے تم پر یہ ظاہر ہوگیا کہ ضروریہ مطلقہ اخص البسائط ہے۔

اور مشروطہ خاصہ اخص المرکبات۔ اسی طرح ممکنہ عامہ اعم البسائط ہے۔ اور ممکنہ خاصہ اعم المرکبات اس کو یاد رکھنا۔

م۔ **فصل**۔ اَلشَّرْطِيَّةُ مُتَّصِلَةٌ اِنْ حُكِمَ فِيْهَا بِثُبُوْتِ نِسْبَةٍ عَلٰى تَقْدِيْرِ اُخْرٰى اَوْ نَفْيِهَا لُزُوْمِيَّةٌ اِنْ كَانَ ذٰلِكَ بِعَلَاقَةٍ وَاِلَّا فَاتِّفَاقِيَّةٌ وَّ مُنْفَصِلَةٌ اِنْ حُكِمَ فِيْهَا بِتَنَافِي النِّسْبَتَيْنِ اَوْ لَاتَنَافِيْهِمَا صِدْقًا وَّ كِذْبًا وَّهِيَ الْحَقِيْقِيَّةُ اَوْ صِدْقًا فَقَطْ فَمَانِعَةُ الْجَمْعِ اَوْ كِذْبًا فَقَطْ فَمَانِعَةُ الْخُلُوِّ وَكُلٌّ مِّنْهَا عِنَادِيَّةٌ اِنْ كَانَ التَّنَافِيْ لِذَاتَيِ الْجُزْئَيْنِ وَاِلَّا فَاتِّفَاقِيَّةٌ۔

ت۔ شرطیہ متصلہ ہے اگر اُس میں یہ حکم کیا جائے کہ ایک نسبت دوسری نسبت کی تقدیر پر ثابت ہے یا منفی ہے لزومیہ ہے۔ اگر یہ (ثبوت یا نفی) علاقے کے ساتھ ہو ورنہ اتفاقیہ اور منفصلہ ہے۔ اگر اُس میں یہ حکم کیا جائے کہ دو نسبتیں متنافی یا غیر متنافی ہیں صدق اور کذب دونوں میں۔ اور یہ حقیقیہ ہے یا فقط صدق میں پس مانعۃ الجمع ہے یا فقط کذب میں پس مانعۃ الخلو ہے۔ اور ہر ایک ان تینوں میں سے عنادیہ ہے۔ اگر تنافی دونوں جزروں کی ذات کی وجہ سے ہو ورنہ اتفاقیہ ہے۔

ش

شرطیہ کے اقسام

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں متصلہ ومنفصلہ۔

متصلہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں اتصال یا سلب اتصال کا حکم ہو یعنی یہ حکم ہو کہ ایک نسبت دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر ثابت ہے۔ یا ایک نسبت دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر منفی ہے۔

پہلی صورت میں متصلہ موجبہ ہے۔ اور دوسری صورت میں سالبہ۔
پہلی نسبت سے مُراد وہ نسبت ہے جو تالی میں ہو۔ اور دوسری نسبت سے مُراد وہ نسبت ہے جو مقدم میں ہو۔ یہ دونوں نسبتیں عام ہیں اس سے کہ دونوں ایجابیہ ہوں یا دونوں سلبیہ۔ یا ایک ایجابیہ ہو اور دوسری سلبیہ۔ ہر ایک کی مثال بہ ترتیب یہ ہے۔

موجبہ متصلہ کی مثالیں

۱۔ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً کَانَ النَّہَارُ مَوْجُوْدًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ النّہارُ موجودٌ کی نسبت ثابت ہے۔ جس تقدیر پر الشمس طالعۃٌ کی نسبت ثابت ہے یعنی اِس میں یہ حکم ہے کہ دن موجود ہوگا جس صورت میں آفتاب طالع ہوگا۔ اور اسمیں دونوں نسبتیں ایجابیہ ہیں۔)

۲۔ کُلَّمَا لَمْ یَکُنْ زَیْدٌ حَیَوَانًا لَمْ یَکُنْ اِنْسَانًا ۔
(اِس میں یہ حکم ہے کہ لم یکن انسانًا کی نسبت ثابت ہے۔ جس تقدیر پر لم یکن زید حیوانًا کی نسبت ثابت ہے۔ اور اِس میں دونوں نسبتیں سلبیہ ہیں۔)

۳۔ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً لَمْ یَکُنِ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ لم یکن اللیلُ موجودًا کی نسبت ثابت ہے جس تقدیر پر الشمس طالعۃٌ کی نسبت ثابت ہے اور اِس میں پہلی نسبت سلبیہ ہے۔ اور دوسری نسبت ایجابیہ۔)

۴۔ کُلَّمَا لَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ اللّیلُ موجودٌ کی نسبت ثابت ہے جس تقدیر پر لم تکن الشمس طالعۃً کی نسبت ثابت ہے اور اِس میں پہلی نسبت ایجابیہ ہے۔ اور دوسری سلبیہ۔)

سالبہ متصلہ کی مثالیں

۱۔ لَیْسَ اَلْبَتَّۃَ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔ (اسمیں یہ حکم ہے کہ اللیل موجودٌ کی نسبت منفی یعنی غیر ثابت ہے۔ جس تقدیر پر الشمسُ طالعۃ کی نسبت ثابت ہے۔ یعنی اس میں یہ حکم ہے کہ رات موجود نہ ہوگی جس صورت میں آفتاب طالع ہوگا۔ اور اس میں دونوں نسبتیں ایجابیہ ہیں۔)

۲۔ لَیْسَ اَلْبَتَّۃَ کُلَّمَا لَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً لَمْ یَکُنِ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ لم یکن اللیل موجودًا کی نسبت منفی ہے جس تقدیر پر لم یکن الشمسُ طالعۃً کی نسبت ثابت ہے اور اس میں دونوں نسبتیں سلبیہ ہیں۔)

۳۔ لَیْسَ اَلْبَتَّۃَ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً لَمْ یَکُنِ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا۔ (اس میں یہ حکم ہے کہ لم یکن النہار موجودًا کی نسبت منفی ہے۔ جس تقدیر پر الشمس طالعۃ کی نسبت ثابت ہے۔ اور اس میں پہلی نسبت سلبیّہ ہے اور دوسری ایجابیّہ۔)

۴۔ لَیْسَ اَلْبَتَّۃَ کُلَّمَا لَمْ تَکُنِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ۔ (اسمیں یہ حکم ہے کہ النہار موجود کی نسبت منفی ہے۔ جس تقدیر پر لم تکن الشمس طالعۃً کی نسبت ثابت ہے۔ اور اس میں پہلی نسبت ایجابیہ ہے اور دوسری سلبیہ)

متصلہ کی دو قسمیں ہیں لزومیّہ و اتفاقیّہ۔

لزومیہ۔ وہ متصلہ ہے جس میں اتصال بعلاقہ یا سلب اتصال بعلاقہ کا حکم ہو۔ (اتصال بعلاقہ کو لزوم کہتے ہیں۔)

(یعنی لزومیہ وہ متصلہ ہے جس میں لزوم یا سلب لزوم کا حکم ہو۔)

پہلی صورت میں لزومیہ موجبہ ہے۔ اور دوسری صورت میں سالبہ۔

---

۵ یعنی البتہ ایسا نہیں ہے کہ جب آفتاب طالع ہو تو رات موجود ہو ۱۲ منہ

علاقہ۔ وہ امر ہے جس کے سبب سے مقدم وتالی میں لزوم کی نسبت پیدا ہوجائے۔
علاقے چار طرح پر ہوتے ہیں۔
۱۔ مقدم تالی کی علت ہو۔ جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودًا۔
۲۔ تالی مقدم کی علت ہو۔ جیسے کلما کان النہار موجودا کانت الشمس طالعۃ۔
۳۔ مقدم وتالی دونوں کسی تیسری چیز کے معلول ہوں۔ جیسے [۱] کُلَّمَا کَانَ النَّہَارُ مَوْجُوْدًا کَانَ الْعَالَمُ مُضِیْئًا۔
۴۔ مقدم وتالی متضائفین ہو۔ جیسے اِنْ کَانَ زَیْدٌ ابا عمرو کان عمرٌو ابنہ۔
سالبہ لزومیہ کی مثال۔
لیسَ البتۃ کُلما کانت الشمسُ طالعۃً فاللّیلُ موجودٌ۔
اتفاقیہ۔ وہ متصلہ ہے جس میں اتصال بدون علاقہ یا سلب اتصال بدون علاقہ کا حکم ہو۔ (اتصال بدون علاقہ کو اتصال اتفاقی کہتے ہیں۔)
(یعنی اتفاقیہ وہ متصلہ ہے جس میں اتصال اتفاقی یا سلب اتصال اتفاقی کا حکم ہو۔)
پہلی صورت میں اتفاقیہ موجبہ ہے۔ اور دوسری صورت میں سالبہ۔
موجبہ کی مثال۔ کُلّما کان الانسان ناطقًا فالحمار ناھِقٌ۔
سالبہ کی مثال۔ لیس البتۃ کلما کان الانسان ناطقًا فالحمارُ ناھِقٌ۔
منفصلہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں انفصال یا سلب انفصال کا حکم ہو (انفصال کو تنافی نسبتیں کہتے ہیں۔)
یعنی منفصلہ وہ شرطیہ ہے جس میں تنافی نسبتین یا لاتنافی نسبتین کا حکم ہو۔
پہلی صورت میں منفصلہ موجبہ ہوگا۔ اور دوسری صورت میں سالبہ۔
منفصلہ کی تین قسمیں ہیں حقیقیہ۔ مانعۃ الجمع۔ مانعۃ الخلو۔

---

[۱] وجود النہار واضاءت عالم دونوں طلوع الشمس کے معلول ہیں ۱۲ منہ۔

حقیقیہ۔ وہ منفصلہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی صدق وکذب دونوں میں ہو۔
(تنافی صدق میں یہ ہے کہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہوسکیں)
(تنافی کذب میں یہ ہے کہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ کاذب نہ ہوسکیں)
(لاتنافی صدق میں یہ ہے کہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ صادق ہوسکیں)
(لاتنافی کذب میں یہ ہے کہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ کاذب ہوسکیں)

موجبہ حقیقیہ کی مثال۔ (اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فردا۔

(اِس میں ایک عدد معین کی طرف زوج وفرد کی نسبت کی گئی ہے اور یہ حکم ہے کہ اِن دونوں نسبتوں میں تنافی صدق وکذب دونوں میں ہے یعنی اس عدد پر زوج وفرد دونوں ایک ساتھ صادق نہیں ہوسکتے ہیں نہ دونوں ایک ساتھ کاذب بلکہ صرف ایک صادق ہے اور ایک کاذب یعنی اگر وہ عدد زوج ہوگا تو فرد نہ ہوگا۔ اور فرد ہوگا تو زوج نہ ہوگا)

سالبہ حقیقیہ کی مثال۔ لیس البتہ اما ان یکون ھذا العدد زوجا او منقسما بمتساویین۔
(اس میں یہ حکم ہے کہ لاتنافی صدق وکذب دونوں میں ہے یعنی ایک عدد معین پر زوج ومنقسم بمتساویین ایک ساتھ صادق ہوسکتے ہیں۔ اور ایک ساتھ کاذب۔)

مانعۃ الجمع۔ وہ منفصلہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی فقط صدق میں ہے۔
(فقط سے یہ مُراد ہے کہ اُس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی کذب میں نہیں ہے۔

موجبہ مانعۃ الجمع کی مثال۔ امّا ان یکون ھذا الشئ شجرًا او حجرًا۔
(اِس میں یہ حکم ہے کہ تنافی فقط صدق میں ہے۔ کیونکہ ایک شئے معین پر شجر و حجر دونوں ایک ساتھ صادق نہیں ہوسکتے۔ اور تنافی کذب میں نہیں ہے۔)
(کیونکہ ممکن ہے کہ وہ شئے نہ شجر ہو نہ حجر۔ بلکہ حیوان ہو۔)

سالبہ مانعۃ الجمع کی مثال۔ لیس البتۃ اما ان یکون ھذا الانسانُ حیوانًا او اسود۔
(اِس میں یہ حکم ہے کہ لاتنافی فقط صدق میں ہے کیونکہ انسان معین پر حیوان واسود

دونوں ساتھ صادق ہوسکتے ہیں۔ اور لاتنافی کذب میں نہیں ہے کیونکہ حیوان کا کاذب ہونا ممکن نہیں ہے۔)

مانعۃ الخلو۔ وہ منفصلہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی فقط کذب میں ہے۔
(فقط سے یہ مراد ہے کہ اس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی صدق میں نہیں ہے)۔

موجبہ مانعۃ الخلو کی مثال۔ امّا ان یکون زید فی البحر وامّا ان لا یغرق۔
(اس میں یہ حکم ہے کہ تنافی فقط کذب میں ہے۔ کیونکہ زید کا دریا میں رہنا اور نہ ڈوبنا دونوں ایک ساتھ کاذب نہیں ہوسکتے۔ اور تنافی صدق میں نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ زید دریا میں ہو اور نہ ڈوبے۔)

سالبہ مانعۃ الخلو کی مثال۔ لیس البتہ امّا ان یکون ھذا الشئ انساناً او فرساً۔
(اس میں یہ حکم ہے کہ لاتنافی فقط کذب میں ہے کیونکہ ایک شئے معین پر انسان و فرس دونوں کاذب ہوسکتے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ شئے شجر ہو۔ اور لاتنافی صدق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس شئے پر انسان و فرس ایک ساتھ صادق نہیں ہوسکتے ہیں۔)

ف۔ مانعۃ الجمع اور دو معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔
۱۔ وہ منفصلہ جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی صدق میں ہے۔ اور جانب کذب میں کچھ حکم نہ ہو۔
۲۔ وہ منفصلہ جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی صدق میں ہے۔ اور جانب کذب میں تنافی یا لاتنافی کا حکم ہو یا نہ ہو۔
ان دونوں معنوں میں سے ہر ایک کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاعم کہتے ہیں۔ اور اول کو مانعۃ الجمع بالمعنی الاخص
اسی طرح مانعۃ الخلو بھی اور دو معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔
۱۔ وہ منفصلہ جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی کذب میں ہے اور جانب صدق میں کچھ حکم نہ ہو۔
۲۔ وہ منفصلہ جس میں یہ حکم ہو کہ تنافی یا لاتنافی کذب میں ہے۔ اور جانب صدق میں تنافی یا لاتنافی کا حکم ہو یا نہ ہو۔

اِن دونوں معنوں میں سے ہر ایک کو مانعۃ الخلو بالمعنی الاعم کہتے ہیں۔ اور اوّل کو مانعۃ الخلو بالمعنی الاخص۔

منفصلہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو۔ اُس کی دو قسمیں ہیں۔ عنادیہ۔ اتفاقیہ۔

عنادیہ۔ وہ منفصلہ ہے جس میں تنافی ذاتی ہو۔ (تنافی ذاتی وہ تنافی ہے جو دونوں جزر یعنی مقدم وتالی کی ذات کی وجہ سے ہو۔ یعنی مقدم وتالی کی ذات تنافی کی مقتضی ہو اور اِس میں شک نہیں کہ مقدم وتالی کی ذات جب تنافی کی مقتضی ہوگی تو مقدم وتالی جس مادّے میں پائے جائیں گے وہاں تنافی ضرور پائی جائے گی۔ ایسا نہ ہوگا کہ کسی مادّے میں تنافی پائی جائے۔ اور کسی مادّے میں نہ پائی جائے۔)

تنافی ذاتی کی صورتیں یہ ہیں۔

اگر منفصلہ حقیقیہ ہو تو مقدم وتالی میں سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کا نقیض یا مساوی نقیض ہو۔ اور مانعۃ الجمع ہو تو ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کے نقیض سے اخص ہو۔ اور مانعۃ الخلو ہو تو ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کے نقیض سے اعم ہو۔

حقیقیہ عنادیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون ھذا العددُ زوجاً اَو فرداً۔

مانعۃ الجمع عنادیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون ھذا الشئُ شجراً او حجراً۔

مانعۃ الخلو عنادیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون زیدٌ فی البحر واِمّا ان لایغرق۔

اتفاقیہ۔ وہ منفصلہ ہے جس میں تنافی اتفاقی ہو۔ (یعنی تنافی ذاتی نہ ہو)

حاصل یہ ہے کہ اتفاقیہ میں مقدم وتالی کی ذات کی وجہ سے تنافی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ خصوص مادہ کی وجہ سے۔

حقیقیہ اتفاقیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون ھذا اسود او جاھلاً۔

مانعۃ الجمع اتفاقیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون ھذا اسودَ او عالِماً۔

مانعۃ الخلو اتفاقیہ کی مثال۔ اِمّا ان یکون ھذا ابیض او جاھلاً۔

اِن تینوں مثالوں میں ھذا سے اشارہ اُس شخص کی طرف ہے جو گورا اور جاہل ہے۔
ف ۱۔ شرطیہ متصلہ ہو یا منفصلہ اُس کے صدق وکذب کا مناط مقدم یا تالی کا صدق و کذب نہیں ہے۔ بلکہ حکم اتصالی یا انفصالی کا واقعی یا غیر واقعی ہونا ہے یعنی اگر حکم اتصالی یا انفصالی واقعی ہے تو شرطیہ صادق ہے ورنہ کاذب۔ مقدم و تالی کیسے ہی ہوں۔
دیکھو ان کان زید حجرًا فھو جماد شرطیہ متصلہ صادقہ ہے حالانکہ اِس کے مقدم و تالی زید حجر اور ھو جماد دونوں کاذب ہیں۔ اِس مقام کی تفصیل کتب مطولہ سے معلوم ہوگی۔
۲۔ حجت میں متصلہ کے اقسام سے صرف لزومیہ اور منفصلہ کے اقسام سے صرف عنادیہ معتبر ہے۔
م۔ ثُمَّ الْحُكْمُ فِي الشَّرْطِيَّةِ إِنْ كَانَ عَلٰی جَمِيْعِ تَقَادِيْرِ الْمُقَدَّمِ فَكُلِّيَّةٌ أَوْ بَعْضِهَا مُطْلَقًا فَجُزْئِيَّةٌ أَوْ مُعَيَّنًا فَشَخْصِيَّةٌ وَّإِلَّا فَمُهْمَلَةٌ۔
ت۔ پھر حکم شرطیہ میں اگر مقدم کے تمام حالات پر ہے تو کلیہ ہے یا بعض غیر معین حالات پر ہے تو جزئیہ ہے۔ یا کسی خاص حالت پر ہے تو شخصیہ ہے ورنہ مہملہ ہے۔

ش

قضیہ حملیہ کی طرح قضیہ شرطیہ بھی (متصلہ ہو یا منفصلہ) شخصیہ و محصورہ و مہملہ کی طرف منقسم ہوتا ہے لیکن شرطیہ مہملہ قدمائیہ و طبعیہ نہیں ہوتا اور حملیہ میں یہ انقسام موضوع کے اعتبار سے تھا شرطیہ کا انقسام حالاتِ مقدم کے اعتبار سے ہے چنانچہ اسکی تفصیل کی جاتی ہے۔
شرطیہ۔ (متصلہ ہو یا منفصلہ) کی چار قسمیں ہیں۔ کلیہ۔ جزئیہ۔ شخصیہ۔ مہملہ۔
کلیہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کے تمام حالات پر ہو۔ جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ جتنی حالتوں میں آفتاب نکلے گا اُن سب حالتوں میں دن موجود ہوگا۔)
جزئیہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کے بعض غیر معین حالات پر ہو۔ جیسے قد یکون اذا کان الشئ حیوانًا کان انسانًا۔ (اِس میں یہ حکم ہے کہ فقط

بعض حالتوں میں اگر شئے حیوان ہوگی تو انسان ہوگی۔)

شخصیّہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کی کسی خاص حالت پر ہو۔ جیسے اِنْ لَقِیَنِی الْیَوْمَ زَیْدٌ اَنْعَمْتُ عَلَیْہِ (اس میں یہ حکم ہے کہ زید اگر مجھ سے ملے گا تو میں اُسکو انعام دوں گا لیکن نہ عام ملنا بلکہ وہ ملنا جو آج ہو۔)

مہملہ۔ وہ شرطیہ ہے جس میں حکم مقدم کے حالات پر ہو لیکن کل حالات اور بعض حالات اِن دونوں میں سے کسی کی تصریح نہ کی جائے۔ جیسے اِذَا کَانَ الشَّیْئُ اِنْسَانًا۔ کَانَ حَیَوَانًا۔

ف ا کلیہ میں اگر حکم مقدم کے تمام حالات پر ایجاباً ہے تو موجبہ کلیہ ہے اور سلباً ہے تو سالبہ کلیہ ہے۔ اسی طرح جزئیہ میں اگر حکم مقدم کے بعض غیر معین حالات پر ایجاباً ہے تو موجبہ جزئیہ ہے اور سلباً ہے تو سالبہ جزئیہ ہے۔ اِن چاروں کو محصورات اربع کہتے ہیں۔

موجبہ کلیہ متصلہ کا سور۔	کلما۔ مہما۔ متی ہے۔
موجبہ کلیہ منفصلہ کا سور۔	دائما۔ ابداً۔
سالبہ کلیہ (متصلہ ہو یا منفصلہ) کا سور۔	لیس البتۃ۔
موجبہ جزئیہ (متصلہ ہو یا منفصلہ) کا سور۔	قَدْ یَکُوْنُ۔
سالبہ جزئیہ (متصلہ ہو یا منفصلہ) کا سور۔	قَدْ لَا یَکُوْنُ۔

(اِن کے علاوہ اور جو الفاظ اِن کے معنی میں ہوں وہ سب سور ہیں کسی زبان کے ہوں۔)

اِن سب کی مثالیں نقشۂ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

امثلہ محصورات اربع متصلہ ومنفصلہ

موجبہ کلیہ متصلہ	کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً کَانَ النَّھَارُ مَوْجُوْدًا

موجبہ کلیہ منفصلہ	دائما اما ان تکون الشمس طالعۃ او لا یکون النہار موجودا
سالبہ کلیہ متصلہ	لیس البتۃ اذا کانت الشمس طالعۃ فاللیل موجودٌ
سالبہ کلیہ منفصلہ	لیس البتۃ اما تکون الشمس طالعۃ واما یکون النہار موجودًا۔
موجبہ جزئیہ متصلہ	قد یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودًا۔
موجبہ جزئیہ منفصلہ	قد یکون اما ان تکون الشمس طالعۃ او یکون اللیلُ موجودًا۔
سالبہ جزئیہ متصلہ	قد لا یکون اذا کانت الشمس طالعۃ کان اللیلُ موجودًا۔
سالبہ جزئیہ منفصلہ	قد لا یکون اما ان تکون الشمس طالعۃ واما ان یکون النہار موجودًا

موجبہ کلیہ کے سور پر حرف سلب داخل کرنے سے بھی سالبہ جزئیہ کا سور بنجاتا ہے لیس کُلّما۔ لیس مہما۔ لیس متیٰ۔ سالبہ جزئیہ متصلہ کے سور ہیں۔ اور لیس دائمًا۔ لیس ابدًا۔ سالبہ جزئیہ منفصلہ کے سور۔

ف ۲۔ مہملہ متصلہ میں لفظ لو۔ اِن۔ اِذا مستعمل ہوتا ہے۔ اور مہملہ منفصلہ میں لفظ اِمَّا۔ اَوْ۔

م۔ وَطَرَفَا الشَّرْطِیَّۃِ فِی الْاَصْلِ قَضِیَّتَانِ حَمْلِیَّتَانِ اَوْ مُتَّصِلَتَانِ اَوْ مُنْفَصِلَتَانِ اَوْ مُخْتَلِفَتَانِ اِلَّا اَنَّہُمَا خَرَجَا بِزِیَادَۃِ اَدَاۃِ الْاِتِّصَالِ وَ الْاِنْفِصَالِ عَنِ التَّمَامِ۔

ت۔ اور شرطیہ کے دونوں طرف اصل میں دو قضیئے ہیں دو حملیہ ہیں یا دو متصلہ یا دو منفصلہ یا دو مختلف مگر یہ کہ وہ دونوں حرف اتصال و انفصال کے بڑھ جانے کے باعث مرکب تام ہونے سے نکل گئے۔

ش۔ شرطیہ متصلہ و منفصلہ کے دونوں طرف (یعنی مقدم و تالی) جن سے شرطیہ مرکب ہوتا ہے اصل میں (یعنی حرف اتصال و انفصال کے داخل ہونے سے پہلے۔) دو قضیئے تھے۔ مگر جب اُن پر حرف اتصال وانفصال داخل ہوا تو وہ مرکب تام باقی نہ رہے۔ اور

جب مرکب تام باقی نہ رہے تو قضیہ نہ رہے۔ کیونکہ قضیہ مرکب تام کی ایک قسم ہے۔
مثلاً الشمسُ طالعةٌ قضیہ ہے محتمل صدق وکذب ہے۔ جب اس پر حرف اتصال داخل کیا گیا اور ان کانت الشمس طالعةً کہا گیا تو وہ مرکب ناقص اور اپنی تالی فَالنّہارُ مَوجُودٌ کا محتاج ہوگیا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

جب تم سمجھ چکے کہ شرطیہ کی ترکیب اصل میں دو قضیوں سے ہے تو اب یہ معلوم کرو کہ اس ترکیب کے اعتبار سے شرطیہ متصلہ کی نو قسمیں ہیں۔ اور شرطیہ منفصلہ کی چھ قسمیں۔

شرطیہ متصلہ کی نو قسمیں یہ ہیں۔

۱۔ مرکب دو حملیہ سے۔ جیسے کلما کان الشيءُ انسانًا فھُوحَیوَانٌ۔

۲۔ مرکب دو متصلہ سے۔ جیسے کلما ان کان الشيءُ انسانًا فھوحَیوَانٌ فکلما لم یکن الشيءُ انسانًا لم یکن حَیوَانًا۔

۳۔ مرکب دو منفصلہ سے۔ جیسے کلما کان دائمًا اما ان یکون ھذا العددُ زوجًا وفردًا فدائما اما ان یکون منقسمًا بمتساوین اوغیر منقسم۔

۴۔ مرکب مقدم حملیہ اور تالی متصلہ سے۔ جیسے ان کان طلوع الشمس علةً لوجُودِ النہار فکلما کانت الشمسُ طالعة فالنّہارُ موجُودٌ۔

۵۔ مرکب مقدم متصلہ اور تالی حملیہ سے۔ جیسے ان کان کلما کانت الشمسُ طالعةً فالنہارُ موجودٌ فطلوعُ الشمسِ ملزومٌ لوجود النّہار۔

۶۔ مرکب مقدم حملیہ اور تالی منفصلہ سے۔ جیسے ان کان ھذا عددًا فھو دائمًا امّا ان یکون زوجًا وفردًا۔

۷۔ مرکب مقدم منفصلہ اور تالی حملیہ سے۔ جیسے کلما کان ھذا امّا زوجًا وفردًا کان ھذا عددًا۔

۸۔ مرکب مقدم متصلہ اور تالی منفصلہ سے۔ جیسے ان کان کلما کانت الشمسُ طالعة

فالنّھارُ موجودٌ فدائمًا امّا ان تکون الشمسُ طالعةً وامّا ان لایکون النّھارُ موجودًا۔

۹۔ مرکّب مقدم منفصلہ اور تالی متصلہ سے۔ جیسے کُلّما کان دائمًا امّا ان تکون الشمس طالعةً واما ان لایکون النھار موجودًا فکلما کانت الشمسُ طالعةً فالنّھارُ موجودٌ۔

شرطیہ منفصلہ کی چھ قسمیں یہ ہیں۔

۱۔ مرکب دو حملیہ سے۔ جیسے دائما امّا ان یّکون العددُ زوجا وفردًا۔

۲۔ مرکب دو متصلہ سے۔ جیسے دائمًا امّا ان یکون ان کانت الشمسُ طالعةً فالنھار موجودٌ وامّا ان یکون ان کانت الشمسُ طالعة لم یکن النّھارُ موجُودًا۔

۳۔ مرکّب دو منفصلہ سے۔ جیسے دائمًا اما ان یکون ھٰذا العددُ زوجًا اوْ فردًا واما ان یکون ھٰذا العددُ لازوجًا ولافردًا۔

۴۔ مرکب ایک حملیہ اور ایک متصلہ سے۔ جیسے دائمًا امّا ان لایکون طلوعُ الشمسِ علةً لوجُودِ النّھار وامّا ان یّکون کُلّما کانت الشمسُ طالعةً کان النّھارُ موجُودًا۔

۵۔ مرکب ایک حملیہ اور ایک منفصلہ سے۔ جیسے دائمًا اما ان یّکون ھٰذا الشئ لیس عددًا وامّا ان یّکون اما زوجًا وفردًا۔

۶۔ مرکب ایک متصلہ اور ایک منفصلہ سے۔ جیسے دائما امّا ان یکون کُلّما کانت الشمس طالعة فالنھار موجودٌ واما ان تکون الشمسُ طالعةً وامّا ان لایکون النھار موجُودًا۔

ف۔ شرطیہ متصلہ کے مقدم وتالی بحسب الطبع یعنی معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متمایز ہیں کیونکہ مقدم معنی ملزوم ہے۔ اور تالی بمعنی لازم اور یہ ممکن ہے کہ ایک شئے دوسری

شے کی ملزوم ہو۔ اور اُس کو لازم نہ ہوا اور شرطیہ منفصلہ کے مقدم و تالی صرف بحسب الوضع یعنی ذکر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متمایز ہیں یعنی جو پہلے مذکور ہو وہ مقدم ہے۔ اور جو پیچھے مذکور ہو وہ تالی ہے معنی کے اعتبار سے اِن دونوں میں تمایز نہیں ہے۔ کیونکہ مقدم بمعنی معانِد ہے۔ اور تالی بمعنی معانَد۔ اور چونکہ باب مفاعلت مشارکت پر دال ہے۔ اِس لئے معانِد بالکسر معانَد بالفتح ہوا اور معانَد بالفتح معانِد بالکسر۔

اِسی لئے متصلہ کی چوتھی اور پانچویں قسموں میں معنیٰ کے اعتبار سے ضرور فرق ہوا اور اگر منفصلہ اِن دونوں قسموں کا ہو تو ان دونوں میں معنیٰ کے اعتبار سے کوئی فرق نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ منفصلہ کی صرف چھ قسمیں پیدا ہوئیں نہ متصلہ کی طرح نو قسمیں۔ فافھم۔ قضایا کے اقسام کا بیان ختم ہوا۔ اب قضایا کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ اِس لئے کہ حجت میں اِن کی ضرورت پڑے گی۔

م۔ **فصلٌ** ۔ اَلتَّنَاقُضُ اخْتِلَافُ الْقَضِيَّتَيْنِ بِحَيْثُ يَلْزَمُ لِذَاتِهٖ مِنْ صِدْقِ كُلٍّ كِذْبُ الْاُخْرٰى وَبِالْعَكْسِ۔

ت۔ تناقض دو قضیوں کا اس طرح پر مختلف ہونا ہے کہ ہر ایک کے صادق ہونے سے دوسرے کا کذب ذات اختلاف کی وجہ سے لازم آئے اور اُس کے برعکس۔

ش۔ قضایا کے احکام کل چار ہیں تناقض۔ عکس مستوی۔ عکس نقیض۔ تلازم شرطیات۔

تناقض کا بیان

تناقض دو قضیوں کے اُس اختلاف کا نام ہے جس کی ذات لزومًا اس امر کی مقتضی ہو کہ اگر ایک قضیہ صادق ہو تو دوسرا کاذب۔ اور ایک کاذب ہو تو دوسرا صادق۔ زَيْدٌ اِنْسَانٌ۔ زَيْدٌ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ۔

اِن دونوں قضیوں میں اختلاف ہے کیونکہ پہلا موجبہ ہے اور دوسرا سالبہ۔ اور یہ اختلاف

ایسا ہے جس کی ذات ضرور اس بات کو چاہتی ہے کہ اگر اوّل صادق ہو تو ثانی کاذب اور ثانی صادق ہو تو پہلا کاذب۔ اِس لئے اِن دونوں قضیوں میں تناقض پایا گیا۔

کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔ بعض الانسان لَیْسَ بِحَیَوَانٍ۔

اِن دونوں قضیوں میں بھی اختلاف ہے کیونکہ پہلا موجبہ کلیہ ہے۔ اور دوسرا سالبہ جزئیہ اور یہ اختلاف بھی اسی قسم کا ہے۔ اِس لئے ان دونوں قضیوں میں بھی تناقض پایا گیا۔

کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ۔ لَا شَیْئَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَیَوَانٍ۔

اِن دونوں قضیوں میں سے پہلا صادق ہے۔ اور دوسرا کاذب۔ اور ان میں اختلاف بھی ہے کیونکہ پہلا موجبہ کلیہ ہے۔ اور دوسرا سالبہ کلیہ لیکن اس اختلاف کو تناقض نہ کہینگے کیونکہ اس اختلاف کی ذات کی وجہ سے یہ صدق وکذب نہیں ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ہر موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ میں تناقض ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دیکھو کُلُّ حَیَوَانٍ انسان ولا شیئ من الحیوان بانسان میں تناقض نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں کاذب ہیں۔

بعض الانسان حیوان۔ بعض الانسان لیس بحیوان۔

ان دونوں قضیوں میں سے پہلا صادق ہے اور دوسرا کاذب اور اِن میں اختلاف بھی ہے کیونکہ پہلا موجبہ جزئیہ ہے۔ اور دوسرا سالبہ جزئیہ لیکن اِس اختلاف کو تناقض نہ کہیں گے کیونکہ اِس اختلاف کی ذات کی وجہ سے یہ صدق وکذب نہیں ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ہر موجبہ جزئیہ وسالبہ جزئیہ میں تناقض ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دیکھو بعض الحیوان انسان وبعض الحیوان لیس بانسان میں تناقض نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں صادق ہیں۔

ف۔ تناقض کی تعریف مختصر طور پر یہ ہے۔

تناقض وہ انفصال حقیقی عنادی ہے جو دو مختلف بایجاب وسلب قضیوں میں ہو۔ (انفصال حقیقی عنادی سے مراد وہ تنافی ذاتی ہے جو صدق وکذب دونوں میں ہو۔)

جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے اُن میں سے ہر ایک کو دوسرے کا نقیض کہتے ہیں۔

م۔ وَلَابُدَّ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فِي الْكَمِّ وَالْكَيْفِ وَالْجِهَةِ وَالْاِتِّحَادِ فِيْمَا عَدَاهَا ۔

ت۔ اور کم وکیف وجہت میں (دونوں قضیوں کا) مختلف ہونا اور اُن کے ماسوا میں (دونوں کا) متحد ہونا ضرور ہے۔

ش

تناقض کی شرطیں

تناقض کی یہ چار ضروری شرطیں ہیں۔

(۱) اختلاف فی الکیف (یعنی دونوں قضیوں میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ۔ اگر دونوں موجبہ یا دونوں سالبہ ہوں تو تناقض نہ ہوگا۔)

(۲) اختلاف فی الکم (یعنی ایک قضیہ کلیہ ہو اور دوسرا جزئیہ۔ اگر دونوں کلیہ یا دونوں جزئیہ ہوں تو تناقض نہ ہوگا۔)

یہ شرط اُس وقت ہے جب قضیہ محصورہ ہو۔

(۳) اختلاف فی الجہۃ (اگر دونوں قضیے جہت میں متحد ہوں تو تناقض نہ ہوگا۔)

کلّ انسانٍ کاتب بالامکان العام وبعض الانسان لیس بکاتب بالامکان العام۔

اتحاد جہت کی وجہ سے ان دونوں میں تناقض نہیں ہے بلکہ دونوں صادق ہیں۔

کل انسان کاتب بالضرورۃ وبعض الانسان لیس بکاتب بالضرورۃ۔

اتحاد جہت کی وجہ سے ان دونوں میں بھی تناقض نہیں ہے بلکہ دونوں کاذب ہیں۔

یہ شرط اُس وقت ہے جب قضیہ موجّہہ ہو۔

(۴) دونوں قضیے کم وکیف وجہت کے سوا تمام امور میں متحد ہوں یعنی اگر دونوں قضیے حملیہ ہوں تو موضوع اور محمول اور موضوع ومحمول کی ساری قیودیں دونوں متحد ہوں۔ (خواہ وہ قیود زمان ومکان وشرط اضافت وقوت وفعل کے قبیل سے ہوں یا اِس کے سوا۔)

اگر موضوع یا محمول یا اُن کی کوئی قید دونوں قضیوں میں مختلف ہوجائے تو تناقض نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں قضیئے شرطیہ ہوں تو مقدم اور تالی اور مقدم و تالی کی ساری قیود میں اور اتصال وانفصال ولزوم وعناد میں دونوں متحد ہوں۔

دیکھو امثلۂ مندرجۂ ذیل میں تناقض نہیں ہے۔

۱ زید قائم و عمرو لیس بقائم	یہاں موضوع مختلف ہے
۲ زید قائم و زید لیس بضاحك	یہاں محمول مختلف ہے
۳ زید نائم لیلاً و زید لیس بنائم نہاراً	یہاں زمان مختلف ہے
۴ زید جالس فی الدار و زید لیس بجالس فی السوق	یہاں مکان مختلف ہے
۵ کل حیوان انسان بشرط کونہ ناطقاً و بعض الحیوان لیس بانسان بشرط کونہ لاناطقاً۔	یہاں شرط مختلف ہے
۶ زید اب لعمرو و زید لیس باب لبکر۔	یہاں اضافت مختلف ہے
۷ کل انسان کاتب بالقوۃ و بعض الانسان لیس بکاتب بالفعل۔	یہاں قوت وفعل میں اختلاف ہے۔
۸ بعض الزنجی اسود و کل الزنجی لیس باسود۔	یہاں جزو کل میں اختلاف ہے۔
۹ زید طیب نسباً و زید لیس بطیب خلقاً۔	یہاں تمیز مختلف ہے۔

شروط مذکورۂ بالا سے واضح ہوا کہ ہر موجبہ کلیہ کا نقیض سالبہ جزئیہ ہوتا ہے اور بالعکس اور ہر سالبہ کلیہ کا نقیض موجبہ جزئیہ ہوتا ہے اور بالعکس۔ اسی طرح ہر متصلہ لزومیہ کا نقیض متصلہ لزومیہ ہی ہوتا ہے۔ اور ہر منفصلہ عنادیہ کا نقیض منفصلہ عنادیہ۔ نقشۂ ذیل دیکھو۔

لہ ہر متصلہ اتفاقیہ کا نقیض بھی متصلہ اتفاقیہ اور ہر منفصلہ اتفاقیہ کا نقیض منفصلہ اتفاقیہ ہی ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اتفاقیہ بحث میں معتبر نہیں ہے اسلیئے اس کے ذکر سے قطع نظر کی گئی ۱۲ منہ

نقائض محصورات حملیّہ و شرطیّہ

نام اصل / نام نقیض	مثال	نام نقیض / نام اصل	مثال
موجبہ کلیہ حملیہ	کل انسان حیوان-	سالبہ جزئیہ حملیہ	بعض الانسان لیس بحیوان
سالبہ کلیہ حملیہ	لاشئ من الانسان بحجر-	موجبہ جزئیہ حملیہ	بعض الانسان حجر
موجبہ کلیہ متصلہ لزومیہ	کلما کانت الشمس طالعة کان النہار موجودا-	سالبہ جزئیہ متصلہ لزومیہ	قد لا یکون اذا کانت الشمس طالعة کان النہار موجودًا
سالبہ کلیہ متصلہ لزومیہ	لیس البتة اذا کانت الشمس طالعة فاللیل موجودٌ-	موجبہ جزئیہ متصلہ لزومیہ	قد یکون اذا کانت الشمس طالعة فاللیل موجودٌ-
موجبہ کلیہ منفصلہ عنادیہ	دائما اما ان تکون الشمس طالعةً او لا یکون النہار موجودًا	سالبہ جزئیہ منفصلہ عنادیہ	قد لا یکون اما ان تکون الشمس طالعةً او لا یکون النّہارُ موجودًا
سالبہ کلیہ منفصلہ عنادیہ	لیس البتة اما ان تکون الشمس طالعةً واما ان یکون النّہار موجودًا-	موجبہ جزئیہ منفصلہ عنادیہ	قد یکون اما ان تکون الشمسُ طالعةً واما ان یکون النّہارُ موجودًا

م۔ فَالنَّقِیْضُ لِلضَّرُوْرِیَّةِ الْمُمْکِنَةُ الْعَامَّةُ وَلِلدَّائِمَةِ الْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ وَلِلْمَشْرُوْطَةِ الْعَامَّةِ الْحِیْنِیَّةُ الْمُمْکِنَةُ وَلِلْعُرْفِیَّةِ الْعَامَّةِ الْحِیْنِیَّةُ الْمُطْلَقَةُ +

ت۔ پس ضروریہ مطلقہ کا نقیض ممکنہ عامہ ہے۔ اور دائمہ مطلقہ کا مطلقہ عامہ اور مشروطہ عامہ کا حینیہ ممکنہ اور عرفیہ عامہ کا حینیہ مطلقہ۔

ش

موجّہات بسیطہ کے نقیضوں کا بیان

چونکہ ضروریہ مطلقہ میں ضرورت ذاتیہ کا حکم ہوتا ہے اِس لئے اس کا نقیض وہ قضیہ ہوگا جس میں لاضرورت ذاتیہ کا حکم ہو۔ اور چونکہ ممکنہ عامہ میں لاضرورت ذاتیہ یعنی امکان عام کا حکم ہوتا ہے۔ اسلئے ضروریہ مطلقہ کا نقیض ممکنہ عامہ ہوا۔

دائمہ مطلقہ میں دوام ذاتی کا حکم ہوتا ہے۔ اِس لئے اس کا نقیض مطلقہ عامہ ہوا جسمیں لادوام ذاتی یعنی فعلیت نسبت کا حکم ہوتا ہے۔

مشروطہ عامہ میں ضرورت وصفیہ کا حکم ہوتا ہے۔ اِس لئے اس کا نقیض حینیہ ممکنہ ہوا جس میں لاضرورت وصفیہ یعنی امکان فی بعض اوقات الوصف کا حکم ہوتا ہے۔

عرفیہ عامہ میں دوام وصفی کا حکم ہوتا ہے۔ اِس لئے اس کا نقیض حینیہ مطلقہ ہوا جسمیں لادوام وصفی یعنی فعلیت فی بعض اوقات الوصف کا حکم ہوتا ہے۔

نقشۂ ذیل دیکھو:۔

نقائض موجّہات بسیطہ

نام اصل	مثال۔	نام نقیض	مثال
موجبہ کلیہ ضروریہ مطلقہ	کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بالضَّرُوْرَۃ	سالبہ جزئیہ ممکنہ عامہ	بعض الانسان لیس بِحَیَوَانٍ بالامکان العام
سالبہ کلیہ ضروریہ مطلقہ	لا شیٔ من الانسان بحجر بالضرورۃ	موجبہ جزئیہ ممکنہ عامہ	بعض الانسان حَجَرٌ بالامکان العام۔
موجبہ کلیہ دائمہ مطلقہ	کل انسان حیوان دائمًا	سالبہ جزئیہ مطلقہ عامہ	بعض الانسان لیس بحیوان بالفعل۔

سالبہ کلیہ دائمہ مطلقہ	لاشیئ من الانسان بحجر دائمًا	موجبہ جزئیہ مطلقہ عامہ	بعض الانسان حجر بالفعل
موجبہ کلیہ مشروطہ عامہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبًا	سالبہ جزئیہ حینیہ ممکنہ	بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ھو کاتب
سالبہ کلیہ مشروطہ عامہ	لاشیئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبًا	موجبہ جزئیہ حینیہ ممکنہ	بعض الکاتب ساکن الاصابع بالامکان حین ھو کاتب۔
موجبہ کلیہ عرفیہ عامہ	کل کاتب متحرک الاصابع دائمًا مادام کاتبًا	سالبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ	بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل حین ھو کاتب
سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ	لاشیئ من الکاتب بساکن الاصابع دائمًا مادام کاتبًا۔	موجبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ	بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب۔

موجبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کے نقیضوں کو بھی انہیں پر قیاس کرلو۔

ف ۔ وقتیہ مطلقہ کا نقیض ممکنہ وقتیہ ہے اور منتشرہ مطلقہ کا نقیض ممکنہ دائمہ۔ چونکہ یہ دونوں قضیئے غیر مشہور ہیں۔ اِس لئے حضرت مصنف قدس سرہٗ نے بیان نقیض میں ان کے ذکر سے سکوت کیا۔

م ۔ وَلِلْمُرَكَّبَةِ الْمَفْهُوْمُ الْمُرَدَّدُ بَيْنَ نَقِيْضَيِ الْجُزْئَيْنِ لٰكِنْ فِي الْجُزْئِيَّةِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى كُلِّ فَرْدٍ۔

ت ۔ اور مرکبہ کا نقیض وہ مفہوم ہے جو دونوں جزؤں کے نقیضوں کے درمیان میں تردید کیا گیا ہو۔ لیکن جزئیہ میں ہر فرد کے اعتبار سے۔

ش

موجہاتِ مرکبہ کلیّہ کے نقیضوں کا بیان

موجہات مرکبہ کلیہ کے نقیض بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ مرکبہ کے دونوں جز یعنی دونوں قضیہ بسیطہ الگ الگ کرکے ہر ایک کا نقیض حسب طریقہ سابقہ بنائیں پھر حرف تردید یعنی حرف انفصال داخل کرکے اُن دونوں نقیضوں سے ایک منفصلہ مانعۃ الخلو ترتیب دیں پس یہ منفصلہ مانعۃ الخلو مرکبہ کلیہ کا نقیض ہوگا۔ (مفہوم مردد بین نقیضی الجزئین سے یہی منفصلہ مانعۃ الخلو مراد ہے۔) مثلاً کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لا دائما موجبہ کلیہ مشروطہ خاصہ ہے اس کے دونوں جز اس طرح الگ الگ کئے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا ولا شئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل۔ پہلا جز موجبہ کلیہ مشروطہ عامہ ہے اس لئے اس کا نقیض سالبہ جزئیہ حینیہ ممکنہ ہوا یعنی بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ھو کاتب اور دوسرا جز سالبہ کلیہ مطلقہ عامہ ہے۔ اسلئے اس کا نقیض موجبہ جزئیہ دائمہ مطلقہ ہوا یعنی بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما۔ اب ان دونوں نقیضوں سے حرف انفصال بڑھاکر منفصلہ مانعۃ الخلو اس طرح ترتیب دیا اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ھو کاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما۔ اب یہ منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ مشروطہ خاصہ کا نقیض ہوا۔

مرکبہ کلیہ کا نقیض منفصلہ مانعۃ الخلو ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ مرکبہ کلیہ کا نقیض اس منفصلہ کے دونوں جزؤں میں سے کوئی جز ضرور ہے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں جز ہو کیونکہ مانعۃ الخلو میں اجتماع منع نہیں ہے۔

اِس کی وجہ کہ مرکبہ کلیہ کا نقیض منفصلہ مانعۃ الخلو کیوں ہوتا ہے یہ ہے کہ مرکبہ دو قضیوں کے مجموع کا نام ہے اور نقیض مجموع رفع مجموع ہوتا ہے۔ اور رفع مجموع دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ دونوں جزؤں میں سے کسی ایک جزو کا رفع ہو۔ دوسرے یہ کہ دونوں جزؤں کا رفع ہو۔ نقشۂ ذیل دیکھو۔

نقائض مرکّبات کلیّہ

نام اصل	مثال۔	نام نقیض	مثال
موجبہ کلیہ مشروطہ خاصہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتباً لا دائماً	منفصلہ مانعۃ الخلو	اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ھو کاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائماً
سالبہ کلیہ مشروطہ خاصہ	لا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتباً لا دائماً	ایضاً	اما بعض الکاتب ساکن الاصابع بالامکان حین ھو کاتب واما بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائماً۔
موجبہ کلیہ عرفیہ خاصہ	کل کاتب متحرک الاصابع دائماً مادام کاتباً لا دائماً۔	ایضاً	اما بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل حین ھو کاتب واما بعض الکاتب متحرک الاصابع دائماً۔
سالبہ کلیہ عرفیہ خاصہ	لا شیئ من الکاتب بساکن الاصابع دائماً مادام کاتباً لا دائماً	ایضاً	اما بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب واما بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائماً

موجبہ کلیہ وقتیہ	کل قمرٍ منخسفٌ بالضرورۃ وقت الحیلولۃ لا دائمًا۔	منفصلہ مانعۃ الخلو	امّا بعض القمر لیس بمنخسفٍ بالامکان وقت الحیلولۃ و امّا بعض القمر منخسفٌ دائمًا
سالبہ کلیہ وقتیہ	لا شیٔ من القمر بمنخسف بالضرورۃ وقت التربیع لا دائمًا۔	نقیض	امّا بعض القمر منخسف بالامکان وقت التربیع و امّا بعض القمر لیس بمنخسف دائمًا۔
موجبہ کلیہ منتشرہ	کلُّ انسان متنفسٌ بالضرورۃ وقتًا مّا لا دائمًا	نقیض	امّا بعض الانسان لیس بمتنفسٍ بالامکان دائمًا و امّا بعض الانسان متنفسٌ دائمًا۔
سالبہ کلیہ منتشرہ	لا شیٔ من الانسان بمتنفسٍ بالضرورۃ وقتًا مّا لا دائمًا۔	نقیض	امّا بعض الانسان متنفس بالامکان دائمًا و امّا بعض الانسان لیس بمتنفسٍ دائمًا۔
موجبہ کلیہ وجودیہ لاضروریہ	کل انسانٍ ضاحک بالفعل لا بالضرورۃ۔	نقیض	امّا بعض الانسان لیس بضاحک دائمًا و امّا بعض الانسان ضاحکٌ بالضرورۃ۔
سالبہ کلیہ وجودیہ لاضروریہ	لا شیٔ من الانسان بضاحک بالفعل لا بالضرورۃ	نقیض	اما بعض الانسان ضاحك دائمًا و امّا بعض الانسان لیس بضاحكٍ بالضرورۃ۔
موجبہ کلیہ وجودیہ لادائمہ	کل انسان ضاحك بالفعل لا دائمًا۔	نقیض	امّا بعض الانسان لیس بضاحكٍ دائمًا و امّا بعض الانسان ضاحك دائمًا

سالبہ کلیہ وجودیہ لادائمہ	لا شیئ من الانسان بضاحك بالفعل لا دائمًا۔	منفصلہ مانعۃ الخلو	اما بعض الانسان ضاحك دائمًا واِمّا بعض الانسان لیس بضاحِك دائمًا۔
موجبہ کلیہ ممکنہ خاصہ	کل انسانٍ کاتبٌ بالامکان الخاص۔	ایضاً	اما بعض الانسان لیس بکاتب بالضرورۃ واِمّا بعض الانسان کاتب بالضرورۃ۔
سالبہ کلیہ ممکنہ خاصہ	لا شیئ من الانسان بکاتبٍ بالامکان الخاص۔	ایضاً	اما بعض الانسان کاتب بالضرورۃ واما بعض الانسان لیس بکاتبٍ بالضرورۃ۔

موجّہات مرکبہ جزئیہ کے نقیضوں کا بیان

موجبہ مرکبہ جزئیہ کے نقیض بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ موضوع پر کلیہ کا سور بڑھا کر جزء ایجابی کے محمول کو سلبًا اور جزء سلبی کے محمول کو ایجابًا ہر ایک کے جہت کے نقیض کے ساتھ بطریق تردید بیان کریں پس یہ قضیہ حملیہ کلیہ مُرَدَّدۃ المحمول مرکبہ جزئیہ کا نقیض ہوگا۔

(مفہوم مُرَدَّد بین نقیضی الجزئین بالنسبۃ الیٰ کُلِّ فرد سے یہی قضیہ حملیہ کلیہ مرددۃ المحمول مراد ہے)

مثلاً بعض الانسانِ متنفسٌ بالفعل لا دائمًا۔ موجبہ جزئیہ وجودیہ لادائمہ ہے اس کا جزء اوّل ایجابی بعض الانسان متنفسٌ بالفعل اور دوسرا جزء سلبی بعض الانسان لیس بمتنفسٍ بالفعل ہے۔ پس اس کا نقیض کل انسانٍ اما لیس بمتنفسٍ دائمًا او متنفسٌ دائمًا ہوا کیونکہ موضوع یعنی انسان پر کلیہ کا سور بڑھا دیا گیا اور جزء اول کا محمول سلبًا اور جزء ثانی کا محمول ایجابًا حرف تردید یعنی اِمّا اور اَوْ کے

ساتھ بیان کیا گیا۔ اور چونکہ دونوں جزؤں کی جہت بالفعل ہے۔ اِس لئے اسکا نقیض دائمًا ہر ایک محمول کے ساتھ زیادہ کیا گیا۔

مرکبہ جزئیہ کا نقیض مرکبہ کلیہ کے نقیض کی طرح منفصلہ مانعۃ الخلو نہ ہوا اِس کی وجہ یہ ہے کہ مرکبہ کلیہ کا مفہوم بعینہ کلیتین (یعنی موجبہ کلیہ وسالبہ کلیہ) کا مفہوم ہے پس کلیتین کے نقیضوں کو بطریق تردید لینے سے مرکب کلیہ کا نقیض حاصل ہو جائے گا۔ اور مرکبہ جزئیہ کا مفہوم بعینہ جزئیتین (یعنی موجبہ جزئیہ وسالبہ جزئیہ) کا مفہوم نہیں ہے بلکہ مرکبہ جزئیہ جزئیتین سے اخص مطلق ہے اور چونکہ اعم کا نقیض اخص کے نقیض سے اخص ہوتا ہے۔ اسلئے جزئیتین کے نقیضوں کو بطریق تردید لینا مرکبہ جزئیہ کے نقیض حاصل ہونے کیلئے کافی نہ ہوگا۔

دیکھو بعض الجسم حیوان بالفعل لادائمًا مرکبہ جزئیہ کاذبہ ہے۔ اگر اس کا نقیض منفصلہ مانعۃ الخلو یعنی اما لاشیٔ من الجسم بحیوانٍ دائمًا واِمّا کُلُّ جسمٍ حیوانٌ دائمًا ہوتا تو صادق ہوتا۔ حالانکہ یہ کاذب ہے بلکہ اس کا نقیض کُلُّ جسمٍ اِمّا لیس بحیوانٍ دائمًا او حیوانٌ دائمًا ہے اور یہ صادق ہے۔

اِس امر کا ثبوت کہ مرکبہ جزئیہ جزئیتین سے اخص ہے یہ ہے کہ مرکبہ جزئیہ میں یہ ضرور ہے کہ اُس کے ایک جزء میں موضوع سے جو بعض افراد مراد ہوں اسکے دوسرے جزء میں بھی بعینہ وہی بعض افراد مراد ہوں۔ اور جزئیتین میں یہ ضرور نہیں ہے کہ اُس کے دونوں جزئیوں کے بعض افراد متحد ہوں بلکہ ممکن ہے کہ ایک جزئیہ کے بعض افراد دوسرے جزئیہ کے بعض افراد کے مغائر ہوں۔

بعض ج ب بالفعل لادائمًا کا مطلب یہ ہے کہ بعض افراد ج کو ب بالفعل ثابت ہے۔ اور اُنہیں بعض افراد ج سے ب بالفعل مسلوب ہے۔

بعض ج ب بالفعل وبعض ج لیس ب بالفعل کا مطلب یہ ہے کہ بعض افراد ج کو ب بالفعل ثابت ہے اور بعض افراد ج سے ب بالفعل مسلوب ہے۔ اعم اس سے کہ

یہ بعض افراد ج بعینہ وہی بعض افراد ج ہوں یا اُسکے مغائر۔ نقشۂ ذیل دیکھو۔

نقائضِ مرکبات جزئیہ

نام اصل	مثال	نام نقیض	مثال
موجبہ جزئیہ مشروطہ خاصہ	بعض الکاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتباً لادائماً۔	منفصلہ مانعۃ الخلو مرکبہ از دو حملیہ	کل کاتب اما لیس بمتحرک الاصابع بالامکان حین ہو کاتب او متحرک الاصابع دائماً
سالبہ جزئیہ مشروطہ خاصہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتباً لادائماً۔	ایضاً	کل کاتب اما ساکن الاصابع بالامکان حین ہو کاتب او لیس بساکن الاصابع دائماً۔
موجبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ	بعض الکاتب متحرک الاصابع دائماً مادام کاتباً لادائماً۔	ایضاً	کل کاتب اما لیس بمتحرک الاصابع بالفعل حین ہو کاتب او متحرک الاصابع دائماً۔
سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ	بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع دائماً مادام کاتباً لادائماً۔	ایضاً	کل کاتب اما ساکن الاصابع بالفعل حین ہو کاتب او لیس بساکن الاصابع دائماً
موجبہ جزئیہ وقتیہ	بعض القمر منخسف وقت الحیلولۃ لادائماً۔	ایضاً	کل قمر اما لیس بمنخسف بالامکان وقت الحیلولۃ او منخسف دائماً۔

سالبہ جزئیہ وقتیہ	بعض القمر لیس بمنخسف بالضرورۃ وقت التربیع لادائمًا۔	منفصلہ کلیہ مانعۃ الخلو	کل قمر امّا منخسف بالامکان وقت التربیع اولیس بمنخسف دائمًا۔
موجبہ جزئیہ منتشرہ	بعض الانسان متنفس بالضرورۃ وقتاً مّا لادائمًا	ایضاً	کل انسانٍ امّا لیس بمتنفس بالامکان دائمًا اومتنفس دائمًا۔
سالبہ جزئیہ منتشرہ	بعض الانسان لیس بمتنفس بالضرورۃ وقتًا مّا لادائمًا۔	ایضاً	کل انسانٍ امّا متنفس بالامکان دائمًا اولیس بمتنفس دائمًا
موجبہ جزئیہ وجودیہ لاضروریہ	بعضُ الانسان ضاحک بالفعل لابالضرورۃ۔	ایضاً	کل انسان امّا لیس بضاحک دائمًا اوضاحک بالضرورۃ۔
سالبہ جزئیہ وجودیہ لاضروریہ	بعض الانسان لیس بضاحک بالفعل لابالضرورۃ۔	ایضاً	کل انسانٍ امّا ضاحک دائمًا اولیس بضاحکٍ بالضرورۃ۔
موجبہ جزئیہ وجودیہ لادائمہ	بعض الانسان ضاحک بالفعل لادائمًا۔	ایضاً	کل انسان اما لیس بضاحک دائمًا او ضاحک دائمًا۔
سالبہ جزئیہ وجودیہ لادائمہ	بعض الانسان لیس بضاحک بالفعل لادائمًا	ایضاً	کل انسانٍ امّا ضاحک دائمًا او لیس بضاحک دائمًا۔

موجبہ جزئیہ ممکنہ خاصہ	بعض الانسان کاتبٌ بالامکان الخاص	منفصلہ مانعۃ الخلو	کُلُّ انسان امّا لیس بکاتب بالضرورۃ اوکاتب بالضرورۃ۔
سالبہ جزئیہ ممکنہ خاصہ	بعض الانسان لیس بکاتب بالامکان الخاص	ایضاً	کل انسان امّا کاتب بالضرورۃ اولیس بکاتب بالضرورۃ۔

م۔ **فَصْلٌ**۔ اَلعَکسُ المُستَوِیْ تَبدِیْلُ طَرَفَیِ القَضِیَّۃِ مَعَ بَقَاءِ الصِّدْقِ وَالْکَیْفِ +

ت۔ عکس مستوی قضیئے کے دونوں طرفوں کا بدل دینا ہے۔ صدق اور کیف کے باقی رہنے کے ساتھ۔

ش

عکس مستوی کا بیان

عکس مستوی (جس کو عکس مستقیم بھی کہتے ہیں) قضیئے کے دونوں طرفوں کی ترتیب بدل دینا ہے۔ اس طرح پر کہ صدق وکیف اپنے حال پر باقی رہیں۔

قضیئے کے دونوں طرفوں سے موضوع ومحمول اور مقدم وتالی مُراد ہیں۔

دونوں طرفوں کی ترتیب بدل دینے کے معنی یہ ہیں کہ اگر قضیہ حملیہ ہو تو موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنا دیں۔ اور اگر قضیہ شرطیہ ہو تو مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کردیں۔

صدق اپنے حال پر باقی رہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اصل قضیہ صادق ہو یا صادق مان لیا جائے تو ترتیب بدل دینے کے بعد جو نیا قضیہ پیدا ہو وہ بھی بلاتخصیص کسی مادے کے ضرور صادق ہو یا اس کو بھی ضرور صادق ماننا پڑے۔

کیف اپنے حال پر باقی رہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تو یہ نیا قضیہ بھی ضرور موجبہ ہو۔ اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو تو یہ نیا قضیہ بھی ضرور سالبہ ہو۔

ف۔ عکس مستوی اِس نئے قضیئے کو بھی کہتے ہیں جو تبدیل مذکور سے حاصل ہوتا ہے۔
بقائے صدق کی شرط سے تم نے یہ ضرور سمجھا ہوگا کہ عکس مستوی (وہی نیا قضیہ) اصل قضیہ کو ہر مادّے میں لازم ہوتا ہے۔ اب اتنا اور بھی سمجھ لو کہ جب اصل قضیہ کو کئی قضیئے لازم ہوں تو اُس وقت جو اُن میں سب سے اخص ہو وہی عکس مستوی کہلاتا ہے۔
کُلُّ انسانٍ حیوانٌ۔ یہ قضیہ حملیہ موجبہ صادقہ ہے جب اِس میں موضوع ومحمول کی ترتیب بقائے صدق وکیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی تو بعض الحیوان انسانٌ ہوا اس بدل دینے کو اسی طرح اِس دوسرے قضیئے کو عکس مستوی کہیں گے۔
کُلما کان الشئ انسانًا کان حیوانًا۔ یہ قضیہ شرطیہ موجبہ صادقہ ہے جب اسمیں مقدم وتالی کی ترتیب بقائے صدق وکیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی تو قد یکون اذا کان الشئ حیوانًا کان انسانًا ہوا اس بدل دینے کو اسی طرح اس دوسرے قضیئے کو عکس مستوی کہیں گے۔
کُلُّ انسانٍ حَجَرٌ یہ قضیہ حملیہ موجبہ کاذبہ ہے مگر جب اِس کو صادق مان لوگے تو اِس کے عکس بعض الحجر انسانٌ کو بھی ضرور صادق ماننا پڑیگا۔
لاشئ من الانسان بحَجَرٍ جب اِس میں موضوع ومحمول کی ترتیب بقائے صدق و کیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی تو دو قضیئے پیدا ہوئے ایک سالبہ کلیہ لاشئ من الحجر بانسانٍ۔ دوسرا سالبہ جزئیہ بعض الحجر لیس بانسانٍ چونکہ اِن دونوں لازمونمیں سالبہ کلیہ اخص ہے اسلیئے یہی سالبہ کلیہ عکس مستوی کہا جائے گا۔
ف۔ عکس مستوی میں بقائے کذب ضرور نہیں ہے ممکن ہے کہ اصل قضیہ کاذب ہو۔ اور اس کا عکس مستوی کاذب نہ ہو بلکہ صادق ہو۔
دیکھو کل حَیَوانٍ انسانٌ کاذب ہے۔ اور اِس کا عکس مستوی بعض الانسان حَیَوانٌ کاذب نہیں ہے بلکہ صادق ہے۔

م- وَالْمُوْجِبَةُ اِنَّمَا تَنْعَكِسُ جُزْئِيَّةً لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَحْمُوْلِ اَوِ التَّالِیْ

ت- اور موجبہ کا عکس جزئیہ آتا ہے کیونکہ جائز ہے کہ محمول یا تالی عام ہو۔

ش

محصورات اربع کے عکس کا بیان

موجبہ کلیہ ہو یا جزئیہ اُس کا عکس موجبہ جزئیہ ہے۔ پس یہاں تین دعوے ہیں۔

(۱) موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہے۔

(۳) موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں ہے۔

پہلے دونوں دعووں کا ثبوت۔

(۱) جب کُلُّ ج ب یا بعض ج ب صادق ہوگا تو ب ج کے کل افراد یا بعض افراد کو ثابت ہوگا۔ اور جب ب ج کے کل افراد یا بعض افراد کو ثابت ہوگا ب ج بعض افراد میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ اور جب ب ج بعض افراد میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے تو لامحالہ ج ب کے بعض افراد کو بھی ثابت ہوگا۔ اور جب ج ب کے بعض افراد کو ثابت ہوگا تو بعض ب ج صادق ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب کُلُّ ج ب یا بعض ج ب صادق ہوگا تو بعض ب ج ضرور صادق ہوگا۔

کلما اقلا یکون اذا کان الشئ ج کان ب کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

(۲) اگر موجبہ کلیہ یا جزئیہ صادق ہو اور اُس کا عکس موجبہ جزئیہ نہ صادق ہو تو موجبہ جزئیہ کا نقیض یعنی سالبہ کلیہ ضرور صادق ہوگا (کیونکہ ارتفاع النقیضین محال ہے)

لہ چونکہ موجبہ میں مصنفؒ نے قید نہیں لگائی ہے بلکہ مطلق چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اس سے موجبہ کلیہ و جزئیہ دونوں مراد لئے گئے اور چونکہ تعریف عکس میں بقائے کیف کی شرط ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ جزئیہ سے مراد موجبہ جزئیہ ہے ۱۲ منہ

اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملائینگے تو نتیجے میں سلب الشئی عن نفسہ لازم آئیگا۔ اور سلب الشئی عن نفسہ محال ہے اسلئے نتیجہ محال ہوگا۔ اِس کی مثال یہ ہے۔

کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ یا بعض الانسان حیوانٌ صادق ہے اگر اس کا عکس بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ نہ صادق ہوگا تو اِس کا نقیض لاشئیٔ من الحیوان بانسانٍ صادق ہوگا۔ اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملاکر شکل اول یوں ترتیب دینگے کل انسانٍ یا بعضُ الانسان حَیَوَانٌ لاشئیٔ من الحیوان بانسانٍ تو اس کا نتیجہ صورت اولیٰ میں لاشئیٔ من الانسان بانسانٍ اور صورت ثانیہ میں بعض الانسان لیس بانسانٍ ہوگا۔ اور اس نتیجے میں سلب الشئی عن نفسہ لازم آتا ہے۔ اور سلب الشئی عن نفسہ محال ہے اِس لئے یہ نتیجہ محال ہوگا۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ نتیجے کا محال اور کاذب ہونا تین ہی سببوں میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے۔ (۱) یا تو صغریٰ کاذب ہو۔ (۲) یا کبریٰ کاذب ہو۔ (۳) یا انتاج کی کوئی شرط فوت ہو۔ لیکن صغریٰ تو یہاں کاذب نہیں ہے کیونکہ وہ اصل قضیہ مفروض الصدق ہے۔ اور انتاج کی کوئی شرط بھی فوت نہیں ہے۔ کیونکہ شکل اول کے انتاج کی دونوں شرطیں ایجاب صغریٰ وکلیّت کبریٰ موجود ہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ کبریٰ ہی کاذب ہے۔ اور وہ عکس مطلوب کا نقیض ہے پس عکس مطلوب صادق ثابت ہوگیا۔ اور یہی ہم کو ثابت کرنا تھا۔

شرطیہ متصلہ کی مثال کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

ف ۔ اِس دوسری دلیل کا نام خلف[۱] ہے۔

تیسرے دعوے کا ثبوت ۔

اگر موجبہ کلیہ صادق ہو۔ اور اُس کا عکس بھی موجبہ کلیہ ہی صادق ہو تو ضرور ہے کہ یہ موجبہ کلیہ ہر مادّے میں صادق ہو کیونکہ عکس اصل قضیہ کو ہر مادّے میں لازم ہوتا ہے۔ حالانکہ جس مادّے

---

(۱) خلف اُس دلیل کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے مدعا کے نقیض کو باطل کرکے مدعا ثابت کریں ۱۲ منہ

میں اصل قضیئے کا محمول یا تالی اس کے موضوع یا مقدم سے اعم ہوتا ہے۔ وہاں عکس میں موجبہ کلیہ نہیں صادق ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں ہے۔
دیکھو کل انسان حیوان صادق ہے اور اس کا عکس کُلُّ حَیَوَانٍ اِنسَانٌ صادق نہیں ہے۔ اسی طرح کلما کان الشئ انسانًا کان حیوانًا صادق ہے۔ اور اس کا عکس کلما کان الشئ حیوانا کان انسانًا صادق نہیں ہے۔
ہمارے بیان سے تم کو معلوم ہو گیا کہ مصنفؒ کا قول لجواز عموم الخ صرف تیسرے دعوے کی دلیل ہے اور پہلے دونوں دعووں کی دلیلیں مصنف نے چھوڑ دی ہیں۔
م۔ وَالسَّالِبَةُ الْكُلِّيَّةُ تَنْعَكِسُ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَّاِلَّا لَزِمَ سَلْبُ الشَّئِ عَنْ نَفْسِہٖ۔
ت۔ اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہے ورنہ شئے کا اپنی ذات سے مسلوب ہونا لازم آئیگا۔
ش۔ یہاں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہے۔
یہ دعویٰ دو دلیلوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔
(۱) دلیل خلف یعنی اگر سالبہ کلیہ صادق ہو اور اس کا عکس سالبہ کلیہ نہ صادق ہو تو اُس کا نقیض موجبہ جزئیہ صادق ہو گا۔ اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملائینگے تو نتیجے میں سلب الشئ عن نفسہ لازم آئے گا۔ اور سلب الشئ عن نفسہ محال ہے۔ اس لئے نتیجہ محال ہو گا مثلاً لاشئ من الانسان بحجرٍ صادق ہے۔ اگر اس کا عکس لاشئ من الحجر بانسانٍ نہ صادق ہو گا تو اس کا نقیض بعض الحجر انسانٌ صادق ہو گا۔ اب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول یوں ترتیب دینگے۔ بعض الحجر انسانٌ ولاشئ من الانسان بحجر۔ اس کا نتیجہ بعض الحجر لیس بحجر ہو گا۔ اور یہ نتیجہ محال ہے۔ کیونکہ اس میں سلب الشئ عن نفسہ لازم آتا ہے۔
اب ہم یہ کہتے ہیں کہ نتیجے کا محال اور کاذب ہونا الخ
سالبہ کلیہ شرطیہ متصلہ کی مثال کو اسی قیاس پر سمجھ لو۔
(۲) طریق العکس۔ اس کی تقریر یوں ہے کہ اگر سالبہ کلیہ صادق ہو اور اس کا عکس سالبہ کلیہ

نہ صادق ہو تو اس کا نقیض صادق ہوگا۔ اور جب اُس کا نقیض صادق ہوگا تو نقیض کا عکس بھی صادق ہوگا (کیونکہ عکس اصل کو لازم ہوتا ہے۔) اور جب نقیض کا عکس صادق ہوگا تو اصل کا کاذب ہونا لازم آئے گا لیکن اصل تو مفروض الصّدق ہے پس لامحالہ نقیض ہی کاذب ہوگا اور جب نقیض کاذب ہوگا تو عکس مطلوب صادق ہوگا۔

مثلاً لاشیئ من الانسان بحجر صادق ہے۔ اگر اس کا عکس لاشیئ من الحجر بانسانٍ نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض بعض الحجر انسانٌ صادق ہوگا۔ اور جب یہ نقیض صادق ہوگا تو اس نقیض کا عکس بعض الانسان حجرٌ بھی صادق ہوگا۔ اور جب بعض الانسان حجرٌ صادق ہوگا تو اصل یعنی لاشیئ من الانسان بحجرٍ کاذب ہوجائے گا کیونکہ دونوں میں تنافی بلکہ تناقض ہے لیکن اصل تو مفروض الصّدق ہے اسلئے نقیض ہی کاذب ٹھہرا۔ اور جب نقیض کاذب ٹھہرا تو عکس مطلوب یعنی لاشیئ من الحجر بانسانٍ صادق ثابت ہوگیا۔ اور یہی ہم کو ثابت کرنا تھا۔

سالبہ کلیہ شرطیہ متصلہ کی مثال بھی اسی طریق سے سمجھ لو۔

م۔ وَالْجُزْئِيَّةُ لَا تَنْعَكِسُ اَصْلًا لِجَوَازِ عُمُوْمِ الْمَوْضُوْعِ اَوِ الْمُقَدَّمِ۔

ت۔ اور (سالبہ) جزئیہ کا عکس کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ موضوع یا مقدم عام ہو۔

ش۔ سالبہ[۵۱] جزئیہ کا کچھ بھی عکس نہیں ہے نہ سالبہ کلیہ نہ سالبہ جزئیہ۔

اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ اگر سالبہ جزئیہ صادق ہو اور اس کا عکس سالبہ کلیہ یا سالبہ جزئیہ صادق ہو تو ضرور ہے کہ یہ عکس ہر مادے میں صادق ہو کیونکہ عکس اصل کو ہر مادے میں لازم ہوتا ہے۔ حالانکہ جس مادے میں اصل کا موضوع یا مقدم محمول یا تالی سے اعم ہوتا ہے وہاں عکس میں نہ سالبہ کلیہ[۵۲] صادق ہوتا ہے نہ سالبہ جزئیہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سالبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس نہیں ہے۔

---

۵۱ چونکہ موجبہ جزئیہ کا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ اِس لئے معلوم ہوا کہ جزئیہ سے یہاں سالبہ جزئیہ مُراد ہے ۱۲ منہ

۵۲ ہاں اگر سالبہ جزئیہ خاصتین میں سے ہو تو اس کا عکس سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ ہے۔ جیسا کہ عکس النقیض کی آخر بحث میں معلوم ہوگا۔ ۱۲ منہ

دیکھو بعض الحیوان لیس بانسانٍ صادق ہے۔ اور اُس کے عکس میں نہ لاشیئ من الانسان بحیوانٍ صادق ہے نہ بعض الانسان لیس بحیوانٍ۔

اِسی طرح قد لایکُونُ اذا کان الشئ حیوانًا کان انسانًا صادق ہے۔ اور اُس کے عکس میں نہ لیس البتۃ اذا کان الشئ انسانًا کان حیوانًا صادق ہے۔ نہ قد لایکون اذا کان الشئ انسانًا کان حیوانًا

ف منفصلات[1] کے عکس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اسلئے اسکا عکس بھی کچھ نہیں آتا۔

نقشۂ ذیل دیکھو:-

عکس محصورات حملیہ و شرطیہ

نام اصل	مثال	نام عکس	مثال
موجبہ کلیہ حملیہ	کل انسانٍ حیوانٌ۔	موجبہ جزئیہ حملیہ	بعض الحیوانِ انسانٌ۔
موجبہ جزئیہ حملیہ	بعض الانسان حیوانٌ۔	ایضاً	″ ″
سالبہ کلیہ حملیہ	لاشئ من الانسانِ بحجرٍ۔	سالبہ کلیہ حملیہ	لاشیئ من الحجر بانسانٍ۔
موجبہ کلیہ متصلہ	کلما کانت الشمسُ طالعةً کان النهارُ موجُودًا۔	موجبہ جزئیہ متصلہ	قد یکون اذا کان النهارُ موجودًا کانت الشمسُ طالعةً
موجبہ جزئیہ متصلہ	قد یکون اذا کانت الشمسُ طالعۃ کان النهار موجودًا۔	ایضاً	″ ″
سالبہ کلیہ متصلہ	لیس البتۃ اذا کانت الشمسُ طالعہ کان اللیلُ موجودًا۔	سالبہ کلیہ متصلہ	لیس البتہ اذا کان اللیلُ موجودًا کانت الشمسُ طالعةً۔

[1] کیونکہ منفصلات کے مقدم و تالی بحسب المعنی باخود ہا متمائز نہیں ہیں جیسا کہ سابق میں معلوم ہوا ۱۲ منہ

م- وَاَمَّا بِحَسْبِ الْجِهَةِ فَمِنَ الْمُوْجِبَاتِ تَنْعَكِسُ الدَّائِمَتَانِ وَالْعَامَّتَانِ حِيْنِيَّةً مُّطْلَقَةً وَّالْخَاصَّتَانِ حِيْنِيَّةً مُّطْلَقَةً لَّادَائِمَةً وَالْوَقْتِيَّتَانِ وَالْوُجُوْدِيَّتَانِ وَالْمُطْلَقَةُ الْعَامَّةُ مُطْلَقَةً عَامَّةً +

ت- اور لیکن جہت کے اعتبار سے پس موجبات سے دائمتین اور عامتین کا عکس حینیہ مطلقہ ہے- اور خاصتین کا عکس حینیہ مطلقہ لادائمہ اور وقتیتین اور وجودیتین اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ-

ش

موجہات موجبہ کے عکس کا بیان

موجہات کی تعداد حسب تصریح سابق پندرہ ہے لیکن چونکہ وقتیہ مطلقہ و منتشرہ مطلقہ غیر مشہور ہیں اس لئے وہ شمار سے خارج کر دیئے گئے- اب باقی کل تیرہ موجہات رہ گئے- انہیں کے احکام اس رسالے میں مذکور ہوں گے- چونکہ ایجاب سلب سے اشرف ہے- اس لئے پہلے موجہات موجبہ کے عکس کا بیان کیا جاتا ہے-

موجہات موجبہ میں سے دائمتین اور عامتین کا عکس حینیہ مطلقہ ہے- اس کا ثبوت دلیل خلف سے ہے- دائمتین کی مثال[۱]-

کل انسانٍ حیوانٌ بالضرورۃ یا دائماً صادق ہے- اگر اس کا عکس بعضُ الحیوانِ انسانٌ بالفعل حین ھو حیوان- نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض لا شیٔ من الحیوانِ بانسان دائماً ما دام حیواناً صادق ہوگا- اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول یوں ترتیب دینگے کل انسان حیوان بالضرورۃ یا دائماً ولا شیٔ من الحیوان بانسانٍ دائماً ما دام حیواناً تو نتیجہ لا شیٔ من الانسان بانسانٍ

[۱] یہ موجبہ کلیہ کی مثال ہے- موجبہ جزئیہ کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے- ۱۲ منہ

بالضرورۃ یا دائماً ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔ الخ

عامتین کی مثال[1]۔

کُلُّ کاتبٍ متحرک الاصابع بالضرورۃ یا دائماً مادام کاتباً صادق ہے اگر اس کا عکس بعض متحرک الاصابع کاتبٌ بالفعل حین ھو متحرک الاصابع نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض لاشئی من متحرک الاصابع بکاتبٍ دائماً مادام متحرک الاصابع صادق ہوگا۔ اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملاکر شکل اول یوں ترتیب دینگے کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ یا دائماً مادام کاتباً ولاشئی من متحرک الاصابع بکاتبٍ دائماً مادام متحرک الاصابع تو نتیجہ لاشئی من الکاتب بکاتبٍ بالضرورۃ یا دائماً مادام کاتباً ہوگا اور یہ محال ہے الخ۔

موجہات موجبہ میں سے خاصتین کا عکس حینیہ مطلقہ لادائمہ ہے۔

اس کا ثبوت بھی دلیل خلف سے ہے اس کی تشریح سنو۔

خاصتین کا عکس حینیہ مطلقہ اس وجہ سے ہے کہ جب خاصتین صادق ہونگے خاصتین عامتین ضرور صادق ہوں گے (کیونکہ خاصتیں عامتین سے اخص ہیں جیسا کہ بحث موجہات میں معلوم ہوا) اور جب عامتین صادق ہوں گے تو ان کے عکس میں حینیہ مطلقہ ضرور صادق ہوگا۔ (جیسا کہ ابھی ثابت ہوچکا۔) پس جب خاصتین صادق ہونگے تو حینیہ مطلقہ ضرور صادق ہوگا۔ لادوام کا ثبوت یہ ہے کہ اگر لادوام نہ صادق ہوگا تو اُس کا نقیض صادق ہوگا اس نقیض کو اصل کے جزء اول کے ساتھ ملاکر شکل اول ترتیب دینگے پھر اُس کے نتیجے کو نکال کر محفوظ رکھیں گے۔ پھر اسی نقیض کو اصل کے جزء ثانی کے ساتھ ملاکر شکل اوّل ترتیب دینگے تو اسکا نتیجہ نتیجہ سابقہ کے منافی ہوگا پس اجتماع المتنافیین لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے۔

مثلاً کُلُّ کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ او دائماً مادام کاتباً لادائماً

---

[1] یہ موجبہ کلیہ کی مثال ہے۔ موجبہ جزئیہ کو بھی اسی قیاس پر سمجھ لینا چاہیے ۱۲ منہ

(یعنی لاشئی من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل) صادق ہے تو اس کا عکس بعض متحرک الاصابع کاتبٌ بالفعل حین ھو متحرک الاصابع لادائمًا (یعنی بعض متحرک الاصابع لیس بکاتبٍ بالفعل) ضرور صادق ہوگا۔ عکس کے جزء اوّل یعنی حینیہ مطلقہ کا ثبوت تو ظاہر ہے عکس کے جزء ثانی یعنی بعض متحرک الاصابع لیس بکاتب بالفعل ثبوت یہ ہے کہ اگر یہ نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض یعنی کل متحرک الاصابع کاتبٌ دائمًا صادق ہوگا۔ اِس کو اصل کے جزء اوّل کے ساتھ ملاکر شکل اوّل یوں ترتیب دینگے۔ کل متحرک الاصابع کاتبٌ دائمًا وکل کاتبٍ متحرک الاصابع بالضرورۃ اودائمًا مادام کاتبًا اس کا نتیجہ متحرک الاصابع متحرک الاصابع دائمًا ہوگا۔ پھر اِسی نقیض کو اصل کے جزء ثانی کے ساتھ ملاکر شکل اوّل یوں ترتیب دینگے کل متحرک الاصابع کاتبٌ دائمًا ولاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل اس کا نتیجہ لاشئی من متحرک الاصابع بمتحرک الاصابع بالفعل ہوگا اور یہ نتیجہ سابقہ کے منافی ہے پس اجتماع المتنافیین لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے الخ۔

ف۔ لادوام عکس کی یہ دلیل صرف اُس وقت جاری ہوگی جب اصل موجبہ کلیہ ہو اسلئے کہ اگر اصل موجبہ جزئیہ ہوگا تو وہ شکل اوّل کا کبریٰ نہیں بن سکتا۔ اسی وجہ سے موجبہ جزئیہ کے عکس کے لئے دوسری دلیل کی حاجت ہے اور وہ دلیل افتراض ہے۔ مگر چونکہ اُسمیں کسی قدر پیچیدگی ہے۔ اِس لئے ہم یہاں اس کے ذکر سے سکوت کرتے ہیں۔

موجّہات موجبہ میں سے وقتیتین اور وجودیتین اور مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہے۔ اس کا ثبوت بھی دلیل خلف سے ہے۔

مثلاً کُلّ ج ب بالضرورۃ فی وقتٍ معینٍ لادائمًا وبالضرورۃ فی وقت مّا لادائمًا اَوبالفعل لابالضرورۃ اَوبالفعل لادائمًا اَوبالفعل صادق ہے اگر

لہ موجبہ جزئیہ کو اسی روش پر خیال کرلینا چاہیئے۔ ۱۲ منہ

اِس کا عکس بعض ب ج بالفعل نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض لاشئ من ب ج دائمًا صادق ہوگا اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملا کر شکل اوّل یوں ترتیب دینگے کل ج ب بالضرورۃ فی وقتٍ معین الخ و لاشئ من ب ج دائمًا تو نتیجہ لاشئ من ج ج دائمًا ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔ الخ

م۔ وَلَا عَکْسَ لِلْمُمْکِنَتَیْنِ +

ت۔ اور ممکنتین کا کچھ بھی عکس نہیں ہے۔

ش۔ موجہات موجبہ میں سے شیخ بو علی سینا کے مذہب پر ممکنتین کا کچھ بھی عکس نہیں ہے اور ابونصر فارابی کے نزدیک ممکنتین کنفسہما منعکس ہوتے ہیں چونکہ ممکنہ خاصہ دو ممکنہ عامہ کے مجموع کا نام ہے۔ اور اسی سبب سے ممکنہ عامہ کے عکس یا عدم عکس کے ثبوت دینے سے ممکنہ خاصہ کے عکس یا عدم عکس کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم ممکنہ عامہ کے عکس و عدم عکس کا ثبوت ہر ایک کے مذہب کے موافق بیان کرتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے اس امر کا بیان کر دینا ضرور ہے کہ شیخ کے نزدیک وصف موضوع ذات موضوع پر بالفعل صادق ہوتا ہے۔ اور فارابی کے نزدیک بالامکان۔

کُل ج ب کے معنی شیخ کے نزدیک یہ ہیں کہ وہ ذات جس پر وصف ج بالفعل صادق ہے۔ ب ہے اور فارابی کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ذات جس پر وصف ج بالامکان صادق ہے ب ہے۔

کُلُّ اَسْوَدَ کَاتِبٌ میں شیخ کے نزدیک رومیوں کو حکم شامل نہیں ہے کیونکہ اُن پر وصف اسود بالفعل نہیں صادق ہے۔ اور فارابی کے نزدیک رومیوں کو بھی حکم شامل ہے کیونکہ اُن پر وصف اسود بالامکان صادق ہے۔ اگرچہ وہ اسود بالفعل نہیں ہے۔ کُلُّ ج ب یا بعض ج ب بالامکان کا عکس فارابی کے نزدیک بعض ب ج بالامکان ہے۔ کیونکہ اصل قضیہ کے معنی یہ ہیں کہ جس پر ج بالامکان صادق ہے وہ ب بالامکان ہے

اور ظاہر ہے کہ اس وقت یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ وہ بعض جس پر ب بالامکان صادق ہو۔ ج بالامکان ہے شیخ کے نزدیک ممکنہ عامہ کا عکس ممکنہ عامہ نہیں ہے اور چونکہ ممکنہ عامہ باقی قضایائے موجبہ سے اعم ہے۔ اس لئے جب ممکنہ عامہ عکس میں نہ صادق ہوا تو اور کوئی قضیہ موجبہ بھی نہ صادق ہوگا۔ کیونکہ نفی اعم مستلزم نفی اخص ہے۔ غرض یہ کہ شیخ کے نزدیک ممکنہ عامہ کا کچھ بھی عکس نہیں ہے۔

کل ج ب یا بعض ج ب بالامکان کے صادق ہونے سے شیخ کے نزدیک بعض ب ج بالامکان کا صادق ہونا ضرور نہیں ہے۔ فرض کرو کہ زید کا حمار پر سوار ہونا ممکن ہے۔ مگر وہ بالفعل فرس پر سوار ہوتا ہے۔ اُس وقت یہ قضیہ کل حمارٍ (بالفعل) مرکوبُ زیدٍ بالامکان صادق ہے۔ حالانکہ اس کا عکس بعض مرکوب زیدٍ (بالفعل) حمارٌ بالامکان صادق نہیں ہے۔

چونکہ مذہب شیخ عرف ولغت کے موافق ہے اس لئے مصنف رحمہ اللہ نے اسی مذہب کو اختیار کر کے یہ کہدیا کہ ممکنتین کا عکس کچھ بھی نہیں ہے۔

م۔ وَمِنَ السَّوَالِبِ تَنْعَكِسُ الدَّائِمَتَانِ دَائِمَةً مُّطْلَقَةً وَّالْعَامَّتَانِ عُرْفِيَّةً عَامَّةً وَّالْخَاصَّتَانِ عُرْفِيَّةً لَّادَائِمَةً فِي الْبَعْضِ +

ت۔ اور سوالب سے دائمتین کا عکس دائمہ مطلقہ ہے۔ اور عامتین کا عکس عرفیہ عامہ اور خاصتین کا عکس عرفیہ لادائمہ فی البعض۔

ش

موجہات سالبہ کے عکس کا بیان

موجہات سالبہ میں سے دائمتین کا عکس دائمہ مطلقہ ہے۔
اس کا ثبوت دلیل خلف اور طریق العکس سے ہے۔

مثلاً جب لاشئَ من الانسان بحجر بالضرورۃ او دائماً صادق ہوگا تو اس کا عکس لاشئَ من الحجر بانسانٍ دائماً ضرور صادق ہوگا۔ ورنہ اس کا نقیض بعض الحجر انسان بالفعل صادق ہوگا۔ اور جب اِس نقیض کو اصل کے ساتھ ملاکر شکل اوّل ترتیب دینگے تو نتیجہ بعض الحجر لیس بحجر بالضرورۃ او دائماً ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔ الخ

اور طریق العکس میں یوں کہیں گے کہ جب یہ نقیض صادق ہوگا تو نقیض کا عکس بعض الانسانِ حجرٌ بالفعل بھی صادق ہوگا۔ اور جب بعض الانسان حجرٌ بالفعل صادق ہوگا تو اصل کا کاذب ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ دونوں میں تناقض ہے الخ۔

موجّہات سالبہ میں سے عامتین کا عکس عرفیہ عامہ ہے۔

مثلاً جب لاشئَ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ او دائماً مادام کاتبًا صادق ہوگا تو اس کا عکس لاشئی من ساکن الاصابع بکاتب دائماً مادام ساکن الاصابع ضرور صادق ہوگا۔ ورنہ اس کا نقیض بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل حینَ ھو ساکنُ الاصابع صادق ہوگا۔ الخ

موجّہات سالبہ میں سے خاصتین کا عکس عرفیہ عامہ لادائمہ فی البعض ہے۔ (لادائمہ فی البعض سے موجبہ جزئیہ مطلقہ عامہ مُراد ہے۔)

خاصتین کا عکس عرفیہ عامہ اس وجہ سے ہے کہ جب خاصتین صادق ہوں گے تو عامتین ضرور صادق ہوں گے (کیونکہ خاصتین عامتین سے اخص ہیں) اور جب عامتین صادق ہوں گے تو اُن کے عکس میں عرفیہ عامہ ضرور صادق ہوگا (جیسا کہ ابھی معلوم ہوچکا) اس لئے ثابت ہوا کہ جب خاصتین صادق ہوں گے تو عرفیہ عامہ ضرور صادق ہوگا۔

لادوام فی البعض کا ثبوت یہ ہے کہ اگر لادوام فی البعض نہ صادق ہوگا اس کا نقیض صادق ہوگا۔ اور جب اس نقیض کو اصل کے جزء ثانی کے ساتھ ملاکر شکل اوّل ترتیب دینگے تو نتیجہ محال نکلے گا۔

مثلاً جب لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ اور دائماً مادام کاتباً لا دائماً صادق ہوگا تو اس کا عکس لا شئ من ساکن الاصابع بکاتب دائماً مادام ساکن الاصابع لا دائماً فی البعض ضرور صادق ہوگا عکس کے جزء اول یعنی عرفیہ عامہ کا ثبوت تو ظاہر ہے عکس کے جزء ثانی یعنی بعض ساکن الاصابع کاتبٌ بالفعل کا ثبوت یہ ہے کہ اگر یہ نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض یعنی لا شئ من ساکن الاصابع بکاتب دائماً صادق ہوگا۔ اور جب اس نقیض کو لادوام اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول یوں ترتیب دینگے کل کاتب ساکن الاصابع بالفعل ولا شئ من ساکن الاصابع بکاتب دائماً تو نتیجہ لا شئ من الکاتب بکاتب دائماً ہوگا۔ اور یہ محال ہے الخ۔

ف۔ خاصتین کا عکس عرفیہ عامہ لا دائمہ فی الکل یعنی عرفیہ خاصہ اس وجہ سے نہ ہوا کہ مثال مذکور میں کلُّ ساکن الاصابع کاتبٌ بالفعل کاذب ہے کیونکہ ساکن الاصابع میں طیور وغیرہ بھی داخل ہیں۔ حالانکہ وہ کبھی کاتب نہیں ہیں۔

م۔ وَالْبَیَانُ فِی الْکُلِّ اَنَّ نَقِیْضَ الْعَکْسِ مَعَ الْاَصْلِ یُنْتِجُ الْمُحَالَ ❖

ت۔ اور سب میں دلیل یہ ہے کہ عکس کا نقیض اصل کے ساتھ نتیجہ محال دیتا ہے۔

ش۔ عکس کے متعلق جتنے دعوے اوپر کئے گئے ہیں اُن سب کا ثبوت دلیل خلف سے ہے۔ دلیل خلف سے یہاں یہ مراد ہے کہ عکس کے نقیض کو اصل کے ساتھ ملائیں تاکہ نتیجہ محال پیدا ہو۔

ف۔ مصنّف قدس سرہٗ نے اثبات عکس میں صرف دلیل خلف پر اکتفا فرمائی ہے۔ مگر اہل منطق کا دستور ہے کہ وہ اس مقام میں تین دلیلیں ذکر کرتے ہیں۔ خلف۔ افتراض۔ طریق العکس۔ دلیل خلف محصورات[1] ثلثہ حملیہ و شرطیہ و تمام موجہات موجبہ و سالبہ میں جاری ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی تشریح سے تم بخوبی واقف ہو چکے۔

دلیل افتراض صرف[2] موجبات حملیہ موجہہ و غیر موجہہ اور سوالب مرکبہ میں جاری ہوتی ہے۔

[1] یعنی موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ و سالبہ کلیہ ۱۲ منہ [2] کیونکہ دلیل افتراض کے لئے وجود موضوع ضرور ہے ۱۲ منہ

سوالب حملیہ غیر موجبہ اور سوالب بسیطہ اور شرطیات موجبہ و سالبہ میں جاری نہیں ہوتی۔ متعلم کے آسانی کے لئے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا گیا۔ البتہ اس کا تھوڑا سا بیان عکس النقیض کی آخر بحث میں آئے گا۔

طریق العکس (یعنی عکس کے نقیض کے عکس کو اصل کے ساتھ ملانا تاکہ نتیجہ محال پیدا ہو۔) یہ دلیل بھی خلف کی طرح سب میں جاری ہے یہیں نے لزوم دور سے احتراز کے لئے صرف سوالب میں اس کو جاری کیا ہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ طریق العکس سے عکس موجبات کا ثبوت عکس سوالب پر اور عکس سوالب کا ثبوت عکس موجبات پر موقوف ہے۔ چونکہ مصنّف قدس سرہٗ نے عکس موجبات کو عکس سوالب سے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ یہ دلیل صرف عکس سوالب میں جاری کی جائے۔ تاکہ دور نہ لازم آئے۔

م۔ ولا عکس للبواقی بالنّقضِ ٭

ت۔ اور باقی سوالب کا کچھ عکس نہیں ہے نقض کے سبب سے۔

ش۔ باقی موجّہات سالبہ یعنی وقتیتین۔ وجودیتین۔ ممکنتین۔ مطلقہ عامّہ۔ ان کا کچھ بھی عکس نہیں ہے نقض کے سبب سے۔

نقض سے مراد یہ ہے کہ اصل کسی مادّے میں صادق ہو اور اس کا عکس نہ صادق ہو پس جب عکس کسی مادّے میں نہ صادق ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ عکس نہیں ہے کیونکہ عکس اصل قضیہ کو لازم ہوتا ہے۔ اُس کو ہر مادّے میں صادق ہونا چاہئے۔

نقض کی تقریر یہ ہے کہ اِن ساتوں قضایا میں سب سے اخص وقتیہ ہے۔ اور اُس کا عکس بعض مادّے میں صادق نہیں ہے پس جب اخص منعکس نہ ہوا تو ضرور ہے کہ اعم بھی منعکس نہ ہو ورنہ محال (یعنی انعکاس اخص) لازم آئے گا کیونکہ عکس اعم اعم کو لازم ہوگا۔ اور اعم اخص کو لازم ہے۔ اور لازم کا لازم بھی لازم ہے پس عکس اخص کو بھی لازم ہوگا۔ اور یہ محال ہے۔

بیان اِس بات کا کہ وقتیہ کا عکس بعض مادّے میں صادق نہیں ہے یہ ہے کہ لا شی من القمر بمنخسف وقت التربیع لا دائماً صادق ہے حالانکہ اس کا عکس بعض المنخسف لیس بقمرٍ بالامکان العام صادق نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا نقیض کُلُّ منخسفٍ قمرٌ بالضرورۃ صادق ہے۔

عکس میں سالبہ جزئیہ ممکنہ عامہ اِس لئے اختیار کیا گیا کہ سالبہ جزئیہ سالبہ کلیّہ سے اور ممکنہ عامہ باقی موجہات سے اعم ہے۔ پس جب اعم نہ صادق ہوا تو اخص بھی نہ صادق ہوگا۔ کیونکہ نفی اعم مستلزم نفی اخص ہے۔

ضابطہ عکس موجّہات موجبہ کلیہ وجزئیہ کا یہ ہے کہ جس مادّے میں اطلاق عام نہیں صادق ہو وہاں عکس نہیں آتا۔ اور وہ مادّہ ممکنتین کا ہے۔ اور مادہٗ اطلاق عام میں اگر دوام وصفی نہیں صادق ہے تو وہاں موجبہ جزئیہ مطلقہ عامہ عکس آتا ہے اور یہ پانچ قضایا میں ہے۔ وقتیتین۔ وجودیتین۔ مطلقہ عامہ۔ اور اگر دوام وصفی بھی صادق ہے تو اگر لا دوام کی قید نہیں ہے تو موجبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ عکس آتا ہے۔ اور یہ چار قضایا میں ہے دائمتین۔ عامتین اور اگر لا دوام کی قید ہے تو موجبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ لا دائمہ عکس آتا ہے۔ اور یہ خاصتین میں ہے۔

ضابطہ عکس موجّہات سالبہ کلیہ[1] کا یہ ہے کہ جس مادّے میں دوام وصفی نہیں صادق ہے وہاں عکس نہیں آتا۔ اور وہ مادّہ وقتیتین و وجودیتین و ممکنتین و مطلقہ عامہ کا ہے۔ اور مادّہ دوام وصفی میں اگر دوام ذاتی بھی صادق ہے تو وہاں سالبہ کلیہ دائمہ مطلقہ عکس آتا ہے۔ اور وہ مادّہ دائمتین کا ہے۔ اور اگر دوام ذاتی نہیں صادق ہے تو اگر لا دوام کی قید نہیں ہے تو سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ عکس آتا ہے۔ اور وہ مادّہ عامتین کا ہے۔ اور اگر لا دوام کی قید ہے تو سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ مع قید لا دوام فی البعض عکس آتا ہے۔ اور وہ مادّہ خاصتین کا ہے۔

---

[1] سالبہ کلیہ کی قید اس لئے ہے کہ موجہات سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا باستثنائے خاصتین اور مصنف رح نے یہاں اس کے ذکر سے سکوت کیا ہے ۱۲ منہ

ش

عکس موجّہات موجبہ کلیّہ وجزئیّہ

نام اصل	مثال	نام عکس	مثال
ضروریہ مطلقہ	کل انسان او بعض الانسان حیوانٌ بالضرورۃ۔	موجبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ	بعضُ الحیوان انسانٌ بالفعل حین ھو حیوانٌ۔
دائمہ مطلقہ	کل انسانٍ او بعض الانسان حیوانٌ دائمًا	//	// //
مشروطہ عامہ	کل انسان او بعض الانسان حیوانٌ بالضرورۃ ما دام انسانًا	//	// //
عرفیہ عامہ	کل انسان او بعض الانسان حیوان دائمًا ما دام انسانًا۔	//	// //
مشروطہ خاصہ	کل کاتبٍ او بعض الکاتب متحرکُ الاصابع بالضرورۃ ما دام کاتبًا لادائمًا۔	موجبہ جزئیہ حینیہ مطلقہ لادائمہ	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرك الاصابع لادائمًا
عرفیہ خاصہ	کل کاتبٍ او بعض الکاتب متحرکُ الاصابع دائمًا ما دام کاتبًا لادائمًا	//	بعض متحرك الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرك الاصابع لادائمًا
وقتیہ	کل قمرٍ او بعض القمر منخسفٌ بالضرورۃ وقت الحیلولۃ لادائمًا	موجبہ جزئیہ مطلقہ عامہ	بعض المنخسفِ قمرٌ بالفعل۔
منتشرہ	کل انسانٍ او بعض الانسان متنفس بالضرورۃ وقتًا ما لادائمًا	//	بعض المتنفس انسان بالفعل۔
وجودیہ لاضروریہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحك بالفعل لا بالضرورۃ۔	//	بعض الضاحك انسان بالفعل

وجودیہ لادائمہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحک بالفعل لادائمًا۔	موجبہ جزئیہ مطلقہ عامہ	بعض الضاحک انسان بالفعل
مطلقہ عامہ	کل انسان او بعض الانسان ضاحک بالفعل۔	"	" "

عکس موجّہاتِ سالبہ کلیّہ

نام اصل	مثال	نام عکس	مثال
ضروریہ مطلقہ	لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ	سالبہ کلیہ دائمہ مطلقہ	لاشئ من الحجر بانسان دائمًا
دائمہ مطلقہ	لاشئ من الانسان بحجر دائمًا	"	لاشئ من الحجر بانسان دائمًا
مشروطہ عامہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبًا۔	سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب دائمًا مادام ساکن الاصابع۔
عرفیہ عامہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع دائمًا مادام کاتبًا۔	"	" "
مشروطہ خاصہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبًا لادائمًا۔	سالبہ کلیہ عرفیہ لادائمہ فی البعض	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب دائمًا مادام ساکن الاصابع لادائمًا فی البعض
عرفیہ خاصہ	لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع دائمًا مادام کاتبًا لادائمًا۔	"	" "

م۔ **فصلٌ** عَکسُ النَّقِیضِ تَبدِیلُ نَقِیضَیِ الطَّرفَینِ مَعَ بَقَاءِ الصِّدقِ وَالکَیفِ اَو جَعلُ نَقِیضِ الثَّانِی اَوَّلًا مَعَ مُخَالَفَۃِ الکَیفِ +

ت۔ عکس النقیض دونوں طرفوں کے نقیضوں کا بدل دینا ہے۔ صدق اور کیف کے باقی

رہنے کے ساتھ۔ یا دوسری طرف کے نقیض کو اوّل کر دینا ہی کیف کی مخالفت کے ساتھ۔

ش

عکسُ النقیض کا بیان

عکس النقیض قضیئے کے دونوں طرفوں کے نقیضوں کی ترتیب بدل دینا ہے۔ اس طرح پر کہ صدق وکیف اپنے حال پر باقی رہیں۔ (اس ترتیب کے بدل دینے سے جو نیا قضیّہ حاصل ہوتا ہے اُس کو بھی عکسُ النقیض کہتے ہیں۔)

دونوں طرفوں کے نقیضوں کی ترتیب بدل دینے کے یہ معنی ہیں کہ اگر قضیہ حملیہ ہو تو نقیض موضوع کو محمول اور نقیض محمول کو موضوع بنا دیں۔ اور اگر قضیہ شرطیہ ہو تو نقیض مقدم کو تالی اور نقیض تالی کو مقدم کر دیں۔

صدق وکیف اپنے حال پر باقی رہیں۔ اِس کے وہی معنی ہیں جو عکس مستقیم کی تعریف کی شرح میں بیان ہو چکے۔

بقاء صدق کی شرط سے یہاں بھی یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ عکس النقیض (وہی نیا قضیہ) اصل قضیہ کو ہر مادّے میں لازم ہوتا ہے۔ اگر جب اصل کو کئی قضیئے لازم ہوں تو اُس وقت جو اُن میں سب سے اخص ہوگا وہی عکس النقیض کہلائے گا۔ لا شئی من الانسان بحجر یہ قضیہ حملیہ سالبہ صادقہ ہے۔ جب اِس میں نقیض موضوع و نقیض محمول (یعنی لاانسان ولاحجر) کی ترتیب بقاء صدق وکیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی تو بعض اللّاحجر لیس بلاانسان ہوا۔ اس تبدیل کو اور اسی طرح اِس دوسرے قضیئے کو کو عکسُ النقیض کہیں گے۔

لیس البتة اذا کان الشئی انسانا کان حجرًا یہ قضیہ شرطیہ سالبہ صادقہ ہے۔ جب اِس میں نقیض مقدم و نقیض تالی کی ترتیب بقاء صدق وکیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی

تو قد لایکون اذا لم یکن الشئ حجرا لم یکن انسانًا ہوا۔ اِس تبدیل کو اسی طرح اس دوسرے قضیئے کو عکس النقیض کہیں گے۔

لاشئ من الانسان بناطق یہ قضیہ حملیہ موجبہ کاذبہ ہے۔ مگر جب اِس کو صادق مان لو گے تو اِس کے عکس النقیض بعض اللاناطق لیس بلاانسان کو بھی ضرور صادق ماننا پڑے گا۔

کُلّ انسانٍ حیوانٌ۔ جب اِس میں نقیض موضوع و نقیض محمول کی ترتیب بقار صدق و کیف کے لحاظ کے ساتھ بدل دی تو دو قضیئے پیدا ہوئے ایک موجبہ کلیہ کل لاحیوانٍ لا انسانٌ۔ دوسرا موجبہ جزئیہ بعض اللاحیوان لا انسان چونکہ ان دونوں لازموں میں موجبہ کلیہ اخص ہے۔ اسلئے یہی موجبہ کلیہ عکس النقیض کہا جائے گا۔

ف۔ عکس النقیض میں بھی بقار کذب ضرور نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اصل قضیہ کاذب ہو اور اُس کا عکس النقیض کاذب نہ ہو بلکہ صادق ہو۔

دیکھو لاشئ من الحیوان بانسان کاذب ہے۔ اور اس کا عکس النقیض بعض اللاانسان لیس بلاحیوانٍ کاذب نہیں ہے بلکہ صادق ہے۔

عکسُ النقیض کی یہ تعریف متقدمین کے طریق پر ہے اور علوم میں بھی عکس النقیض اسی طریق پر مستعمل ہے۔ متاخرین نے اس طریق سے عدول کر کے دوسرے طور پر اس کی تعریف کی ہے جس کی تشریح یہ ہے۔

عکس النقیض قضیئے کے جزر ثانی کے نقیض کو جزر اوّل [1] اور عین جزر اوّل کو جزر ثانی [2] بنا دینا ہے۔ اس طرح پر کہ صدق اپنے حال پر باقی رہے اور کیف بدل جائے (اس بنا دینے سے جو نیا قضیہ حاصل ہوتا ہے اس کو بھی عکس النقیض کہتے ہیں۔)

(محمول ۱۲ — موضوع ۱۲)

اس طریق کے موافق کُلّ انسانٍ حیوانٌ کا عکس النقیض لاشئ من اللاحیوان بانسانٍ ہوا۔

---

[1] یعنی نئے قضیہ کا جزر اول ۱۲ منہ [2] یعنی نئے قضیہ کا جزر ثانی ۱۲ منہ

م۔ وَحُکْمُ الْمُوْجَبَاتِ هٰهُنَا حُکْمُ السَّوَالِبِ فِی الْمُسْتَوِیْ وَبِالْعَکْسِ وَالْبَیَانُ الْبَیَانُ وَالنَّقْضُ النَّقْضُ ؛

ت۔ اور موجبات کا حکم یہاں وہ ہے جو مستوی میں سوالب کا حکم ہے۔ اور اسکے برعکس اور جو دلیل وہاں ہے وہ دلیل یہاں ہے۔ اور جو نقض وہاں ہے وہ نقض یہاں ہے۔

ش۔ چونکہ مستعمل علوم میں عکس النقیض قدما کے طریق پر ہے۔ اِس لئے مصنف قدس سرہ نے طریق متاخرین سے قطع نظر کر کے صرف طریق قدما کے موافق عکسُ النقیض کے احکام بیان کئے ہیں جن کی تشریح حسب ذیل ہے۔

عکس مستوی میں جو سوالب کا حکم ہے وہ عکس النقیض میں موجبات کا حکم ہے۔ اسی طرح عکس مستوی میں جو موجبات کا حکم ہے وہ عکس النقیض میں سوالب کا حکم ہے۔

یعنی جس طرح سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیّہ ہے۔ اور سالبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس مستوی نہیں ہے اسی طرح موجبہ کلیہ کا عکس النقیض موجبہ کلیّہ ہے۔ اور موجبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس النقیض نہیں ہے۔

اور جس طرح موجبہ کلیّہ وجزئیہ کا عکسِ مستوی موجبہ جزئیہ ہے اسی طرح سالبہ کلیّہ وجزئیہ کا عکس النقیض سالبہ جزئیہ ہے۔

یہی حال موجہات کا بھی ہے یعنی موجبات میں سے دائمتین کا عکس النقیض دائمہ مطلقہ ہے۔ اور عامتین کا عرفیہ عامہ اور خاصتین کا عرفیہ عامہ لادائمہ فی البعض اور باقی سات موجبات یعنی وقتیتین ووجودیتین وممکنتین ومطلقہ عامہ کا کچھ بھی عکس النقیض نہیں ہے۔

اور سوالب میں سے دائمتین وعامتین کا عکس النقیض حینیہ مطلقہ ہے اور خاصتین کا حینیہ مطلقہ لادائمہ اور وقتیتین ووجودیتین ومطلقہ عامہ کا مطلقہ عامہ اور ممکنتین کا کچھ بھی عکس النقیض نہیں ہے۔ (مذہب شیخ کے موافق۔)

ان سب دعاوی کے دلائل ثبوت ومواد نقض بلاتفاوت وہی سب ہیں جو عکس مستوی میں مذکور ہوئے۔

مصنف قدس سرہٗ نے عکس مستوی میں صرف دلیل خلف پر اکتفا فرمائی تھی باوجودیکہ خلف و افتراض وطریق العکس یہ تینوں دلیلیں اپنے اپنے موقع کے ساتھ اُس میں جاری ہیں۔ عکس النقیض کو بھی ایسا ہی سمجھ لو۔ یعنی اِس میں بھی یہ تینوں دلیلیں اپنے اپنے موقع کے ساتھ جاری ہیں۔ فعلیك بالتامل الصادق۔

عکس النقیض محصورات حملیہ وشرطیہ (موافق مذہب قدماء)

مثال	نام عکس النقیض	مثال	نام اصل
کل لاحیوانٍ لاانسانٌ۔	موجبہ کلیہ حملیہ	کُلُّ اِنسانٍ حیوانٌ۔	موجبہ کلیہ حملیہ
بعض اللاحجر لیس بلا انسانٍ۔	سالبہ جزئیہ حملیہ	لاشئی من الانسان بحجرٍ۔	سالبہ کلیہ حملیہ
" "	=	بعض الانسان لیس بحجرٍ۔	سالبہ جزئیہ حملیہ
کلما لم یکن النہار موجوداً لم تکن الشمسُ طالعةً	موجبہ کلیہ شرطیہ متصلہ	کلما کانت الشمس طالعة کان النہار موجوداً۔	موجبہ کلیہ شرطیہ متصلہ
قد لایکون اذا لم یکن اللَّیلُ موجوداً لم تکن الشمس طالعةً	سالبہ جزئیہ شرطیہ متصلہ	لیس البتة اذا کانت الشمسُ طالعة کان اللّیلُ موجوداً۔	سالبہ کلیہ شرطیہ متصلہ
" "	=	قد لایکون اذا کانت الشمسُ طالعة کان اللیل موجوداً۔	سالبہ جزئیہ شرطیہ متصلہ

موجہات کے عکس النقیض کا نقشہ بنظر مصلحت نہیں لکھا گیا تم اپنے زور طبیعت سے اُس کو درست کرلو۔

فـ ـ متاخرین کے طریق پر حملیات میں سے موجبہ کلیہ کا عکس النقیض سالبہ کلیہ ہے اور

موجبہ جزئیہ کا عکس النقیض کچھ بھی نہیں ہے۔ اور سالبہ کلیہ و جزئیہ کا عکس النقیض موجبہ جزئیہ ہے۔
اور موجہات موجبہ میں سے دائمتین کا عکس النقیض دائمہ مطلقہ ہے۔ اور عامتین کا عرفیہ عامہ اور خاصتین کا عرفیہ عامہ لادائمہ فی البعض۔ اور باقی سات موجہات یعنی وقتیتین وجودیتین وممکنتین ومطلقہ عامہ کا کچھ بھی عکس النقیض نہیں ہے۔
اور موجہات سالبہ میں سے خاصتین کا عکس النقیض حینیہ مطلقہ لادائمہ ہے اور وقتیتین ووجودیتین کا عکس النقیض مطلقہ عامہ ہے۔ اور باقی سوالب کے عکس النقیض کا حال شرطیات کے عکس النقیض کی طرح معلوم نہیں ہے۔ کیونکہ ابتک اِن کے انعکاس کی کوئی دلیل قطعی نہیں پائی گئی۔ اس طریق کے دلائل ثبوت ہوا و نقض بھی وہی سب ہیں جو قدیم طریق کے ہیں۔

عکس النقیض محصورات حملیہ (موافق مذہب متاخرین)

نام اصل	مثال	نام عکس النقیض	مثال
موجبہ کلیہ	کُلُّ انسانٍ حیوانٌ۔	سالبہ کلیہ	لاشئَ من اللاحیوان بانسان
سالبہ کلیہ	لاشئَ من الانسان بحجرٍ۔	موجبہ جزئیہ	بعض اللّاحجر انسانٌ۔
سالبہ جزئیہ	بعض الانسان لیس بحجر	=	=

م۔ وَقَدْ بُیِّنَ انْعِکَاسُ الْخَاصَّتَیْنِ مِنَ الْمُوْجِبَۃِ الْجُزْئِیَّۃِ ھٰھُنَا وَمِنَ السَّالِبَۃِ الْجُزْئِیَّۃِ ثَمَّۃَ اِلَی الْعُرْفِیَّۃِ الْخَاصَّۃِ بِالْاِفْتِرَاضِ فَتَأَمَّلْ +

ت۔ اور یہاں موجبہ جزئیہ سے اور وہاں سالبہ جزئیہ سے خاصتین کا عرفیہ خاصہ کیطرف منعکس ہونا افتراض سے ثابت کیا گیا ہے۔ پس تو غور کر۔

لہ ہاں اگر موجبہ جزئیہ احدی الخاصتین ہو تو اُسکا عکس النقیض سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ ہے۔ ۱۲ منہ

ش ۔ مبحث عکس مستوی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی کچھ بھی نہیں ہے۔ اور مبحث عکس النقیض میں یہ کہا گیا ہے کہ موجبہ جزئیہ کا عکس النقیض کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ دونوں حکم اُس وقت ہیں جب سالبہ جزئیہ و موجبہ جزئیہ خاصتین سے نہ ہوں۔ لیکن اگر یہ دونوں خاصتین سے ہوں تو اُن کا عکس مستوی و عکس النقیض عرفیہ خاصہ آتا ہے پس یہاں دو دعوے ہیں۔

(۱) سالبہ جزئیہ خاصتین کا عکس مستوی سالبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ خاصتین کا عکس النقیض موجبہ جزئیہ عرفیہ خاصہ ہے۔

ہر ایک دعویٰ دلیل افتراض سے ثابت کیا جاتا ہے۔

دلیل افتراض ۔ یہ ہے کہ ذات موضوع کو ایک شئے معین فرض کرکے وصف موضوع و وصف محمول دونوں کو اُس پر محمول کریں تاکہ دو قضیے پیدا ہوں اور اُن کے ذریعے سے مطلوب ثابت ہو جائے ۔ اور کبھی اس دلیل میں ایک نئے قضیۂ صادقہ کے ملانے کی حاجت پڑتی ہے ۔

پہلے دعوے کے ثبوت کی تقریر یہ ہے۔

جب بعض ج لیس ب بالضرورۃ او دائما مادام ج لا دائما (یعنی بعض ج ب بالفعل) صادق ہوگا تو اُس کا عکس مستوی بعض ب لیس ج دائما مادام ب لا دائما ۔ (یعنی بعض ب ج بالفعل) ضرور صادق ہوگا ۔ ذات موضوع جس پر بعض ج صادق آتا ہے ہم اُس کو د فرض کرتے ہیں پس د ب بالفعل بحکم لا دوام اصل صادق ہوا ۔ اور چونکہ (شیخ کے مذہب پر) وصف عنوانی ذاتِ موضوع پر بالفعل صادق ہوتا ہے اسلئے د ج بالفعل بھی صادق ہوا ۔ پس یہ دو قضیے د ب بالفعل اور د ج بالفعل صادق ہوے جنکا نتیجہ بعض ب ج بالفعل ہوا ۔ اور یہی لا دوام عکس ہے ۔ پس لا دوام عکس یعنی عکس کا جزء ثانی ثابت ہوگیا ۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ د لیس ج دائماً مادام ب صادق ہے ورنہ اس کا نقیض یعنی د ج بالفعل حین ھو ب صادق ہوگا۔ اور جب د ج بالفعل حین ھو ب صادق ہوگا تو د ب بالفعل حین ھو ج بھی صادق ہوگا کیونکہ د میں دو وصف ج و ب مجتمع ہوئے ہیں۔ اور جب ایک ذات میں دو وصف مجتمع ہوں تو ضرور ہے کہ ہر وصف اُس ذات کو دوسرے وصف کے زمانے میں فی الجملہ ثابت ہو۔ اور جب د ب بالفعل حین ھو ج صادق ہوا تو اصل کا جزء اوّل یعنی د لیس ب بالضرورۃ او دائماً مادام ج کاذب ہوگیا۔ حالانکہ اصل مفروض الصدق ہے پس لامحالہ یہ نقیض ہی کاذب ٹھہرا اور جب یہ نقیض کاذب ٹھہرا تو د لیس ج دائماً مادام ب یعنی ب لیس ج دائماً مادام ب صادق ہوا۔ اور یہی عکس کا جزء اوّل ہے پس عکس کے دونوں جزء ثابت ہوگئے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔ اب ہم مزید ایضاح کے لئے ایک مثال خاص میں اِس دلیل کی پوری تصویر کھینچکر تم کو دکھاتے ہیں۔

جب بعض الکاتب لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ او دائماً مادام کاتباً لادائماً (یعنی بعض الکاتب ساکن الاصابع بالفعل) صادق ہوگا تو اُس کا عکس مستوی بعض ساکن الاصابع لیس بکاتب دائماً مادام ساکن الاصابع لادائماً (یعنی بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل) ضرور صادق ہوگا۔ ذات موضوع جس پر بعض الکاتب صادق آتا ہے ہم اُس کو زید فرض کرتے ہیں پس زید ساکن الاصابع بالفعل بحکم لادوام اصل صادق ہوا۔ اور چونکہ شیخ کے مذہب پر وصف عنوانی ذات موضوع پر بالفعل صادق ہوتا ہے اسلئے زید کاتب بالفعل بھی صادق ہوا پس یہ دو قضیے زید ساکن الاصابع بالفعل اور زید کاتب بالفعل صادق ہوئے۔ جنکا نتیجہ بعض ساکن الاصابع کاتب بالفعل ہوا اور یہی لادوام عکس ہے پس لادوام

لہ یہ ایک نیا قضیہ صادقہ ہے ۱۲ منہ

عکس یعنی عکس کا جزء ثانی ثابت ہوگیا۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ زید لیس بکاتب دائماً مادام ساکن الاصابع صادق ہے ورنہ اس کا نقیض زید کاتب بالفعل حین ھو ساکن الاصابع صادق ہوگا۔ اور جب زید کاتب بالفعل حین ھو ساکن الاصابع صادق ہوگا۔ تو زید ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب بھی صادق ہوگا۔ کیونکہ زید میں دو وصف کاتب اور ساکن الاصابع مجتمع ہوئے ہیں۔ اور جب ایک ذات میں دو وصف مجتمع ہوں تو ضرور ہے کہ ہر وصف اُس ذات کو دوسرے وصف کے زمانے میں فی الجملہ ثابت ہو۔ اور جب زید ساکن الاصابع بالفعل حین ھو کاتب صادق ہوا تو اصل کا جزء اوّل یعنی بعض لکاتب (زید) لیس بساکن الاصابع بالضرورۃ او دائماً مادام کاتباً کاذب ہوگیا حالانکہ اصل مفروض الصدق ہے پس لامحالہ یہ نقیض ہی کاذب ٹھہرا۔ اور جب یہ نقیض کاذب ٹھہرا تو بعض ساکن الاصابع (زید) لیس بکاتب دائماً مادام ساکن الاصابع صادق ہوا۔ اور یہی عکس کا جزء اول ہے۔ پس عکس کے دونوں جزء ثابت ہوگئے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

دوسرے دعویٰ کے ثبوت کی تقریر یہ ہے۔

جب بعض ج ب بالضرورۃ او دائماً مادام ج لا دائماً (یعنی بعض ج لیس ب بالفعل) صادق ہوگا تو اُس کا عکس النقیض بعض مالیس ب لیس ج دائماً مادام لیس ب لا دائماً (یعنی لیس بعض مالیس ب لیس ج بالفعل) صادق ہوگا۔

ذات موضوع جس پر بعض ج صادق آتا ہے۔ ہم اُس کو د فرض کرتے ہیں۔ پس مذہب شیخ کے موافق د ج بالفعل صادق ہوا۔ اور بحکم لادوام اصل د لیس ب بالفعل بھی صادق ہوا۔ پس یہ دو قضیے+ د لیس ب بالفعل اور د ج بالفعل صادق ہوئے۔ جن کا نتیجہ بعض مالیس ب ج بالفعل ہوا۔ اور یہی لادوام عکس کا ملزوم صادق ہوا ہے۔ کیونکہ نفی النفی اثبات کو لازم ہے۔ اور جب لادوام عکس کا ملزوم صادق ہوا تو لادوام عکس بھی صادق ہوا۔ کیونکہ

صدق بلزوم مستلزم صدق لازم ہے۔ پس لادوام عکس یعنی عکس النقیض کا جزء ثانی ثابت ہوگیا۔
اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دؔ لیس ۜ جؔ دائمًا مادام لیس بؔ صادق ہے۔ ورنہ اُس کا نقیض دؔ جؔ بالفعل حین ھُولیس بؔ صادق ہوگا۔ اور جب دؔ۔ جؔ بالفعل حین ھولیس بؔ صادق ہوگا تو دؔ لیس بؔ حین ھو جؔ بھی صادق ہوگا۔ کیونکہ دؔ میں دو وصف جؔ ولیس بؔ مجتمع ہوئے ہیں۔ اور جب ایک ذات میں دو وصف مجتمع ہوں تو ضرور ہے کہ ہر وصف اُس ذات کو دوسرے وصف کے زمانے میں فی الجملہ ثابت ہو۔ اور جب دؔ لیس بؔ حین ھو جؔ صادق ہوا تو اصل کا جزء اوّل یعنی دؔ بؔ بالضرورۃ او دائمًا مادام جؔ کاذب ہوگیا۔ حالانکہ اصل مفروض الصدق ہے۔ پس لامحالہ یہ نقیض ہی کاذب ٹھہرا۔ اور جب یہ نقیض کاذب ٹھہرا تو دؔ لیس جؔ دائمًا مادام لیس بؔ یعنی بعض ما لیس جؔ دائمًا مادام لیس بؔ صادق ہوا۔ اور یہی عکس النقیض کا جزء اول ہے۔ پس عکس النقیض کے دونوں جزء ثابت ہوگئے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔ مثال ذیل میں اس دلیل کی تصویر کھینچکر غور سے دیکھو اور بطرز سابق ذات موضوع کو زید فرض کرو۔

جب بعض متحرک الاصابع کاتب بالضرورۃ او دائمًا مادام متحرک الاصابع لا دائمًا۔ (یعنی بعض متحرک الاصابع لیس بکاتب بالفعل) صادق ہوگا تو اس کا عکس النقیض بعض ما لیس بکاتب لیس بمتحرک الاصابع دائمًا مادام لیس بکاتب لا دائمًا (یعنی لیس بعض ما لیس بکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل) ضرور صادق ہوگا۔

تنبیہ۔ قضایا کے چوتھے حکم یعنی تلازم شرطیات کی بحث مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس

لہ یہ ایک نیا قضیہ صادق ہے۔ ۱۲ منہ۔

رسالے میں چھوڑ دی ہے ہم بطور ضمیمہ اسکو بھی لکھدیتے ہیں تاکہ طالب کمال اُسکے علم سے بھی بے بہرہ نہ رہے۔

ضمیمہ تلازم[1] شرطیات کے بیان میں

(۱) جب دو چیزوں میں لزوم کلی صادق ہوگا تو عین ملزوم (مقدم) اور نقیض لازم (تالی) سے مانعۃ الجمع اور نقیض ملزوم (مقدم) اور عین لازم (تالی) سے مانعۃ الخلو صادق ہوگا۔ (مقدم و تالی ۱۲)

یعنی ہر متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ کو مانعۃ الجمع جو عین مقدم و نقیض تالی سے مرکب ہو۔ اور مانعۃ الخلو جو نقیض مقدم و عین تالی سے مرکب ہو لازم ہیں۔

مثلاً کلما کان الشئ انسانا کان حیوانا متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادقہ ہے۔ اسمیں اس شئے کے انسان اور حیوان ہونے کے درمیان میں لزوم کلی صادق ہے پس یہاں اما ان یکون ھذا الشئ انسانا اولا یکون حیوانا مانعۃ الجمع ضرور صادق ہوگا۔ اور اما ان لا یکون ھذا الشئ انسانا او یکون حیوانا مانعۃ الخلو ضرور صادق ہوگا۔

(۲) جب دو چیزوں میں منع الجمع صادق ہوگا تو ہر ایک کا عین ملزوم اور دوسرے کا نقیض لازم ہوگا یعنی ہر منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ کو دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ لازم ہیں جنمیں سے ایک میں عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی ہوگا۔ اور دوسرے میں عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی ہوگا۔

مثلاً جب دائما اما ان یکون ھذا الشئ شجرا او حجرا صادق ہوگا تو یہ دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ ضرور صادق ہوں گے ۱۔ کلما کان ھذا الشئ شجرا لم یکن حجرا ۲۔ کلما کان ھذا الشئ حجرا لم یکن شجرا۔

(۳) جب دو چیزوں میں منع الخلو صادق ہوگا تو ہر ایک کا نقیض ملزوم اور دوسرے کا عین لازم ہوگا۔ یعنی ہر منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ کو دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ لازم ہیں جن میں سے ایک میں نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی ہوگا۔ اور دوسرے میں نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا۔

---

[1] یعنی شرطیات کا باہم ایک دوسرے کو لازم ہونا ۱۲ منہ

مثلاً جب دائما اما ان یکون هذا الشئ لاشجرا و لاحجرا صادق ہوگا تو یہ دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ ضرور صادق ہوں گے ۱۔ کلما لم یکن هذا الشئ لاشجرا کان لا حجرا ۲۔ کلما لم یکن هذا الشئ لاحجرا کان لاشجرا۔

(۴) جب دو چیزوں میں انفصال حقیقی صادق ہوگا تو ہر ایک کا عین ملزوم اور دوسرے کا نقیض لازم ہوگا۔ اور ہر ایک کا نقیض ملزوم اور دوسرے کا عین لازم ہوگا۔

یعنی ہر منفصلہ حقیقیہ عنادیہ موجبہ کلیہ کو چار متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ لازم ہیں جن میں سے ایک میں عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی اور دوسرے میں عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی۔ اور تیسرے میں نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی۔ اور چوتھی میں نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا۔

مثلاً جب دائما اما ان یکون هذا العدد زوجا و یکون فردا صادق ہوگا تو یہ چار متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ ضرور صادق ہوں گے ۱۔ کلما کان هذا العدد زوجا لم یکن فردا ۲۔ کلما کان هذا العدد فردا لم یکن زوجا ۳۔ کلما لم یکن هذا العدد زوجا کان فردا ۴۔ کلما لم یکن هذا العدد فردا کان زوجا۔

(۵) جب دو چیزوں میں منع الجمع صادق ہوگا تو دونوں کے نقیضوں میں منع الخلو صادق ہوگا۔

یعنی ہر منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ کو مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ جس کے مقدم و تالی مانعۃ الجمع کے مقدم و تالی کے نقیض ہوں گے لازم ہے۔

مثلاً جب دائما اما ان یکون هذا الشئ شجرا و حجرا صادق ہوگا تو یہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ دائما اما ان یکون هذا الشئ لاشجرا و لاحجرا ضرور صادق ہوگا۔

(۶) جب دو چیزوں میں منع الخلو صادق ہوگا تو دونوں کے نقیضوں میں منع الجمع صادق ہوگا۔

یعنی ہر منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ کو منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ جس کے مقدم و تالی مانعۃ الخلو کے مقدم و تالی کے نقیض ہوں گے لازم ہے۔

مثلاً جب دائما اما ان یکون هذا الشئ لاشجرا و لاحجرا صادق ہوگا تو یہ

مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ دائمًا اما ان یکون ھذا الشیئ شجرًا وحجرًا ضرور صادق ہوگا
قضایا کے احکام ختم ہوچکے۔ اب حجت کا بیان شروع ہوتا ہے

م۔ **فصل** ۔ اَلقِیَاسُ قَولٌ مُؤَلَّفٌ مِّن قَضَایَا یَلزَمُ لِذَاتِہٖ قَولٌ اٰخَرُ +
ت۔ قیاس قضیوں سے ترتیب پایا ہوا مرکب ہے جسکی ذات سے دوسرا قول لازم آئے۔
ش۔ حجّت کی تین قسمیں ہیں قیاس۔ استقرا۔ تمثیل۔
ان تینوں میں افضل واشرف قیاس ہے اور یہی فن منطق کا مقصود اعظم ہے۔

قیاس کا بیان

قیاس۔ وہ دو قضیوں سے ترتیب پایا ہوا مرکب ہے جسکی ذات سے دوسرا قول لازم آئے۔
کُلُّ اِنسَانٍ حَیَوَانٌ وَکُلُّ حَیَوَانٍ جِسمٌ کا مجموعہ قیاس ہے کیونکہ یہ دو قضیوں سے ترتیب پایا ہوا مرکب ہے اور اسکی ذات سے ایک دوسرا قول کُلُّ اِنسَانٍ جِسمٌ لازم آتا ہے۔

ف (۱) عبارت متن میں قضایا سے مراد قضیتین ہے کیونکہ قیاس دو ہی قضیوں سے مرکب ہوتا ہے۔ اور جو دو قضیوں سے زاید سے مرکب ہوتا ہے وہ حقیقت میں ایک قیاس نہیں ہے بلکہ کئی قیاسوں کا مجموعہ ہے جس کو قیاس مرکب کہتے ہیں صَرَّحَ بِہٖ اَلْمُصَنِّفُ فِی مُقَامٍ اٰخَرَ +

(۲) اس دوسرے قول کو جو قیاس سے لازم آتا ہے استدلال سے پہلے مطلوب کہتے ہیں۔ اور استدلال کے وقت مدعا اور استدلال کے بعد نتیجہ۔
یعنی مطلوب ومدعا ونتیجہ تینوں متحد بالذات ہیں اور متغائر بالاعتبار۔

(۳) س۔ قضیہ موجبہ مرکبہ کو قیاس کیوں نہیں کہتے۔ باوجودیکہ وہ دو قضیوں سے مرکب ہے۔ اور اُس سے دوسرا قول یعنی عکس مستوی یا عکس النقیض لازم آتا ہے۔

ج۔ قیاس کی تعریف میں دو قضیوں سے وہ دو قضیئے مراد ہیں جن میں سے ہر ایک صراحۃً مذکور ہو اور قضیہ موجبہ مرکبہ میں دوسرا قضیہ صراحۃً مذکور نہیں ہوتا۔ کما عرفت

۲۔ قیاس کی تعریف میں دو قضیوں سے وہ دو قضیئے مراد ہیں جو عرف اہل منطق میں دو قضیئے سمجھے جائیں۔ اور قضیہ موجہ مرکبہ عرف اہل منطق میں ایک ہی قضیہ سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ قیاس کی تعریف میں لازم آنے سے یہ مطلب ہے کہ دوسرا قول بطریق فکر وکسب لازم آئے اور قضیہ موجبہ مرکبہ سے عکس مستوی یا عکس النقیض بطریق فکر وکسب لازم نہیں آتا۔ کذا قیل

(۴) لازم آنے کی قید نے استقراء وتمثیل کو قیاس کی تعریف سے خارج کر دیا کیونکہ ان دونوں میں سے کسی سے دوسرا قول لازم نہیں آتا۔

(۵) جس کی ذات سے دوسرا قول لازم آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکب کی ذات دوسرا قول لازم آنے کے لئے کافی ہو یعنی کسی مقدمہ خارجیہ کے ملانے کی ضرورت نہ پڑے۔ اس قید نے قیاس مساوات کو قیاس کی تعریف سے خارج کر دیا۔ کیونکہ اس میں ایک مقدمہ خارجیہ کے ملانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

قیاسِ مُساوات۔ وہ دو قضیوں سے ترتیب پایا ہوا مرکب ہے جس میں پہلے قضیئے کے محمول کا متعلق دوسرے قضیئے کا موضوع ہو۔

اس قیاس میں نتیجہ نکالنے کے لئے ایک مقدمہ خارجیہ کے ملانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب یہ مقدمہ خارجیہ صادق ہوتا ہے تو نتیجہ صادق ہوتا ہے ورنہ کاذب۔ امساوِ لب وب مساوِ لج قیاس مساوات ہے اس سے دوسرا قول یعنی امساوِ لج لازم آتا ہے مگر بعد ملانے اس مقدمہ خارجیہ کے کل مساوی المساوی للشئ مساوِ لہ اور چونکہ یہ مقدمہ خارجیہ صادق ہے اسلئے اس کا نتیجہ بھی صادق ہے۔ انصف ب وب نصف ج بھی قیاس مساوات ہے۔ مگر اس کا نتیجہ انصف ج کاذب ہے۔ کیونکہ مقدمہ خارجیہ کل نصف النصف للشئ نصف لہ کاذب ہے۔

قیاس مساوات جب مقدمہ خارجیہ کے ساتھ مذکور ہوتا ہے تو اس کو قیاسِ مرکب کہتے ہیں کیونکہ اس کا مرجع دو قیاسوں کی طرف ہو جاتا ہے۔ مگر بدوں مقدمہ خارجیہ کے حجت

کے دائرے سے خارج ہے۔

م۔ فَاِنْ کَانَ مَذْکُوْرًا فِیْهِ بِمَادَّتِهٖ وَهَیْأَتِهٖ فَاِسْتِثْنَائِیٌّ وَّاِلَّا فَاِقْتِرَانِیٌّ حَمْلِیٌّ اَوْ شَرْطِیٌّ ٭

ت۔ پس اگر دوسرا قول قیاس میں اپنے مادّہ اور اپنی ہیئت کے ساتھ مذکور ہو تو قیاس استثنائی ہے ورنہ قیاس اقترانی۔ حملی ہے یا شرطی۔

ش۔ قیاس کی دو قسمیں ہیں۔ استثنائی۔ اقترانی۔

استثنائی۔ وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ اپنے مادّہ اور اپنی ہیئت کے ساتھ مذکور ہو۔ (مادّے سے نتیجہ کے دونوں طرف یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ مراد ہیں اور ہیئت سے ان دونوں کی مطلق ترتیب مراد ہے نہ خاص ترتیب ایجابی یا سلبی)

ان کان ھذا الشیٔ انسانًا کان حیوانًا لکنّہ انسانٌ۔ یہ قیاس استثنائی ہے جس کا نتیجہ ھذا الشیٔ حیوانٌ ہے۔

ان کان ھذا الشیٔ انسانًا کان حیوانًا لکنّہ لیس بحیوانٍ یہ بھی قیاس استثنائی ہے جس کا نتیجہ ھذا الشیٔ لیس بانسانٍ ہے۔

اقترانی۔ وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ صرف اپنے مادّے کے ساتھ مذکور ہو۔ جیسے کُلُّ جِسْمٍ مُؤَلَّفٌ وَکُلُّ مُؤَلَّفٍ حَادِثٌ۔ اس کا نتیجہ کُلُّ جِسْمٍ حَادِثٌ ہے۔ استثنائی و اقترانی کی تعریف دوسرے طرز پر۔

استثنائی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ اپنی ہیئت کے ساتھ مذکور ہو۔ (یہاں ہیئت سے خاص ترتیب ایجابی یا سلبی مراد ہے نہ مطلق ترتیب۔)

اقترانی وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ صرف اپنے مادے کے ساتھ مذکور ہو۔

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں ۱۔ حملی جس میں دونوں قضیے حملیہ ہوں اس کی مثال گزر چکی ہے ۲۔ شرطی جس میں دونوں قضیے حملیہ نہ ہوں خواہ دونوں شرطیہ[۱] ہوں

[۱] دونوں متصلہ ہوں یا دونوں منفصلہ یا ایک متصلہ ہو اور دوسرا منفصلہ ۱۲ منہ

یا ایک حملیہ ہو اور دوسرا شرطیہ[1]۔

کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجودًا وکلما کان النہار موجودًا کان العالم مضیئًا فکلما کانت الشمس طالعۃ کان العالم مضیئًا۔ کلما کان ھذا الشیئ انسانًا کان حیوانًا وکل حیوانٍ جسم فکلما کان ھذا الشیئ انسانًا کان جسمًا۔

م۔ وموضوع المطلوب من الحملی یسمّٰی اصغر ومحمولہ اکبر والمتکرّر اوسط وما فیہ الاصغر صغریٰ والاکبر کبریٰ والاوسط امّا محمول الصغریٰ وموضوع الکبریٰ فھو الشکل الاوّل او محمولھما فالثانی او موضوعھما فالثالث او عکس الاوّل فالرابع ؛

ت۔ اور مطلوب کے موضوع کو جو قیاس اقترانی حملی میں ہو اصغر کہتے ہیں اور اُس کے محمول کو اکبر۔ اور جو مکرر ہو اُس کو اوسط۔ اور جس مقدمے میں اصغر ہو اُس کو صغریٰ۔ اور جس مقدمے میں اکبر ہو اس کو کُبریٰ۔ اور اوسط یا صغریٰ کا محمول اور کبریٰ کا موضوع ہے تو وہ شکل اوّل ہے یا دونوں کا محمول ہے تو وہ شکل ثانی ہے یا دونوں کا موضوع ہے تو وہ شکل ثالث ہے یا اول کا عکس ہی ہے تو وہ شکل رابع ہے۔

ش

قیاس اقترانی حملی کا بیان

قیاس اقترانی حملی جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے اُن میں سے ہر ایک کو مقدمہ کہتے ہیں اور مطلوب کے موضوع کو جو اس قیاس میں واقع ہو حدِ اصغر اور مطلوب کے محمول کو جو اس قیاس میں واقع ہو حدِ اکبر اور اُس جزو کو جو اس قیاس میں مکرر ہو حدِ اوسط کہتے ہیں۔ اور جس مقدمے میں حدِ

[1] متصلہ ہو منفصلہ ۱۲ منہ

اصغر واقع ہو اُس کو صغریٰ۔ اور جس مقدمے میں حدِ اکبر واقع ہو اُس کو کبریٰ کہتے ہیں۔
کُلُّ جِسْمٍ مُؤَلَّفٌ وَکُلُّ مُؤَلَّفٍ حَادِثٌ۔

اِس مثال میں ہر ایک قضیہ مقدمہ ہے اور جسم حدِ اصغر ہے اور حادث حدِ اکبر اور مؤلف حدِ اوسط۔ اور قضیہ کل جسمٍ مؤلفٌ صغریٰ ہے اور قضیہ کل مؤلفٍ حادث کبریٰ۔

اِس نظر سے کہ صغریٰ و کبریٰ میں حدِ اوسط کس کا موضوع اور کس کا محمول ہے۔ قیاس اقترانی حملی کی حسب ذیل چار صورتیں ہیں جن کو اشکال اربعہ کہتے ہیں۔

(۱) حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ یہ شکل اول ہے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حیوانٌ وَکُلُّ حَیَوَانٍ جِسْمٌ۔ فَکُلُّ اِنْسَانٍ جِسْمٌ۔

(۲) حدِ اوسط دونوں میں محمول ہو یہ شکل ثانی ہے۔ جیسے کل انسانٍ حیوانٌ ولاشئ من الحجر بحیوانٍ۔ فلاشئ من الانسان بحجر۔

(۳) حدِ اوسط دونوں میں موضوع ہو۔ یہ شکل ثالث ہے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوانٌ وکُلُّ اِنْسَانٌ نَاطِقٌ۔ فَبَعْضُ الْحَیَوانِ نَاطِقٌ۔

۴۔ حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو۔ یہ شکل رابع ہے۔ جیسے کل انسانٍ حیوانٌ وکل ناطِقٍ انسانٌ۔ فبعضُ الحیوان ناطِقٌ۔ ان اشکال اربعہ میں صرف شکل اوّل[1] بدیہی الانتاج ہے۔ باقی تینوں شکلیں حسب ترتیب مذکورۂ بالا کم و بیش نظری ہیں۔

[1] شکل اوّل کی ترتیب طبعی یعنی اقتضائے طبع سلیم کے موافق ہے۔ اور اس کا انتاج اپنے نتائج کو بدیہی ہے محتاج ثبوت نہیں ہے۔ اِس لئے وہ مرتبۂ اوّل میں رکھی گئی ہے۔ اور شکل ثانی کی ترتیب بھی طبعی ہے۔ مگر شکل اول سے کم اور اس کا انتاج نظری ہے مگر کم نظری بلکہ قریب بدیہی اِس لئے وہ مرتبۂ ثانیہ میں رکھی گئی۔ اور شکل ثالث کی ترتیب طبعی ہونے میں شکل ثانی کی ترتیب سے کم ہے۔ اور اس کا نظری الانتاج ہونا شکل ثانی سے زاید ہے۔ اِس لئے وہ مرتبۂ ثالثہ میں رکھی گئی۔ اور شکل رابع کی ترتیب ابعد عن الطبع ہے (یہاں تک کہ شیخین[2] نے اس کو درجۂ اعتبار سے ساقط کر دیا ہے) اور اس کا انتاج شکل ثالث سے بہت زیادہ نظری ہے۔ اِس لئے وہ مرتبۂ رابعہ میں رکھی گئی ہے۔ فاحفظ ذٰلک ۱۲ منہ

[2] یعنی شیخ ابو نصر فارابی و شیخ بو علی بن سینا ۱۲ منہ

م۔ وَيُشْتَرَطُ فِى الْاَوَّلِ اِيْجَابُ الصُّغْرٰى وَفِعْلِيَّتُهَا مَعَ كُلِّيَّةِ الْكُبْرٰى لِيُنْتِجَ الْمُوْجَبَتَانِ مَعَ الْمُوْجَبَةِ الْكُلِّيَّةِ الْمُوْجَبَتَيْنِ وَمَعَ السَّالِبَةِ السَّالِبَتَيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ ٭

ت۔ اور شکل اول میں صغریٰ کا ایجاب اور اُس کی فعلیت کبریٰ کی کلیت کے ساتھ مشروط ہے تاکہ دو موجبہ (صغریٰ) موجبہ کلیہ (کبریٰ) کے ساتھ دو موجبہ اور سالبہ (کلیہ کبریٰ) کے ساتھ دو سالبہ نتیجہ بالبداہت پیدا کریں۔

ش۔ چونکہ صغریٰ و کبریٰ میں سے ہر ایک کی چار صورتیں ہیں۔ موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ کلیہ سالبہ جزئیہ۔ اسلئے چار کو چار میں ضرب دینے سے ہر ایک شکل میں ۱۶ سولہ صورتیں نکلتی ہیں جنمیں سے ہر ایک کو ضرب اور قرینہ کہتے ہیں۔ (نقشۂ ذیل دیکھو۔)

نقشۂ ضروب

نمبر	صغریٰ	کبریٰ	نمبر	صغریٰ	کبریٰ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ۔	۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ۔
۲	〃	موجبہ جزئیہ۔	۱۰	〃	موجبہ جزئیہ۔
۳	〃	سالبہ کلیہ۔	۱۱	〃	سالبہ کلیہ۔
۴	〃	سالبہ جزئیہ	۱۲	〃	سالبہ جزئیہ۔
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ۔	۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ۔
۶	〃	موجبہ جزئیہ۔	۱۴	〃	موجبہ جزئیہ۔
۷	〃	سالبہ کلیہ۔	۱۵	〃	سالبہ کلیہ
۸	〃	سالبہ جزئیہ۔	۱۶	〃	سالبہ جزئیہ۔

ان ۱۶ سولہ ضربوں میں سے ہر ایک شکل میں بعض ضربیں منتج ہیں اور بعض

عقیم یعنی غیر منتج چنانچہ مفصل طور پر اس کا بیان کیا جاتا ہے۔

شکلِ اوّل کا بیان

ہر شکل کے انتاج کے لئے کم وکیف وجہت کے اعتبار سے چند شرطوں کا وجود ضروری ہے۔ کم وکیف کے اعتبار سے شکل اوّل کے انتاج کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ ایجاب[۱] صغریٰ (یعنی صغریٰ سالبہ نہ ہو بلکہ موجبہ ہو۔ خواہ موجبہ کلیہ ہو یا موجبہ جزئیہ۔)

۲۔ کلیت کبریٰ (یعنی کبریٰ جزئیہ نہ ہو بلکہ کلیہ ہو خواہ موجبہ کلیہ ہو یا سالبہ کلیہ۔)

اِن دونوں شرطوں کے اعتبار سے شکل اوّل کے ضروب نتیجہ چار ہوئے جنکی تفصیل مع نتائج ترتیب کے ساتھ یہ ہے۔

له (۱) ثبوت شکل اوّل میں ایجاب صغریٰ وکلیت کبریٰ کی شرط اس وجہ سے ہے کہ شکل اول کا انتاج اِس بات پر موقوف ہے، کہ اصغر اوسط کے اُن افراد میں ضرور مندرج ہو جو کبریٰ میں محکوم علیہ ہیں اور اصغر کا اوسط کے اُن افراد میں ضرور مندرج ہونا ایجاب صغریٰ وکلیت کبریٰ پر موقوف ہے۔ کیونکہ جب صغریٰ سالبہ ہوگا تو اصغر اوسط سے مسلوب ہوگا۔ اور اِس صورت میں اصغر اوسط کی فرد نہ ہوگا۔ اور جب کبریٰ جزئیہ ہوگا تو اس میں اوسط کے بعض افراد محکوم علیہ ہوں گے۔ اور اس صورت میں جائز ہے کہ اصغر اُن بعض افراد اوسط میں سے نہ ہو۔ جیسا کہ اِس مثال میں کل انسانٍ حیوانٌ وبعض الحیوانِ فرسٌ ۱۲ منہ

(۲) اگر شکل اول میں صغریٰ سالبہ ہوگا تو کبریٰ موجبہ ہو یا سالبہ دونوں تقدیروں پر اختلاف حاصل ہوگا۔ (یعنی نتیجہ کبھی ایجاب کے ساتھ صادق ہوگا اور کبھی سلب کے ساتھ) جب کبریٰ موجبہ ہوگا تو اِس لئے اختلاف حاصل ہوگا۔ کہ ممکن ہے اصغر اکبر سے اخص ہو۔ پس اس صورت میں (بعض حذف اوسط) ایجاب ہی صادق ہوگا۔ سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشئ من الکلام بکلمةٍ وکل کلمةٍ لفظٌ۔ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشئ من الکلام بلفظٍ یا بعض الکلام لیس بلفظٍ صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تبائن ہو۔ پس اِس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا ایجاب نہ صادق ہوگا۔ جیسے لاشئ مِن الکلام بکلمة وکل کلمة مفردٌ۔ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل کلامٍ یا بعض الکلام مفرد صادق نہیں ہے۔ اور جب کبریٰ بھی سالبہ ہوگا تو اِس لئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تساوی ہو۔ پس اِس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشئ من الکلام بکلمة ولاشئ من الکلمة بجملةٍ۔ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشئ من الکلام بجملة یا بعض الکلام لیس بجملةٍ صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تبائن ہو۔ پس اِس وقت سلب ہی صادق ہوگا۔ ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشئ من الکلام بکلمةَ ولاشئ من الکلمة بمهمل یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل کلامٍ یا بعض الکلام

(۱)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ موجبہ کلیہ۔	نتیجہ موجبہ کلیہ۔
(۲)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ سالبہ کلیہ۔	نتیجہ سالبہ کلیہ۔
(۳)	صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ۔	نتیجہ موجبہ جزئیہ۔
(۴)	صغریٰ موجبہ جزئیہ۔ کبریٰ سالبہ کلیہ۔	نتیجہ سالبہ جزئیہ۔

یہ چار ضربیں نقشۂ ضروب مرقومۂ بالا کے نمبر ۱۔ ۳۔ ۵۔ ۷۔ میں مندرج ہیں ان میں دونوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کا انتاج اپنے نتائج یعنی محصورات اربع کو محتاج ثبوت نہیں ہے بلکہ بدیہی ہے۔

ان کے علاوہ باقی بارہ ضربیں عقیم ہیں کیونکہ نمبر ۹۔ ۱۱۔ ۱۳۔ ۱۵۔ میں پہلی شرط مفقود ہے اور نمبر ۲۔ ۴۔ ۶۔ ۸۔ میں دوسری شرط مفقود ہے اور نمبر ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۶۔ میں دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ (نقشۂ ذیل دیکھو۔)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) مہمل صادق نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کبریٰ جزئیہ ہوگا تو موجبہ ہو یا سالبہ دونوں تقدیروں پر اختلاف حاصل ہوگا۔ جب کبریٰ موجبہ ہوگا تو اس لئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تساوی ہو پس اس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا۔ سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل کلمۃٍ لفظٌ و بعض اللفظ مفرد یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشئ من الکلمۃ بمفرد یا بعض الکلمۃ بمفرد صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تبائن ہو۔ پس اس وقت سلب ہی صادق ہوگا ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل کلمۃ لفظ و بعض اللفظ مہمل یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل کلمۃ یا بعض الکلمۃ مہمل صادق نہیں ہے۔ اور جب کبریٰ سالبہ ہوگا تو اس لئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تساوی ہو پس اس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل کلمۃ لفظ و بعض اللفظ لیس بمفرد یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشئ من الکلمۃ بمفرد یا بعض الکلمۃ لیس بمفرد صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تبائن ہو پس اس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل کلمۃ لفظ و بعض اللفظ لیس بمہمل یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل کلمہ یا بعض الکلمۃ مہمل صادق نہیں ہے۔ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ اگر شکل اول میں صغریٰ سالبہ یا کبریٰ جزئیہ ہوگا تو اختلاف حاصل ہوگا۔ اور جب اختلاف ہوگا تو انتاج نہ ہوگا یعنی دوسرا قضیہ جس کو نتیجہ کہتے ہیں قیاس کو لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ جب ایجاب صادق ہوگا تو سلب صادق نہ ہوگا۔ اور جب سلب صادق ہوگا تو ایجاب صادق نہ ہوگا۔ پس جب اختلاف حاصل ہوگا تو ایجاب و سلب میں سے کوئی قیاس کو لازم نہ ہوگا۔ اور جب ان دونوں میں سے قیاس کو کوئی لازم نہ ہوگا تو نتیجہ بھی جو انہیں دونوں میں سے کوئی ہوتا ہے قیاس کو لازم نہ ہوگا وھو المطلوب۔

کذا افادہ الاستاذ العلام ادام اللہ برکاتہٗ۔ ۱۲ منہ

نقشہ شکل اوّل

ضرب اوّل	نتیجہ	ضرب ثانی	نتیجہ	ضرب ثالث	نتیجہ	ضرب رابع	نتیجہ
صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ موجبہ کلیہ۔	موجبہ کلیہ	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ سالبہ کلیہ۔	سالبہ کلیہ	صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ۔	موجبہ جزئیہ	صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
کل انسان حیوان" وکل حیوان جسم"	فکل انسان جسم"	کل انسان حیوان" ولا شیء من الحیوان بحجر"	فلا شیء من الانسان بحجر"	بعض الحیوان انسان" وکل انسان ناطق"	فبعض الحیوان ناطق"	بعض الحیوان انسان" ولا شیء من الانسان بصاهل"	فبعض الحیوان لیس بصاهل"

مختلطات شکل اوّل

جن قیاسوں میں صغریٰ وکبریٰ کسی قسم کے موجبہ ہوتے ہیں اُن قیاسوں کو مختلطات کہتے ہیں۔ چونکہ کل موجہات معتبرہ تیرہ[۱۳] ہیں اس لئے تیرہ[۱۳] صغریات کو تیرہ[۱۳] کبریات میں ضرب دینے سے ہر ایک شکل میں ایک سو انہتر[۱۶۹] ضربین پیدا ہوتی ہیں۔ جن میں سے بعض ضربیں منتج ہیں اور بعض عقیم۔ اِن کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

جہت کے اعتبار سے شکل اوّل کے انتاج کی شرط فعلیت صغریٰ ہے۔ (یعنی صغرےٰ ممکنتین میں سے نہ ہو بلکہ ممکنتین کے سوا باقی گیارہ[۱۱] موجہات میں سے کوئی قسم ہو۔)

اِس شرط کے اعتبار سے ایک سو انہتر[۱۶۹] میں سے وہ چھبیس ضربیں ساقط ہوگئیں جو دو صغریٰ ممکنتین کو تیرہ[۱۳] کبریات میں ضرب دینے سے پیدا ہوتی ہیں۔

اِس لئے کل مختلطات منتجہ شکل اوّل ایک سو تینتالیس[۱۴۳] ہوئے جنکے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔

اگر کبریٰ وصفیات اربع میں سے نہ ہو تو نتیجہ مثل کبریٰ کے ہوگا۔

(وصفیات اربع سے مشروطتین و عرفیتین مراد ہیں۔ کبریٰ وصفیات اربع میں سے نہ ہو۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ کبریٰ مشروطتین و عرفیتین کے سوا باقی نو موجہات میں سے کوئی قسم ہو۔ نتیجہ مثل کبریٰ کے ہوگا۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ جو جہت کبریٰ میں ہوگی وہی جہت نتیجے میں ہوگی۔)

اگر کبریٰ وصفیات اربع میں سے ہو تو نتیجہ مثل صغریٰ کے ہوگا لیکن اگر صغریٰ میں لا دوام یا ضرورۃ کی قید ہوگی تو وہ نتیجے میں حذف ہو جائے گی۔

اِسی طرح اگر صغریٰ میں کسی قسم[1] کی ضرورت مختصہ ہوگی (یعنی وہ ضرورت ہوگی جو کبریٰ میں نہیں پائی جاتی) تو وہ بھی نتیجے میں حذف ہو جائے گی۔

اور اگر کبریٰ میں لادوام[2] کی قید ہوگی تو وہ نتیجے میں بڑھا دیجائے گی۔

صغریات / کبریٰ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	ضروریہ۔	دائمہ۔	ضروریہ لادائمہ۔	دائمہ لادائمہ۔
دائمہ	دائمہ۔	دائمہ۔	دائمہ لادائمہ۔	دائمہ لادائمہ۔
مشروطہ عامہ	مشروطہ عامہ۔	عرفیہ عامہ۔	مشروطہ خاصہ۔	عرفیہ خاصہ۔
عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ۔	عرفیہ عامہ۔	عرفیہ خاصہ۔	عرفیہ خاصہ۔
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
مشروطہ خاصہ	مشروطہ عامہ۔	عرفیہ عامہ۔	مشروطہ خاصہ۔	عرفیہ خاصہ۔
عرفیہ خاصہ	عرفیہ عامہ۔	عرفیہ عامہ۔	عرفیہ خاصہ۔	عرفیہ خاصہ۔
وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
وقتیہ	وقتیہ مطلقہ۔	مطلقہ وقتیہ۔	وقتیہ مطلقہ لادائمہ۔	مطلقہ وقتیہ لادائمہ۔
منتشرہ	منتشرہ مطلقہ۔	مطلقہ منتشرہ۔	منتشرہ مطلقہ لادائمہ۔	مطلقہ منتشرہ لادائمہ۔

[1] یعنی ضرورت ذاتیہ ہو یا وصفیہ یا وقتیہ ۱۲ منہ [2] یہ اس وقت ہے جب کبریٰ احدی الخاصتین ہو ۱۲ منہ

م- وَفِي الثَّانِي اخْتِلَافُهُمَا فِي الْكَيْفِ وَكُلِّيَّةُ الْكُبْرٰى مَعَ دَوَامِ الصُّغْرٰى اَوِ انْعِكَاسِ سَالِبَةِ الْكُبْرٰى وَكَوْنِ الْمُمْكِنَةِ مَعَ الضَّرُوْرِيَّةِ اَوِ الْكُبْرٰى الْمَشْرُوْطَةِ لِيُنْتِجَ الْكُلِّيَّتَانِ سَالِبَةً كُلِّيَّةً وَّالْمُخْتَلِفَتَانِ فِي الْكَمِّ اَيْضًا سَالِبَةً جُزْئِيَّةً بِالْخُلْفِ اَوْ عَكْسِ الْكُبْرٰى اَوِ الصُّغْرٰى ثُمَّ التَّرْتِيْبِ ثُمَّ النَّتِيْجَةِ-

ت- اور شکلِ ثانی میں دونوں مقدموں کا کیف میں مختلف ہونا اور کبریٰ کا کلیہ ہونا مشروط ہے اس بات کے ساتھ کہ صغریٰ دائمہ ہو یا کبریٰ کا سالبہ منعکس ہو اور ممکنہ ضروریہ یا کبریٰ مشروطہ کے ساتھ ہو تاکہ دو کلیہ (صغریٰ وکبریٰ) سالبہ کلیہ اور دو کم میں مختلف (صغریٰ وکبریٰ) سالبہ جزئیہ نتیجہ پیدا کریں دلیل خلف سے یا عکس کبریٰ سے یا عکس صغریٰ پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ سے۔

ش

شکلِ ثانی کا بیان

کم وکیف کے اعتبار سے شکل ثانی کے انتاج کی دو شرطیں ہیں۔

۱؎ دونوں مقدموں کا ایجاب وسلب میں مختلف ہونا (یعنی صغریٰ موجبہ ہو تو کبریٰ سالبہ ہو۔ اور صغریٰ سالبہ ہو تو کبریٰ موجبہ ہو۔)

۲؎ کبریٰ کا کلیہ ہونا۔

۱؎ ثبوت اگر شکل ثانی میں پہلی شرط مفقود ہوگی یعنی دونوں مقدمے مختلف فی الکیف نہ ہوں گے تو خواہ دونوں موجبہ ہوں یا دونوں سالبہ دونوں تقدیروں پر اختلاف حاصل ہوگا۔ اور جب اختلاف حاصل ہوگا تو انتاج نہ ہوگا۔ جیسا کہ شکل اوّل میں معلوم ہو چکا جب دونوں موجبہ ہوں گے تو اسلئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تساوی ہو۔ پس اس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا جیسے کل انسانٍ حیوانٌ وکل ناطقٍ حیوانٌ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشیئ من الانسان بناطق یا بعض الانسان لیس بناطق صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تباین ہو پس اس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا۔ ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل انسانٍ حیوانٌ وکل فرسٍ حیوان یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل انسانٍ یا بعض الانسان فرس صادق نہیں ہے اور جب دونوں سالبہ ہوں گے تو اسلئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر واکبر میں تساوی ہو پس اس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق

اِن دونوں شرطوں کے اعتبار سے شکل ثانی کے ضروب منتجہ چار ہوئے جن کی تفصیل مع نتائج ترتیب کے ساتھ یہ ہے۔

(۱)	صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	نیتجہ سالبہ کلیہ
(۲)	صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	نیتجہ سالبہ کلیہ
(۳)	صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	نیتجہ سالبہ جزئیہ
(۴)	صغریٰ سالبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	نیتجہ سالبہ جزئیہ

یہ چار ضربیں نقشۂ ضروب کے نمبر ۳ - ۷ - ۹ - ۱۳ - میں مندرج ہیں اِن میں دونوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔

اِن کے علاوہ باقی بارہ[۱۲] ضربیں عقیم ہیں کیونکہ نمبر ۱ - ۵ - ۱۱ - ۱۵ - میں پہلی شرط مفقود ہے۔ اور ۴ - ۸ - ۱۰ - ۱۴ - میں دوسری شرط مفقود ہے۔ اور ۲ - ۶ - ۱۲ - ۱۶ - میں دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ نقشۂ ذیل دیکھو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) نہ ہوگا۔ جیسے لاشیٔ من الانسان بحجرٍ ولاشیٔ من الناطق بحجرٍ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشیٔ من الانسان بناطقٍ یا بعض الانسان لیس بناطقٍ صادق نہیں ہے۔ اور ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تباین ہو پس اِس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا۔ ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشیٔ من الانسان بحجرٍ ولاشیٔ من الفرس بحجرٍ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل انسانٍ یا بعض الانسان فرسٌ صادق نہیں ہے ۱۲ منہ

[۵] ثبوت اگر شکل ثانی میں دوسری شرط مفقود ہوگی یعنی کبریٰ جزئیہ ہوگا تو موجبہ ہو یا سالبہ دونوں تقدیروں پر اختلاف حاصل ہوگا اور اختلاف دلیل عقم ہے۔ جب کبریٰ موجبہ جزئیہ ہوگا تو اِس لئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر اکبر سے اخص ہو۔ پس اِس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشیٔ من الانسان بحجرٍ وبعض الجسم حجرٌ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشیٔ من الانسان بجسمٍ یا بعض الانسان لیس بجسمٍ صادق نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تباین ہو۔ پس اِس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے لاشیٔ من الانسان بحجرٍ وبعض الجماد حجرٌ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل انسان یا بعض الانسان جماد صادق نہیں ہے اور جب سالبہ جزئیہ ہوگا تو اِس لئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر اکبر سے اخص ہو پس اِس صورت میں ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل انسان ناطق وبعض الحیوان لیس بناطق یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ لاشیٔ من الانسان بحیوانٍ یا بعض الانسان لیس بحیوانٍ صادق نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اصغر و اکبر میں تباین ہو۔ پس اِس صورت میں سلب ہی صادق ہوگا ایجاب صادق نہ ہوگا۔ جیسے کل انسان ناطق وبعض الصاھل لیس بناطقٍ یہ دونوں صادق ہیں حالانکہ کل انسانٍ یا بعض الانسانِ صاھل صادق نہیں ہے ۱۲ منہ

نقشہ شکل ثانی

ضرب اوّل	نتیجہ	ضرب ثانی	نتیجہ	ضرب ثالث	نتیجہ	ضرب رابع	نتیجہ
صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	صغرےٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	صغرےٰ سالبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
کل انسانٍ حیوانٌ ولا شیٔ من الحجر بحیوانٍ	فلا شیٔ من الانسان بحجرٍ	لا شیٔ من الحجر بحیوانٍ وکل انسانٍ حیوانٌ	فلا شیٔ من الحجر بانسانٍ	بعض الحیوان انسانٌ ولا شیٔ من الفرس بانسانٍ	فبعض الحیوان لیس بفرسٍ	بعض الحیوان لیس بانسانٍ وکل ناطقٍ انسانٌ	فبعض الحیوان لیس بناطقٍ

ادلۂ انتاج شکلِ ثانی

شکل ثانی کے انتاج کی تین دلیلیں ہیں۔

(۱) **خلف**۔ وہ اس طرح پر ہے کہ نتیجے کے نقیض کو صغریٰ اور قیاس کے کبرے کو کبریٰ بنا کر شکل اوّل ترتیب دیں اسکا اصل قیاس کے صغریٰ کا نقیض ہوگا۔ (افتراض کے علاوہ ۱۲)

مثلاً ضرب اوّل میں یوں تقریر کی کہ جب کل انسانٍ حیوانٌ ولاشیٔ من الحجر بحیوانٍ صادق ہوگا تو اس کا نتیجہ لاشیٔ من الانسانِ بحجرٍ ضرور صادق ہوگا۔ اگر یہ نتیجہ نہ صادق ہوگا تو اُس کا نقیض بعض الانسانِ حجرٌ ضرور صادق ہوگا (کیونکہ ارتفاع النقیضین محال ہے۔) اور جب یہ نقیض صادق ہوگا تو اس نقیض کو صغریٰ اور اصل قیاس کے کبریٰ کو کبریٰ بنا کر شکل اوّل یوں ترتیب دینگے بعض الانسان حجرٌ ولاشیٔ من الحجر بحیوانٍ اس کا نتیجہ بعض الانسانِ لیس بحیوانٍ ہوگا۔ اور یہ نتیجہ اصل قیاس کے صغریٰ یعنی کُلُّ انسانٍ حیوانٌ کا نقیض ہے۔ اور چونکہ اصل قیاس کا صغریٰ صادق مانا جاچکا ہے اِس لئے بالضرورہ

نتیجہ ہی کاذب ہوگا (کیونکہ اجتماع النقیضین محال ہے۔)
اب ہم کہتے ہیں کہ نتیجے کا کذب تین ہی سببوں میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے۔
۱۔ یا تو صغریٰ کاذب ہو ۲۔ یا کبریٰ کاذب ہو ۳۔ یا انتاج کی کوئی شرط فوت ہو لیکن کبریٰ تو یہاں کاذب نہیں ہے کیونکہ وہ اصل قیاس کا کبریٰ جو صادق مانا جاچکا ہے۔ اور انتاج کی کوئی شرط بھی فوت نہیں ہے کیونکہ ایجاب صغریٰ و کلیت کبریٰ موجود ہے۔
اِس سے ثابت ہوا کہ صغریٰ ہی کاذب ہے اور جب صغریٰ کا ذب ثابت ہوا اور وہ نتیجۂ مطلوبہ کا نقیض ہے تو نتیجۂ مطلوبہ صادق ثابت ہوگیا۔ اور یہی ہم کو ثابت کرنا تھا۔
یہ دلیل شکل ثانی کی چاروں ضربوں میں جاری ہے کیونکہ شکل ثانی کا نتیجہ سالبہ ہوتا ہے۔ اور سالبہ کا نقیض موجبہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور شکل ثانی میں کلیتِ کبریٰ شرط ہے۔ اِس لئے شکل ثانی کا کبریٰ شکل اوّل کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔
(۲) عکسِ کبریٰ۔ یعنی شکل ثانی کے کبریٰ کا عکس بناکر شکل اوّل ترتیب دیں۔ اُس کا نتیجہ بعینہٖ نتیجۂ مطلوبہ ہوگا۔
مثلاً ضرب اوّل میں کبریٰ کا عکس بناکر شکلِ اوّل یوں ترتیب دی کل انسانٍ حیوانٌ ولاشئ من الحیوان بحجر۔ اس کا نتیجہ لاشئ من الانسان بحجر ہوا اور یہ بعینہٖ نتیجہ مطلوبہ ہے۔
یہ دلیل صرف ضرب اوّل و ثالث میں جاری ہے۔ کیونکہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ موجبہ ہے۔ جو شکل اوّل کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے۔ جس کا عکس بھی سالبہ کلیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔
ضرب ثانی و رابع میں یہ دلیل نہیں جاری ہوسکتی کیونکہ اِن دونوں ضربوں میں صغریٰ سالبہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور کبریٰ موجبہ کلیّہ ہے۔ جس کا عکس موجبہ جزئیہ ہے جو شکل اول کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔
(۳) عکس صغریٰ پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ۔

یعنی شکلِ ثانی کے صغریٰ کا عکس بناکر شکل رابع ترتیب دیں پھر شکل رابع کی ترتیب کو الٹ کر (یعنی اُس کے صغریٰ کو کبریٰ اور کبریٰ کو صغریٰ بناکر) شکل اوّل ترتیب دیں۔ پھر شکل اوّل کا نتیجہ نکال کر نتیجے کا عکس بنائیں پس یہ عکس بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہوگا۔

ضربِ ثانی میں صغریٰ کا عکس بناکر شکل رابع یوں ترتیب دی لاشئ من الحیوان بحجر وکل انسانٍ حیوانٌ۔ پھر اس کی ترتیب الٹ کر شکل اوّل یوں بنائی کل انسانٍ حیوانٌ ولاشئ من الحیوان بحجر اس کا نتیجہ لاشئ من الانسان بحجر ہوا جس کا عکس لاشئ من الحجر بانسان ہوا۔ اور یہی بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہے۔ یہ دلیل صرف ضربِ ثانی میں جاری ہے۔ کیونکہ اس میں صغریٰ کا عکس کلیّہ ہے۔ اور کلیہ شکل اوّل کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ موجبہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ باقی تین ضربوں میں یہ دلیل جاری نہیں ہوسکتی۔ ضرب اوّل ثالث میں تو اس وجہ سے کہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ موجبہ ہے اور موجبہ کلیہ ہو یا جزئیہ اُس کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور کبریٰ سالبہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور ضرب رابع میں اس وجہ سے کہ اسمیں صغریٰ سالبہ جزئیہ ہے جس کے لئے عکس ہی نہیں ہے۔ اور اگر ہو بھی (یعنی مادہ خاصتین میں) تو جزئیہ ہی ہوگا جو شکل اول کا کبریٰ نہیں ہوسکتا

مختلطات شکلِ ثانی

جہت کے اعتبار سے شکلِ ثانی کے انتاج کی دو شرطیں ہیں اور ہر ایک شرط مُردّد ہے۔

(۱) صغریٰ پر دوام ذاتی یا کبریٰ پر دوام وصفی کا صادق ہونا (یعنی صغریٰ ضروریہ مطلقہ یا دائمہ مطلقہ ہو یا کبریٰ اُن چھ قضایا میں سے ہو جن کے سوالب منعکس ہوتے ہیں۔ اور وہ دائمتین وعامتین وخاصتین ہیں۔)

(۲) ممکنہ[۱] کا ضروریہ کے ساتھ یا کبریٰ مشروطہ کے ساتھ ہونا (یعنی[۲] صغریٰ ممکنتین میں سے

---

[۱] ممکنہ عامہ ہو یا ممکنہ خاصہ ۱۲ منہ [۲] حاصل یہ ہے کہ ممکنتین کا استعمال اس شکل میں جائز نہیں ہے۔ لیکن اسطرح پر کہ اگر صغریٰ ممکنتین میں سے ہو الخ ۱۲ منہ

ہو تو کبریٰ ضروریہ یا مشروطہ عامہ یا مشروطہ خاصہ ہو اور کبریٰ ممکنتین میں سے ہو تو صغریٰ صرف ضروریہ ہو۔)

پہلی شرط کے اعتبار سے ایک سو انہتر[169] ضربیں میں سے وہ ستتر[77] ضربیں ساقط ہو گئیں جو گیارہ صغریات (یعنی ماسوائے دائمتین) کو سات کبریات (یعنی ماسوائے دائمتین و عامتین و خاصتین) میں ضرب دینے سے پیدا ہوتی ہیں۔

دوسری شرط کے اعتبار سے یہ آٹھ ضربیں ساقط ہو گئیں۔

صغریٰ	کبریٰ	صغریٰ	کبریٰ
ممکنہ عامہ ع۱	دائمہ	ممکنہ عامہ ع۵	عرفیہ خاصہ
ممکنہ خاصہ ع۲	دائمہ	ممکنہ خاصہ ع۶	عرفیہ خاصہ
ممکنہ عامہ ع۳	عرفیہ عامہ	دائمہ ع۷	ممکنہ عامہ
ممکنہ خاصہ ع۴	عرفیہ عامہ	دائمہ ع۸	ممکنہ خاصہ

اس لئے کل مختلطات نتیجہ شکل ثانی چوراسی ہوئے جن کے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔ اگر صغریٰ یا کبریٰ پر دوام ذاتی صادق ہو (یعنی صغریٰ یا کبریٰ ضروریہ یا دائمہ ہو) تو نتیجہ دائمہ ہوگا۔ ورنہ[1] نتیجہ مثل صغریٰ کے ہوگا لیکن اس صورت میں لادوام اور لاضرورت اور ضرورت[2] کی قیدیں نتیجے میں حذف ہو جائیں گی۔

صغریات ⟵ کبریٰ	مشروطہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ
مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ
مشروطہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ

[1] یعنی صغریٰ اور کبریٰ میں سے کسی پر دوام ذاتی نہ صادق ہو بلکہ صغریٰ ان نو قضایا میں سے ہو جو ماسوائے دائمتین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴) و ممکنتین ہیں اور کبریٰ عامتین و خاصتین میں سے ہو۔ یا صغریٰ صرف ممکنتین میں سے اور کبریٰ صرف مشروطتین میں سے ہو فافہم وانظر فی الجدول الآتی ۱۲ منہ [2] ضرورت وصفیہ ہو یا وقتیہ ۱۲ منہ

عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ
عرفیہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وقتیہ	وقتیہ مطلقہ	وقتیہ مطلقہ	وقتیہ مطلقہ	وقتیہ مطلقہ
منتشرہ	منتشرہ مطلقہ	منتشرہ مطلقہ	منتشرہ مطلقہ	منتشرہ مطلقہ
ممکنہ عامہ	ممکنہ عامہ	ممکنہ عامہ	عقیم	عقیم ۔
ممکنہ خاصہ	ممکنہ عامہ	ممکنہ عامہ	عقیم	عقیم ۔

م ۔ وَفِي الثَّالِثِ إِيجَابُ الصُّغْرٰى وَفِعْلِيَّتُهَا مَعَ كُلِّيَّةِ إِحْدٰىهُمَا لِيُنْتِجَ الْمُوجِبَتَانِ مَعَ الْمُوجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ أَوْ بِالْعَكْسِ مُوجِبَةً جُزْئِيَّةً وَمَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ أَوِ الْكُلِّيَّةُ مَعَ الْجُزْئِيَّةِ سَالِبَةً جُزْئِيَّةً بِالْخُلْفِ أَوْ عَكْسِ الصُّغْرٰى أَوِ الْكُبْرٰى ثُمَّ التَّرْتِيبِ ثُمَّ النَّتِيجَةِ ۔

ت ۔ اور شکل ثالث میں صغریٰ کا ایجاب اور اُس کی فعلیّت دونوں مقدموں میں سے ایک کی کلیّت کے ساتھ مشروط ہے ۔ تاکہ دو (صغریٰ) موجبہ (کلیہ و جزئیہ) موجبہ کلیہ (کبریٰ) کے ساتھ یا اِس کے برعکس موجبہ جزئیہ اور (دو موجبہ صغریٰ) سالبہ کلیہ (کبریٰ) کے ساتھ یا (موجبہ) کلیہ (صغریٰ) (سالبہ) جزئیہ (کبریٰ) کے ساتھ سالبہ جزئیہ نتیجہ پیدا کریں ۔ دلیل خلف سے یا عکس صغریٰ سے یا عکس کبریٰ پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ سے ۔

ش

شکل ثالث کا بیان

کم وکیف کے اعتبار سے شکل ثالث کے انتاج کی دو شرطیں ہیں ۔

۱۔ ایجاب صغریٰ۔

۲۔ کلیّت احدی المقدمتین (یعنی صغریٰ و کبریٰ دونوں جزئیہ نہ ہوں خواہ دونوں کلیّہ ہوں یا فقط صغریٰ یا فقط کبریٰ کلیہ ہو۔)

(اِن دونوں شرطوں کے اعتبار سے شکل ثالث کے ضروب منتجہ چھ ۶ ہوئے جن کی تفصیل مع نتائج ترتیب کے ساتھ یہ ہے۔

(۱)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ موجبہ کلیہ	نتیجہ موجبہ جزئیہ
(۲)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ سالبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۳)	صغریٰ موجبہ جزئیہ۔ کبریٰ موجبہ کلیہ	نتیجہ موجبہ جزئیہ
(۴)	صغریٰ موجبہ جزئیہ۔ کبریٰ سالبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۵)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ موجبہ جزئیہ	نتیجہ موجبہ جزئیہ
(۶)	صغریٰ موجبہ کلیہ۔ کبریٰ سالبہ جزئیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ

چھ ضربیں نقشۂ ضروب کے نمبر ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۷۔ میں مندرج ہیں اُن میں دونوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ باقی دس ضربیں عقیم ہیں کیونکہ نمبر ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۵۔ میں پہلی شرط مفقود ہے۔ اور ۶۔ ۸۔ میں دوسری شرط مفقود ہے۔ اور ۱۴۔ ۱۶ میں دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ (نقشۂ ذیل دیکھو)

کل انسانٍ حیوان	صغریٰ موجبہ کلیہ۔	ضرب اول	نقشہ شکل ثالث
وکل انسانٍ ناطقٌ	کبریٰ موجبہ کلیہ۔		
فبعض الحَیَوان ناطِق	موجبہ جزئیہ۔	نتیجہ	
کل انسانٍ حیوانٌ	صغریٰ موجبہ کلیہ۔	ضرب ثانی	
ولا شئ من الانسان بفرسٍ۔	کبریٰ سالبہ کلیہ۔		
فبعض الحیوان لیس بفرسٍ	سالبہ جزئیہ۔	نتیجہ	

بعض الانسانِ حیوانٌ۔	صغریٰ موجبہ جزئیہ	ضرب ثالث
وکل انسانٍ ناطقٌ۔	کبریٰ موجبہ کلیہ	
فبعض الحیوانِ ناطقٌ۔	موجبہ جزئیہ	نتیجہ
بعض الانسان حیوان۔	صغریٰ موجبہ جزئیہ	ضرب رابع
ولاشئ من الانسان بحجر۔	کبریٰ سالبہ کلیہ	
فبعض الحیوان لیس بحجر۔	سالبہ جزئیہ	نتیجہ
کل انسانٍ حیوانٌ۔	صغریٰ موجبہ کلیہ	ضرب خامس
وبعض الانسان کاتبٌ۔	کبریٰ موجبہ جزئیہ	
فبعض الحیوان کاتب۔	موجبہ جزئیہ	نتیجہ
کل انسان حیوان۔	صغریٰ موجبہ کلیہ	ضرب سادس
وبعض الانسان لیس بکاتب	کبریٰ سالبہ جزئیہ	
فبعض الحیوان لیس بکاتب	سالبہ جزئیہ	نتیجہ

ادلۂ انتاج شکلِ ثالث

شکلِ ثالث کے انتاج کی چار دلیلیں ہیں۔

(۱) خلف۔ وہ اس طرح پر ہے کہ نتیجے کے نقیض کو کبریٰ اور قیاس کے صغرے کو (افتراض کے علاوہ ۱۲) صغریٰ بنا کر شکلِ اوّل ترتیب دیں۔ اُس کا نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ کا منافی[1] یا نقیض ہوگا۔ مثلاً ضرب اوّل میں یوں تقریر کی کہ جب کُل انسانٍ حیوانٌ وکل انسانٍ ناطقٌ صادق ہوگا تو اُس کا نتیجہ بعض الحیوان ناطقٌ ضرور صادق ہوگا۔

---

[1] منافی ضرب اوّل[1] وثانی[2] میں ہوگا۔ اور نقیض باقی چار ضربوں میں ہوگا۔ اصل قیاس کے کبریٰ کے منافی ہونے سے یہ مطلب ہے کہ وہ کبریٰ اور یہ نتیجہ دونوں میں منافاۃ فی الاجتماع ہو یعنی دونوں ایک ساتھ صادق نہ ہوسکیں۔ یا منافاۃ فی الاجتماع والارتفاع ہو۔ یعنی دونوں ایک ساتھ نہ صادق ہوسکیں نہ کاذب یعنی دونوں میں منع الجمع یا انفصالِ حقیقی عنادی ہو۔ ۱۲ منہ

اگر یہ نتیجہ نہ صادق ہوگا تو اُس کا نقیض لاشئے من الحیوان بناطقٍ ضرور صادق ہوگا اور جب یہ نقیض صادق ہوگا تو اس نقیض کو کبریٰ اور اصل قیاس کے صغریٰ کو صغریٰ بنا کر شکلِ اوّل یوں ترتیب دینگے کل انسانٍ حیوانٌ ولاشئے من الحیوان بناطقٍ۔ اس کا نتیجہ لاشئے من الانسان بناطقٍ ہوگا۔ اور یہ نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ یعنی کل انسانٍ بناطقٌ کا منافی ہے۔ اور چونکہ اصل قیاس کا کبریٰ مفروض الصدق ہے اس لئے بالضرور یہ نتیجہ ہی کاذب ہے۔ (کیونکہ اجتماع المتنافیین محال ہے۔)

اب ہم کہتے ہیں کہ نتیجے کا کذب تین ہی سببوں میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے۔ الخ

یہ دلیل شکلِ ثالث کی ضروب ستہ میں جاری ہے کیونکہ شکل ثالث کا نتیجہ جزئیہ ہوتا ہے۔ اور جزئیہ کا نقیض کلیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ ہو سکتا ہے۔ اور شکل ثالث میں ایجاب صغریٰ شرط ہے۔ اس لئے شکل ثالث کا صغریٰ شکل اوّل کا صغریٰ ہو سکتا ہے۔

(۲) عکس صغریٰ یعنی شکل ثالث کے صغریٰ کا عکس بنا کر شکل اوّل ترتیب دیں اسکا نتیجہ بعینہٖ نتیجہ مطلوبہ ہوگا۔

مثلاً ضرب اوّل میں صغریٰ کا عکس بنا کر شکلِ اوّل یوں ترتیب دی بعض الحیوانِ انسانٌ وکل انسانٍ ناطقٌ۔ اس کا نتیجہ بعض الحیوان ناطقٌ ہوا۔ اور یہ بعینہٖ نتیجہ مطلوبہ ہے۔

یہ دلیل صرف ضرب اوّل وضرب ثانی وضرب ثالث وضرب رابع میں جاری ہے کیونکہ ان چاروں ضربوں میں کبریٰ کلیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ ہو سکتا ہے۔

ضرب خامس وسادس میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ جزئیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ نہیں ہو سکتا۔

(۳) عکس کبریٰ پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ۔

یعنی شکل ثالث کے کبریٰ کا عکس بنا کر شکل رابع ترتیب دیں پھر شکل رابع کی ترتیب کو الٹ کر شکل اول ترتیب دیں پھر شکل اوّل کا نتیجہ نکال کر نتیجے کا عکس بنائیں یہ عکس بعینہٖ نتیجہ مطلوبہ ہوگا۔

مثلاً ضرب اوّل میں کبریٰ کا عکس بنا کر شکل رابع یوں ترتیب دی کل انسانٍ حیوانٌ و

بعضُ الناطِقِ انسانٌ - پھر اس کی ترتیب اُلٹ کر شکل اوّل یوں بنائی بعض الناطِقِ انسانٌ وکل انسان حیوان - اِس کا نتیجہ بعض الناطق حیوان ہوا جس کا عکس بعض الحیوان ناطِق ہوا - اور یہی بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہے -

یہ دلیل صرف ضرب اوّل وضرب خامس میں جاری ہے کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ موجبہ ہے جس کا عکس بھی موجبہ ہے - جو شکل اوّل کا صغریٰ ہو سکتا ہے - اور صغریٰ کلیہ ہے جو شکلِ اوّل کا کبریٰ ہو سکتا ہے -

باقی چار ضربوں میں یہ دلیل جاری نہیں ہو سکتی - ضرب ثانی ورابع میں اسوجہ سے کہ ان دونوں میں کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس بھی سالبہ کلیہ ہے جو شکل اول کا صغریٰ نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ خاص ضرب رابع میں صغریٰ بھی جزئیہ ہے - جو شکل اوّل کا کبریٰ نہیں ہو سکتا - اور ضرب سادس میں اس وجہ سے کہ اِس میں کبریٰ سالبہ جزئیہ ہے جس کے لئے عکس ہی نہیں ہے - اور اگر ہو بھی (یعنی مادۂ خاصّتین میں) تو سالبہ جزئیہ ہی ہوگا جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہو سکتا - اور ضرب ثالث میں اِس وجہ سے کہ اس میں صغریٰ ضرب رابع کی طرح جزئیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ نہیں ہو سکتا -

(۴) **عکس صغریٰ وکبریٰ** - (یہ دلیل متن میں مذکور نہیں ہے -)

یعنی شکل ثالث کے صغریٰ وکبریٰ دونوں کا عکس بنا کر شکل ثانی ترتیب دیں اُس کا نتیجہ بعینہ نتیجۂ مطلوبہ ہوگا -

مثلاً ضرب ثانی میں صغریٰ وکبریٰ دونوں کا عکس بنا کر شکل ثانی یوں ترتیب دی بعض الحیوان انسان ولا شئ من الفرس بانسانٍ نتیجہ بعض الحیوان لیس بفرس ہوا اور یہی بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہے -

یہ دلیل صرف ضرب ثانی ورابع میں جاری ہے کیونکہ ان دونوں ضربوں میں کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس بھی سالبہ کلیہ ہے جو شکل ثانی کا کبریٰ ہو سکتا ہے - اور صغریٰ موجبہ ہے جسکا عکس بھی موجبہ ہے - اور موجبہ یہاں شکل ثانی کا صغریٰ ہو سکتا ہے کیونکہ کبریٰ سالبہ ہے -

باقی چار ضربوں میں یہ دلیل نہیں جاری ہو سکتی ضرب اوّل وثالث وخامس میں اِس وجہ سے

کہ اِن میں دونوں مقدمے موجبہ ہیں جن کے عکس سے شکل ثانی نہیں بن سکتی مع ذلک کبریٰ کا عکس موجبہ ہونے کی جہت سے جزئیہ ہوگا جو شکل ثانی کا کبریٰ نہیں ہوسکتا اور ضرب سادس میں اِس وجہ سے کہ اس میں کبریٰ سالبہ جزئیہ ہے جس کے لئے عکس ہی نہیں ہے اور اگر ہو بھی (یعنی مادۂ خاصتین میں) تو جزئیہ ہی ہوگا۔ جو شکل ثانی کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔

مختلطات شکلِ ثالث

جہت کے اعتبار سے شکل اوّل کی طرح شکل ثالث کے انتاج کی شرط بھی فعلیت صغریٰ ہے۔ اِس لئے کل مختلطات منتجہ شکلِ ثالث بھی ایک سو تینتالیس [۱۴۳] ہوئے جنکے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔ اگر کبریٰ وصفیات [۱] اربع میں سے نہ ہو تو نتیجہ مثل کبریٰ کے ہوگا۔ اور اگر کبریٰ وصفیات اربع میں سے ہو تو نتیجہ مثلِ عکسِ صغریٰ کے ہوگا۔ (یعنی جو جہت صغریٰ کے عکس میں ہوگی وہی جہت نتیجے میں ہوگی۔

لیکن اگر عکس میں لادوام کی قید ہوگی تو وہ نتیجے میں حذف ہوجائے گی۔ اور اگر کبریٰ خاصتین میں سے ہوگا تو اُس کے لادوام کی قید نتیجے میں بڑھادیجائے گی۔

صغریات / کبریٰ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصّہ	عرفیہ خاصّہ
ضروریہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ۔	حینیہ لادائمہ
دائمہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ۔	حینیہ لادائمہ۔
مشروطہ عامہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ۔
عرفیہ عامہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ۔	حینیہ لادائمہ۔
مشروطہ خاصہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ۔	حینیہ لادائمہ۔

[۱] یعنی مشروطتین و عرفیتین ۱۲ منہ۔

عرفیہ خاصہ	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ مطلقہ۔	حینیہ لادائمہ۔	حینیہ لادائمہ۔
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
وقتیــــہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔
منتشــرہ	مطلقہ عامہ۔	مطلقہ عامہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔

م۔ وَفِي الرَّابِعِ إِيْجَابُهُمَا مَعَ كُلِّيَّةِ الصُّغْرٰى أَوِ اخْتِلَافُهُمَا مَعَ كُلِّيَّةِ إِحْدٰ ىهُمَا لِيُنْتِجَ الْمُوْجِبَةُ الْكُلِّيَّةُ مَعَ الْأَرْبَعِ وَالْجُزْئِيَّةُ مَعَ السَّالِبَةِ الْكُلِّيَّةِ وَالسَّالِبَتَانِ مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْكُلِّيَّةِ وَكُلِّيَّتُهُمَا مَعَ الْمُوْجِبَةِ الْجُزْئِيَّةِ جُزْئِيَّةً مُّوْجِبَةً إِنْ لَّمْ يَكُنْ بِسَلْبٍ وَّإِلَّا فَسَالِبَةً بِالْخُلْفِ أَوْ بِعَكْسِ التَّرْتِيْبِ ثُمَّ النَّتِيْجَةِ أَوْ بِعَكْسِ الْمُقَدَّمَتَيْنِ أَوْ بِالرَّدِّ إِلَى الثَّانِيْ بِعَكْسِ الصُّغْرٰى أَوِ الثَّالِثِ بِعَكْسِ الْكُبْرٰى ۞

ت۔ اور شکل رابع میں دونوں مقدموں کا ایجاب صغریٰ کی کلیت کے ساتھ یا دونوں مقدموں کا (کیف میں) مختلف ہونا دونوں میں سے ایک کی کلیت کے ساتھ مشروط ہے تاکہ (صغریٰ) موجبہ کلیہ چار (کبریات) کے ساتھ اور (صغریٰ موجبہ) جزئیہ (کبریٰ) سالبہ کلیہ کے ساتھ اور دو (صغریٰ) سالبہ (کلیہ و جزئیہ) موجبہ کلیہ (کبریٰ) کے ساتھ اور (صغریٰ) سالبہ کلیہ (کبریٰ) موجبہ جزئیہ کے ساتھ۔ جزئیہ موجبہ نتیجہ پیدا کریں اگر سلب نہ ہو ورنہ سالبہ دلیل خلف سے یا عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ سے یا دونوں مقدموں کے عکس سے یا صغریٰ کا عکس کرکے شکل ثانی بنا دینے سے یا کبریٰ کا عکس کرکے شکل ثالث بنا دینے سے۔

ش

شکل رابع کا بیان

کم و کیف کے اعتبار سے شکل رابع کے انتاج کی شرط احد الامرین ہے (یعنی دو امروں میں سے

ایک امر کا پایا جانا شرط ہے۔)

(۱) یا ایجاب المقدمتین مع کلیّت صغریٰ۔

(یعنی صغریٰ وکبریٰ دونوں موجبہ ہوں اور صغریٰ فقط کلّیہ ہو جزئیہ نہ ہو۔)

(۲) یا اختلاف المقدمتین فی الکیف مع کلیت احدٰہما۔

(یعنی صغریٰ وکبریٰ دونوں ایجاب وسلب میں مختلف ہوں اور دونوں جزئیہ نہ ہوں خواہ دونوں کلیہ ہوں یا فقط صغریٰ یا فقط کبریٰ کلیہ ہو۔)

ان شرطوں کے اعتبار سے شکل رابع کے ضروب منتجہ آٹھ ہوئے جنکی تفصیل مع نتائج ترتیب کے ساتھ یہ ہے۔

(۱)	صغریٰ موجبہ کلیّہ - کبریٰ موجبہ کلیّہ	نتیجہ موجبہ جزئیہ
(۲)	صغریٰ موجبہ کلیہ - کبریٰ موجبہ جزئیہ	نتیجہ موجبہ جزئیہ
(۳)	صغریٰ سالبہ کلیہ - کبریٰ موجبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ کلیّہ
(۴)	صغریٰ موجبہ کلیہ - کبریٰ سالبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۵)	صغریٰ موجبہ جزئیہ - کبریٰ سالبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۶)	صغریٰ سالبہ جزئیہ - کبریٰ موجبہ کلیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۷)	صغریٰ موجبہ کلیہ - کبریٰ سالبہ جزئیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ
(۸)	صغریٰ سالبہ کلیہ - کبریٰ موجبہ جزئیہ	نتیجہ سالبہ جزئیہ

یہ آٹھ ضربیں نقشہ ضروب کے نمبر ۱-۲-۳-۴-۷-۹-۱۰-۱۳ میں مندرج ہیں۔ نمبر ۱-۲- میں پہلا امر پایا جاتا ہے اور ۳-۴-۷-۹-۱۰-۱۳ میں دوسرا امر پایا جاتا ہے۔ انکے علاوہ باقی آٹھ ضربیں ہیں (یعنی ۵-۶-۸-۱۱-۱۲-۱۴-۱۵-۱۶) عقیم ہیں کیونکہ ان میں دونوں امر مفقود ہیں۔ (نقشۂ ذیل دیکھو)

نقشہ شکل رابع

	کل انسان حیوان وکل ناطق انسان		صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	ضرب اول

فبعض الحیوان ناطق		موجبہ جزئیہ	نتیجہ
کل انسان حیوان وبعض الاسود انسان		صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ موجبہ جزئیہ	ضرب ثانی
فبعض الحیوان اسود		موجبہ جزئیہ	نتیجہ
لاشئ من الانسان بحجر وکل ناطق انسان		صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	ضرب ثالث
ولاشئ من الحجر بناطق		سالبہ کلیہ	نتیجہ
کل انسان حیوان ولاشئ من الفرس بانسان		صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ جزئیہ	ضرب رابع
فبعض الحیوان لیس بفرس		سالبہ جزئیہ	نتیجہ
بعض الانسان اسود ولاشئ من الحجر بانسان		صغریٰ موجبہ جزئیہ کبریٰ سالبہ کلیہ	ضرب خامس
فبعض الاسود لیس بحجر		سالبہ جزئیہ	نتیجہ
بعض الحیوان لیس باسود وکلّ انسانٍ حیوان		صغریٰ سالبہ جزئیہ کبریٰ موجبہ کلیہ	ضرب سادس
فبعض الاسود لیس بانسانٍ		سالبہ جزئیہ	نتیجہ
کل انسانٍ حیران وبعض الاسود لیس بانسانٍ		صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ سالبہ جزئیہ	ضرب سابع
فبعض الحیوان لیس باسود		سالبہ جزئیہ	نتیجہ
لاشئ من الانسان بحجر وبعض الاسود انسان		صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ موجبہ جزئیہ	ضرب ثامن

	فبعض الحجر لیس باسود		سالبہ جزئیہ	نتیجہ

ادلۂ انتاج شکلِ رابع

شکلِ رابع کے انتاج کی پانچ دلیلیں ہیں

(۱) خلف۔ وہ اس طرح پر ہو کہ نتیجے (افتراض کے علاوہ ۱۲) کے نقیض کو قیاس کے صغریٰ یا کبریٰ[1] کے ساتھ ملاکر شکلِ اوّل ترتیب دیں۔ پھر اُس کا نتیجہ نکال کر نتیجے کا عکس بنائیں۔ یہ عکس نتیجہ اصل قیاس کے صغریٰ یا کبریٰ کا منافی[2] یا نقیض ہوگا۔

مثلاً ضرب اوّل میں یوں تقریر کی کہ جب کل انسانٍ حیوانٌ وکل ناطقٍ انسانٌ صادق ہوگا تو اُس کا نتیجہ بعض الحیوانِ ناطقٌ ضرور صادق ہوگا۔ اگر یہ نتیجہ نہ صادق ہوگا تو اس کا نقیض لاشئی من الحیوان بناطق ضرور صادق ہوگا۔ اور جب یہ نقیض صادق ہوگا تو اس نقیض کو کبریٰ اور اصل قیاس کے صغریٰ کو صغریٰ بناکر شکل اوّل یوں ترتیب دینگے۔ کل انسان حیوان ولاشئی من الحیوان بناطقٍ اس کا نتیجہ لاشئی من الانسانِ بناطقٍ ہوگا۔ جس کا عکس لاشئی من الناطق بانسانٍ ہوگا۔ اور یہ عکس نتیجہ اصل قیاس کے کبریٰ یعنی کل ناطقٍ انسانٍ کا منافی ہے۔ اور چونکہ اصل قیاس کا کبریٰ مفروض الصدق ہے اسلئے بالضرور یہ عکس نتیجہ ہی کاذب ہوگا۔ اور جب یہ عکس نتیجہ کاذب ہوگا تو بالضرور نتیجہ بھی کاذب ہوگا (کیونکہ قضیئے کا عکس قضیئے کو لازم ہوتا ہے۔ اور کذبِ لازم کذبِ ملزوم کو مستلزم ہے۔)

اب ہم کہتے ہیں کہ نتیجے کا کذب تین ہی سببوں میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے۔ الخ

یہ دلیل صرف ضرب اوّل وضرب ثانی وضرب ثالث وضرب رابع وضرب خامس میں جاری ہے

---

[1] ضرب اوّل وضرب ثانی میں صرف صغریٰ کے ساتھ ملانا چاہیئے۔ اور ضرب ثالث میں صرف کبریٰ کے ساتھ اور ضرب رابع وضرب خامس میں صغریٰ کے ساتھ بھی ملا سکتے ہیں اور کبریٰ کے ساتھ بھی ۱۲ منہ

[2] منافی ضرب اوّل میں ہوگا۔ اور نقیض ضرب ثانی وثالث وخامس میں۔ اور ضرب رابع میں اگر نتیجے کے نقیض کو صغریٰ کے ساتھ ملائیں تو نقیض ہوگا۔ اور کبریٰ کے ساتھ ملائیں تو منافی ہوگا۔ ۱۲ منہ

باقی تین ضربوں میں یہ دلیل جاری نہیں ہوسکتی۔ ضرب سادس وسابع میں اس وجہ سے کہ یہاں عکس نتیجہ اصل قیاس کے صغریٰ یا کبریٰ کا منافی یا نقیض نہیں ہے۔ اور ضرب ثامن میں اس وجہ سے کہ اس کا صغریٰ اور کبریٰ شکل اوّل کے صغریٰ اور کبریٰ ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(۲) عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ۔

یعنی شکل رابع کی ترتیب اُلٹ کر شکل اوّل ترتیب دیں۔ پھر اُس کا نتیجہ نکال کر نتیجے کا عکس بنائیں۔ یہ عکس بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہوگا۔

یہ دلیل صرف ضرب اوّل وضرب ثانی وضرب ثالث میں جاری ہے کیونکہ ان تینوں ضربوں میں صغریٰ کلیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ موجبہ ہے جو شکل اوّل کا صغرے ہوسکتا ہے۔ اور نتیجہ موجبہ جزئیہ ہے یا سالبہ کلیہ ہے جو منعکس ہوسکتا ہے۔

ضرب ثامن میں بھی یہ دلیل جاری ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ اُس کا نتیجہ یعنی سالبہ جزئیہ قابل انعکاس یعنی احدی الخاصتین ہو۔

باقی چار ضربوں میں یہ دلیل مطلقاً نہیں جاری ہوسکتی۔ ضرب رابع وضرب خامس وضرب سابع میں اس وجہ سے کہ ان تینوں ضربوں میں کبریٰ سالبہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہوسکتا اور خاص ضرب خامس میں صغریٰ بھی جزئیہ ہے جو شکل اوّل کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور ضرب سادس میں اس وجہ سے کہ اس میں بھی صغریٰ جزئیہ ہے۔

(۳) عکس مقدمتین یعنی صغریٰ وکبریٰ دونوں کا عکس بنا کر شکل اوّل ترتیب دیں۔ اس کا نتیجہ بعینہ نتیجہ مطلوبہ ہوگا۔

یہ دلیل صرف ضرب رابع وضرب خامس میں جاری ہے کیونکہ ان دونوں ضربوں میں صغریٰ موجبہ ہے جو بعد انعکاس شکل اوّل کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جو بعد انعکاس شکل اوّل کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔

باقی چھ ضربوں میں یہ دلیل نہیں جاری ہوسکتی۔ ضرب اول وضرب ثانی وضرب ثالث وضرب سادس وضرب ثامن میں اس وجہ سے کہ ان میں کبریٰ موجبہ ہے۔ جس کا عکس جزئیہ ہے جو شکل

اوّل کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور خاص ضرب ثالث وضرب ثامن میں صغریٰ سالبہ کلیہ ہے جس کا عکس بھی سالبہ کلیہ ہے جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہوسکتا۔ اور خاص ضرب سادس میں صغریٰ سالبہ جزئیہ ہے جسکے لئے عکس نہیں ہے۔ اور اگر ہو بھی (یعنی مادّۂ خاصتین میں) تو سالبہ جزئیہ ہی ہوگا۔ جو شکل اوّل کا صغریٰ نہیں ہوسکتا۔

اور ضرب سابع میں اس وجہ سے کہ اس میں کبریٰ سالبہ جزئیہ ہے جس کا عکس اگر ہو بھی تو جزئیہ ہونے کی وجہ سے شکلِ اوّل کا کبریٰ نہیں ہوسکتا۔

(۴) عکس صغریٰ۔ (یعنی صغریٰ کا عکس بناکر شکل ثانی ترتیب دیں اس کا نتیجہ بعینہ نتیجۂ مطلوبہ ہوگا۔

یہ دلیل صرف ضرب ثالث وضرب رابع وضرب خامس میں جاری ہے۔ کیونکہ ضرب ثالث میں صغریٰ سالبہ کلّیہ ہے جس کا عکس سالبہ کلیہ ہے جو شکل ثانی کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہے جو شکل ثانی کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ اور ضرب رابع و خامس صغریٰ موجبہ کلیہ یا موجبہ جزئیہ ہے جسکا عکس موجبہ جزئیہ ہے جو شکل ثانی کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے جو شکل ثانی کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ ضرب سادس میں بھی یہ دلیل جاری ہوسکتی ہے بشرطیکہ سالبہ جزئیہ جو اُس میں صغریٰ ہے قابل انعکاس یعنی احدی الخاصتین ہو۔

باقی چار ضربوں میں یہ دلیل مطلقاً نہیں جاری ہوسکتی۔ ضرب اوّل وثانی میں اس وجہ سے کہ ان دونوں ضربوں میں دونوں مقدمے موجبہ ہیں جن کے عکس سے شکل ثانی نہیں بن سکتی۔ مع ذلک خاص ضرب ثانی میں کبریٰ بھی جزئیہ ہے۔ جو شکل ثانی کا کبریٰ نہیں ہوسکتا اور ضرب سابع وثامن میں اس وجہ سے کہ ان میں بھی کبریٰ جزئیہ ہے۔

(۵) عکس کبریٰ یعنی کبریٰ کا عکس بناکر شکل ثالث ترتیب دیں اُس کا نتیجہ بعینہ نتیجۂ مطلوبہ ہوگا۔

یہ دلیل صرف ضرب اوّل وثانی ورابع وخامس میں جاری ہے کیونکہ ضربِ اوّل وثانی میں کبریٰ موجبہ ہے جس کا عکس موجبہ جزئیہ ہے جو شکل ثالث کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ اور صغریٰ موجبہ کلیہ ہے جو شکل ثالث کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ اور ضرب رابع وخامس میں کبریٰ سالبہ کلیّہ ہے جس کا عکس بھی سالبہ کلیّہ ہے۔ جو شکل ثالث کا کبریٰ ہوسکتا ہے۔ اور صغریٰ موجبہ ہے جو شکل ثالث کا صغریٰ ہوسکتا ہے۔ ضرب سابع میں بھی یہ دلیل

جاری ہوسکتی ہے بشرطیکہ سالبہ جزئیہ جو اُس میں کبریٰ ہے قابلِ انعکاس یعنی احدی الخاصتین ہو۔
ضرب ثالث وسادس وثامن میں یہ دلیل مطلقاً نہیں جاری ہوسکتی۔ کیونکہ ان تین ضربوں میں صغریٰ سالبہ ہے جو شکلِ ثالث کا صغریٰ نہیں ہوسکتا۔

مختلطات شکلِ رابع

جہت کے اعتبار سے شکلِ رابع کے انتاج کی پانچ شرطیں ہیں۔
(۱) فعلیت مقدمتین (یعنی صغریٰ وکبریٰ ممکنتین میں سے نہ ہوں۔)
(۲) ضرب ثامن کے ماسوا میں سالبہ کلیہ کا قابل انعکاس ہونا۔ (یعنی ضرب ثالث ورابع وخامس میں سالبہ کلیہ دائمتین وعامتین وخاصتین میں سے ہو۔)
(۳) ضرب ثالث کے صغریٰ پر دوام ذاتی یا اُس کے کبریٰ پر دوام وصفی کا صادق ہونا (یعنی ضرب ثالث کا صغریٰ دائمتین میں سے ہو۔ اور اگر دائمتین میں سے نہ ہو بلکہ بحکم شرط ثانی عامتین وخاصتین میں سے ہو تو کبریٰ دائمتین وعامتین وخاصتین میں سے ہو۔)
(۴) ضرب سادس وسابع وثامن کے سالبہ کا احدی الخاصتین ہونا۔
(۵) ضرب سادس وثامن کے کبریٰ پر دوام وصفی کا صادق ہونا۔

ضربِ اوّل وثانی

کل مختلطات منتجۂ ضربِ اوّل وضرب ثانی (گیارہ صغریات کو گیارہ کبریات میں ضرب دینے سے) ایک سو اکیس ہوئے۔ جن کے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔ اگر صغریٰ پر دوام ذاتی یا صغریٰ وکبریٰ دونوں پر دوام وصفی صادق ہو تو نتیجہ مثل عکس صغریٰ کے ہوگا ورنہ نتیجہ مطلقہ عامہ ہوگا۔

صغریات / کبریات	ضروریہ	دائمہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لاضروریہ	وجودیہ لادائمہ	وقتیہ
ضروریہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
مشروطہ عامہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
عرفیہ عامہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
مشروطہ خاصہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
عرفیہ خاصہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
مطلقہ عامہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لاضروریہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لادائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وقتیہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
منتشرہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ

منتشرہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ

ضرب ثالث

کل مختلطات منتجہ ضرب ثالث (دو صغریٰ دائمتین کو گیارہ کبریات میں اور چار صغریات عامتین و خاصتین کو چھ کبریات دائمتین و عامتین و خاصتین میں ضرب دینے سے) چھیالیس ہوئے جنکے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔ اگر صغریٰ یا کبریٰ پر دوام ذاتی صادق ہو تو نتیجہ دائمہ ہوگا۔ ورنہ نتیجہ مثل عکس صغریٰ کے ہوگا۔

صغریٰ / کبریٰ	ضروریہ	دائمہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ
دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ
مشروطہ عامہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	عرفیہ لادائمہ فی البعض
عرفیہ عامہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	عرفیہ لادائمہ فی البعض
مشروطہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	عرفیہ لادائمہ فی البعض
عرفیہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ لادائمہ فی البعض	عرفیہ لادائمہ فی البعض
مطلقہ عامہ	دائمہ	دائمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ
وجودیہ لاضروریہ	دائمہ	دائمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ
وجودیہ لادائمہ	دائمہ	دائمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ
وقتیہ	دائمہ	دائمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ
منتشرہ	دائمہ	دائمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ	عقیمہ

ضرب رابع وخامس

کل مختلطات منتجہ ضرب رابع و ضرب خامس گیارہ[۱۱] صغریات کو چھ چھ کبریات میں ضرب دینے سے

چھیاسٹھ چھیاسٹھ ہوئے۔ جن کے انتاج کا ضابطہ یہ ہے۔
اگر کبریٰ پر دوام ذاتی صادق ہو تو نتیجہ دائمہ ہوگا۔ ورنہ نتیجہ مثل عکسِ صغریٰ کے ہوگا۔ لیکن لادوامِ عکس کی قید نتیجے میں حذف ہو جائے گی۔

صغریات / کبریات	ضروریہ کلیہ	دائمہ کلیہ	مشروطہ عامہ کلیہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ کلیہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
دائمہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
مشروطہ عامہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
عرفیہ عامہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
مشروطہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
عرفیہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
مطلقہ عامہ	دائمہ	دائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لاضروریہ	دائمہ	دائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وجودیہ لادائمہ	دائمہ	دائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
وقتیہ	دائمہ	دائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ
منتشرہ	دائمہ	دائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ

ضرب سادس

کل مختلطات منتجہ ضرب سادس (دو صغریٰ خاصتین کو چھ کبریات دائمتین عامتین وخاصتین میں ضرب دینے سے) بارہ ہوئے جن کے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے۔ صغریٰ کا عکس بنا کر شکل

ثانی ترتیب دیں پھر اُس کا نتیجہ حسب ضابطۂ انتاج شکل ثانی نکالیں۔ یہ نتیجہ بعینہ ضرب سادس کا نتیجہ ہوگا۔

صغریات / کبریٰ	ضروریہ	دائمہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
مشروطہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ
عرفیہ خاصہ	دائمہ	دائمہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ

ضرب سابع

کل مختلطات منتجہ ضرب سابع (گیارہ صغریات کو دو کبریٰ خاصتین میں ضرب دینے سے) بائیس ہوئے۔ جن کے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے۔

کبریٰ کا عکس بنا کر شکل ثالث ترتیب دیں۔ پھر اُس کا نتیجہ حسب ضابطۂ انتاج شکلِ ثالث نکالیں یہ نتیجہ بعینہ ضرب سابع کا نتیجہ ہوگا۔

صغریات / کبریٰ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	
ضروریہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
دائمہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
مشروطہ عامہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
مشروطہ خاصہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
عرفیہ عامہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
عرفیہ خاصہ	حینیہ لادائمہ	حینیہ لادائمہ	
مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ	
وجودیہ لاضروریہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ	

وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	
وقتیہ	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	
منتشرہ	وجودیہ لادائمہ۔	وجودیہ لادائمہ۔	

ضرب ثامن

کل مختلطات منتجہ ضرب ثامن (دو صغریٰ خاصتین کو چھ کبریات دائمتین وعامتین وخاصتین میں ضرب دینے سے) بارہ ہوئے۔ جن کے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے۔

دونوں مقدموں کی ترتیب اُلٹ کر شکل اوّل بنائیں پھر اُس کا نتیجہ حسب ضابطۂ انتاجِ شکلِ اوّل نکالیں۔ پھر یہ نتیجہ اگر قابل انعکاس نہو تو بعینہ ورنہ اُس کا عکس ضرب ثامن کا نتیجہ ہوگا۔

صغریٰ / کبریٰ	ضروریہ	دائمہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
مشروطہ خاصہ	ضروریہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
عرفیہ خاصہ	دائمہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ

تنبیہ۔ حضرت مصنّف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کم وکیف کے اعتبار سے تو چاروں شکلوں کی انتاج کی شرطیں بیان کیں۔ مگر جہت کے اعتبار سے صرف پہلی تین شکلوں کے انتاج کی شرطیں ذکر کیں۔ اور شکل رابع کے انتاج کی شرط چھوڑ دی۔ اِس کی وجہ صرف اسی قدر ہے کہ شکل رابع اپنے اَبعَدَ عن الطبع ہونے کی وجہ سے نہایت قلیل الاعتبار ہے۔ اسلئے اسکے پورے حالات کے جاننے میں وقت صرف کرنا زیادہ مفید نہیں ہے شیخین کو دیکھو کہ اُنہوں نے شکل کو پہلے ہی تین قسموں میں منحصر رکھا ہے۔ اور شکل رابع کو مطلقًا دائرۂ اعتبار سے خارج کر دیا ہے۔ نتائج اختلاطات کی بحث چونکہ بہت طویل اور نہایت پیچیدہ ہے۔ اسلئے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کسی شکل میں اُن کا ذکر نہیں کیا۔

میں نے اِس شرح میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اُن سب[1] چھوڑی ہوئی باتوں کو نہایت آسان

---

[1] یعنی جہت کے اعتبار سے شکل رابع کے انتاج کی شرط اور ہر شکل کے اختلاطات کے نتائج ۱۲ منہ

طریق کے ساتھ ذکر کردیا ہے تاکہ طالبِ کمال پورے مسائل سے واقف ہوجائے۔ فاغتنم ذالک واللہ الموفق۔

م۔ **وَضَابِطَةُ** شَرَائِطِ الْاَرْبَعَةِ اَنَّهُ لَابُدَّ اِمَّا مِنْ عُمُوْمِ مَوْضُوْعِيَّةِ الْاَوْسَطِ مَعَ مُلَاقَاتِهٖ لِلْاَصْغَرِ بِالْفِعْلِ اَوْ حَمْلِهٖ عَلَى الْاَكْبَرِ وَاِمَّا مِنْ عُمُوْمِ مَوْضُوْعِيَّةِ الْاَكْبَرِ مَعَ الْاِخْتِلَافِ فِي الْكَيْفِ مَعَ مُنَافَاةِ نِسْبَةِ وَصْفِ الْاَوْسَطِ اِلٰى وَصْفِ الْاَكْبَرِ لِنِسْبَتِهٖ اِلٰى ذَاتِ الْاَصْغَرِ۔

ت۔ اور چاروں (شکلوں) کی شرطوں کا ضابطہ یہ ہے کہ (انتاج قیاس کے لئے) یہ ضرور ہے کہ یا اوسط کی موضوعیت عام ہو۔ اس بات کے ساتھ کہ اوسط یا اصغر کا ملاقی بالفعل ہو یا اکبر پر محمول ہو یا اختلاف فی الکیف کے ساتھ اکبر کی موضوعیت عام ہو اس بات کے ساتھ کہ وصف اوسط کی نسبت جو وصف اکبر کی طرف ہو وصف اوسط کی اُس نسبت کے منافی ہو جو ذات اصغر کی طرف ہے۔

ش

شرائطِ اشکالِ اربعہ کا ضابطہ

مصنفؒ نے یہاں ایک ضابطہ (یعنی قاعدہ کلیہ) بیان کیا ہے جس کے جان لینے سے اشکالِ اربعہ کے انتاج کی وہ تمام شرطیں معلوم ہوجاتی ہیں جن کا ذکر مصنفؒ کے کلام سابق میں ہوچکا ہے یعنی اس ضابطے میں کم وکیف کے اعتبار سے چاروں شکلوں کے انتاج کی شرطوں کی طرف اور جہت کے اعتبار سے صرف پہلی تین شکلوں کے انتاج کی شرطوں کی جانب اشارہ ہے۔ اور جہت کے اعتبار سے شکل رابع کے بعض ضروب کے انتاج کی بعض شرائط کی جانب جو اشارہ ہے وہ ضمناً وتبعاً ہے نہ اصالۃً وقصداً۔ وہ ضابطہ یہ ہے کہ شکل کے منتج ہونے کے لئے اَحَدُ الْاَمْرَیْن بطریق منع الخلو شرط ہے (یعنی دو امروں میں سے کم سے کم ایک امر کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں امر پائے جائیں کیونکہ منع الخلو میں اجتماع منع نہیں ہے۔ امر اوّل یا اوسط کی موضوعیت عام ہو (یعنی اوسط اگر موضوع ہو تو اُس کے کل افراد محکوم علیہ ہوں۔ اور اوسط کے کل افراد کے محکوم علیہ ہونے کی صورت یہی ہے کہ جس مقدمے میں اوسط موضوع واقع ہو وہ

مقدمہ کلیہ ہو۔ اسلئے اوسط کی موضوعیّت کے عام ہونے کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جس مقدمے میں (صغریٰ ہو یا کبریٰ) اوسط موضوع واقع ہو وہ مقدمہ کلیہ ہو لیکن اگر اوسط دونوں مقدموں (صغریٰ وکبریٰ) میں موضوع ہو (جیساکہ شکل ثالث میں ہے۔) تو اِس وقت صرف ایک مقدمے کا کلیہ ہونا ضرور ہے۔ دوسرے مقدمے کا کلیہ ہونا ضرور نہیں ہے۔ خواہ وہ کلیہ ہو یا جزئیہ۔) امرِ اوّل کا ضمیمہ اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ بطریق منع الخلو ہے۔

(یعنی امرِ اوّل کے ساتھ کم سے کم ایک امر کا پایا جانا ضرور ہے۔ اور ممکن ہے کہ دونوں امر پائے جائیں۔)

(۱) یا اوسط اصغر کا لاقی بالفعل ہو (یعنی اوسط اصغر پر یا اصغر اوسط پر ایجاباً بالفعل محمول ہو یعنی صغریٰ میں اوسط موضوع ہو یا محمول۔ دونوں صورتوں میں صغریٰ موجبہ فعلیّہ ہو۔)

(۲) یا اوسط اکبر پر ایجاباً محمول ہو (یعنی اگر کبریٰ میں اوسط محمول ہو تو کبریٰ موجبہ ہو۔) یہانتک شکل اوّل اور شکل ثالث کے تمام ضروب اور شکلِ رابع کی چھ ضربوں کے انتاج کی تمام شرطوں کی طرف اشارہ ہے۔

شکلِ اوّل و شکلِ ثالث کے تمام ضروب اور شکل[1] رابع کے ضرب رابع وسابع میں امرِ اوّل مع ضمیمہ نمبر ۱ پایا جاتا ہے۔ اور شکل رابع کے ضرب ثالث وثامن میں امرِ اوّل مع ضمیمہ نمبر ۲ پایا جاتا ہے۔ اور شکل رابع کے ضرب اوّل وثانی میں امرِ اوّل مع ضمیمہ نمبر ۱ و نمبر ۲ پایا جاتا ہے۔ اِن سب کی تفصیل اسطرح پر ہے۔ شکل اوّل کے کبریٰ میں اوسط موضوع ہوتا ہے۔ اسلئے امرِ اوّل کے اعتبار سے ضرور ہے کہ شکلِ اوّل کا کبریٰ کلیہ ہو۔

شکل اوّل کے صغریٰ میں اوسط محمول ہوتا ہے۔ اِسلئے امرِ اوّل کے ضمیمہ نمبر ۱ کے اعتبار سے ضرور ہے کہ شکل اوّل کا صغریٰ موجبہ فعلیہ ہو۔

(کم وکیف وجہت کے اعتبار سے شکل اوّل کے انتاج کی تمام شرطیں یعنی صغریٰ کا ایجاب اور اُسکی فعلیّت اور کبریٰ کی کلیّت معلوم ہوگئیں۔

شکل ثالث کے دونوں مقدموں میں اوسط موضوع ہوتا ہے۔ اِس لئے امرِ اوّل کے اعتبار سے ضرور ہے کہ شکل ثالث کا احدی المقدمتین کلیّہ ہو۔

شکل ثالث کے صغریٰ میں اوسط موضوع ہوتا ہے۔ اِس لئے امرِ اوّل کے ضمیمہ نمبر ۱ کے اعتبار سے

---

[1] شکل رابع کے ضرب ثالث ورابع میں امر ثانی بھی پایا جاتا ہے جس کا بیان آئندہ ہوگا۔ فاحفظ ذٰلک۔ ۱۲ منہٗ

ضرور ہے کہ شکل ثالث کا صغریٰ موجبہ فعلیہ ہو۔

(کم وکیف وجہت کے اعتبار سے شکل ثالث کے انتاج کی تمام شرطیں یعنی صغریٰ کا ایجاب اور اُس کی فعلیت اور احد المتقدمتین کی کلیت معلوم ہو گئیں۔)

شکل رابع کے ضرب رابع وسابع کے صغریٰ میں اوسط موضوع ہوتا ہے۔ اِس لئے امر اوّل مع ضمیمہ نمبرا کے اعتبار سے ضرور ہے کہ اِن دونوں ضربوں کا صغریٰ کلیہ اور موجبہ فعلیہ ہو۔

شکل رابع کے ضرب ثالث وثامن کے صغریٰ میں اوسط موضوع ہوتا ہے۔ اور کبریٰ میں محمول اسلئے امر اوّل مع ضمیمہ نمبر۲ کے اعتبار سے ضرور ہے کہ اِن دونوں ضربوں کا صغریٰ کلیہ اور کبریٰ موجبہ ہو۔

شکل رابع کے ضرب اوّل وثانی کے صغریٰ میں اوسط موضوع ہوتا ہے اور کبریٰ میں محمول اسلئے امر اوّل مع ضمیمہ نمبرا ونمبر۲ کے اعتبار سے ضرور ہے کہ اِن دونوں ضربوں کا صغریٰ کلیہ اور موجبہ فعلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ ہو۔

(کم وکیف کے اعتبار سے شکل رابع کے چھ ضربوں کے انتاج کی شرطیں معلوم ہو گئیں بلکہ جہت کے اعتبار سے بھی چار ضربوں کے انتاج کی ذراسی شرط یعنی فعلیت صغریٰ معلوم ہو گئی۔

امر ثانی یا اختلاف المقدمتین فی الکیف کے ساتھ اکبر کی موضوعیت عام ہو۔

(یعنی اگر اکبر کبریٰ میں موضوع ہو تو کبریٰ کلیہ ہو۔ اور ایجاب وسلب میں صغریٰ کے مخالف ہو۔)

شکل ثانی کے کبریٰ میں اکبر موضوع ہوتا ہے۔ اِس لئے امر ثانی کے اعتبار سے ضرور ہے کہ شکل ثانی کا کبریٰ کلیہ ہو۔ اور کیف میں صغریٰ کے مخالف ہو۔

(کم وکیف کے اعتبار سے شکل ثانی کے انتاج کی دونوں شرطیں یعنی اختلاف المقدمتین فی الکیف اور کلیت کبریٰ معلوم ہو گئیں۔)

شکل رابع کے ضرب ثالث اور رابع وخامس وسادس کے کبریٰ میں اکبر موضوع ہوتا ہے۔ اِس لئے امر ثانی کے اعتبار سے ضرور ہے کہ اِن چاروں ضربوں کا کبریٰ کلیہ ہو اور کیف میں صغریٰ کے مخالف ہو۔

شکل رابع کے ضرب ثالث ورابع میں امر اوّل بھی مع ضمیمہ پایا جاتا ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ اسی لئے

سابق میں کہا گیا تھا کہ شکل کے منتج ہونے کے لئے احد الامرین بطریق منع الخلو شرط ہے۔
یہاں تک کم و کیف کے اعتبار سے چاروں شکلوں کے انتاج کی تمام شرطیں اور جہت کے اعتبار کر شکل اوّل و شکل ثالث کے انتاج کی تمام شرطیں معلوم ہو چکیں۔
چونکہ جہت کے اعتبار سے شکلِ ثانی کے انتاج کی شرطیں باقی رہ گئی ہیں۔ اِس لئے اب اُن کا بیان ضمیمۂ ذیل میں کیا جاتا ہے۔
امر ثانی کا ضمیمہ یہ ہے کہ وصفِ اوسط کی نسبت جو وصفِ اکبر کی طرف ہے وصفِ اوسط کی اُس نسبت کے منافی ہو جو ذاتِ اصغر کی طرف ہے۔
اوسط جب دونوں مقدموں (صغریٰ و کبریٰ) میں محمول ہوگا جیسا کہ شکل ثانی میں ہے۔ تو کبریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت وصفِ اکبر[1] کی طرف اور صغریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت ذاتِ اصغر کی طرف ضرور پائی جائے گی۔
امر ثانی کے ضمیمے کا خلاصہ یہ ہے کہ امر ثانی کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ اگر اوسط دونوں مقدموں میں محمول ہو تو اِن دونوں نسبتوں میں منافات ہو۔
اِن دونوں نسبتوں میں منافات ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر فرضاً اِن دونوں مقدموں کے موضوع متحد ہوں تو یہ دونوں نسبتیں ایک ساتھ صادق نہ ہو سکیں۔
اِس منافات سے شکل ثانی کی دونوں جہت والی شرطوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسلئے کہ منافاتِ مذکورہ اور شکل ثانی کی دونوں جہت والی شرطوں میں ملازمت ہے۔ ملازمت کا مفہوم اِن دو دعوؤں میں ادا کیا جاتا ہے
۱۔ جب شکلِ ثانی کی دونوں جہت والی شرطیں پائی جائیں گی تو منافاتِ مذکورہ ضرور پائی جائے گی۔
۲۔ جب شکل ثانی کی دونوں جہت والی شرطوں میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو منافاتِ مذکورہ ہرگز نہیں پائی جائے گی۔
پہلے دعوے کا ثبوت۔ سابقاً معلوم ہو چکا ہے کہ جہت کے اعتبار سے شکل ثانی کے انتاج کی

---

[1] جب کسی چیز کی نسبت ذات موضوع کی طرف ہوگی تو لامحالہ اُس کی نسبت وصف موضوع کی طرف بھی ہوگی کیونکہ ذات موضوع وصف موضوع کو لازم ہے۔ اِس لئے جس مادّے میں وصف اوسط کی نسبت ذاتِ اکبر کی طرف ہوگی وہاں نسبت وصف اکبر کی طرف بھی ضرور پائی جائے گی۔ ۱۲ منہ

دو شرطیں ہیں۔ ایک[۱] صغریٰ پر دوام ذاتی یا کبریٰ پر دوام وصفی کا صادق ہونا۔ دوسری[۲] ممکنتین کا اِس شکل میں مستعمل نہ ہونا۔ مگر اس طرح پر کہ صغریٰ ممکنتین میں سے ہو تو کبریٰ ضروریہ یا مشروطہ عامہ یا مشروطہ خاصہ ہو۔ اور کبریٰ ممکنتین میں سے ہو تو صغریٰ صرف ضروریہ ہو۔

اِن دونوں شرطوں کے اعتبار سے شکلِ ثانی اِن چار صورتوں میں منحصر ہو گئی۔

صغریات		کبریات	
دائمتین	۲×	ماسوائے ممکنتین	۱۱-۲۲
ماسوائے ممکنتین و	۹×	دائمتیں-عامتین	۶-
دائمتین-		خاصتین-	۴ ۵
ممکنتین-	۴×	ضروریہ-مشروطتین-	۳-۶
ضروریہ-	۱×	ممکنتین-	۲ ۲/۴۸

اب ہم کہتے ہیں کہ اِن چار صورتوں میں سے جو صورت پائی جائیگی منافات مذکورہ ضرور پائی جائے گی۔

پہلی صورت میں منافات کا ثبوت۔

چونکہ اِس صورت کے کبریات میں سب سے اعم مطلقہ عامہ ہے۔ اور جب ایک شے اور اعم میں منافات ہوتی ہے تو اُس شئے اور اخص میں بھی ضرور ہوتی ہے۔ اسلئے ہم صغریٰ دائمتین اور کبریٰ مطلقہ عامہ کو لیکر منافات ثابت کرتے ہیں۔ اِسی سے صغریٰ دائمتین اور کبریٰ ماسوائے مطلقہ عامہ میں منافات ثابت ہو جائے گی۔ فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے۔ اِس لئے صغریٰ میں یہ حکم ہوگا کہ وصفِ اوسط ذاتِ اصغر کو دائماً ثابت ہے۔ اور کبریٰ میں یہ حکم ہوگا کہ وصفِ اوسط ذاتِ اکبر سے بالفعل مسلوب ہے۔ اور چونکہ ذاتِ موضوع وصفِ موضوع کو لازم ہے۔ اِسلئے جب وصفِ اوسط ذاتِ اکبر سے بالفعل مسلوب ہوگا تو وصفِ اوسط وصفِ اکبر سے بھی ضرور مسلوب ہوگا پس یہاں دو نسبتیں ہوئیں۔ ایک وصفِ اوسط کی نسبت ذاتِ اصغر کی طرف بدوام ایجاب دوسری وصفِ وسط کی نسبت وصفِ اکبر کی طرف بدوام سلب۔ اور اِس میں شک نہیں کہ اِن دونوں نسبتوں میں منافات ہے

(بلکہ اختلاف فی الکم کی صورت میں تناقص ہے) کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اگر مقدمتین میں موضوع متحد ہوں تو دوام ایجاب اور فعلیت سلب دونوں ایک ساتھ صادق ہوں جیسے کُلُّ انسان حیوان دائمًا ولا شیٔ مِنَ الانسانِ بحیوان بالفعل بعض الانسان حیوانٌ دائمًا وَّلا شیٔ من الانسان بحیوان بالفعل۔

صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

دوسری صورت میں منافات کا ثبوت۔

چونکہ اس صورت کے صغریات میں سب سے اعم مطلقہ عامّہ ہے۔ اس لئے ہم صغریٰ مطلقہ عامّہ کو لے کر منافات ثابت کرتے ہیں۔

فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے۔ اس لئے صغریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت ذاتِ اصغر کی طرف بفعلیت ایجاب ہوگی اور چونکہ کبریٰ اُن قضایا میں سے ہے جن میں دوام وصفی پایا جاتا ہے اسلئے کبریٰ میں وصف اوسط کی نسبت وصف اکبر طرف بدوام سلب بحسب الوصف ہوگی اور اسمیں شک نہیں کہ ان دونوں نسبتوں میں منافات ہے۔ کیونکہ اتحادِ موضوع کے وقت ان دونوں کا ایک ساتھ صادق ہونا ممکن نہیں ہے جیسے کل کاتب متحرك الاصابع بالفعل ولا شیٔ من الکاتب بمتحرك الاصابع دائمًا مَادَامَ کاتبًا صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

تیسری صورت میں منافات کا ثبوت۔

فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے اسلئے صغریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت ذاتِ اصغر کی طرف بامکان ایجاب ہوگی اور کبریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت (مادۂ ضروریہ میں ذاتِ اکبر کیواسطے سے اور مادۂ مشروطتین میں بلا واسطہ) وصفِ اکبر کی طرف بضرورت سلب ہوگی۔ اور اس میں شک نہیں کہ ان دونوں نسبتوں میں منافات ہے۔ کیونکہ اتحاد موضوع کیوقت ان دونوں کا ایک ساتھ صادق ہونا ممکن نہیں ہے۔ جیسے کلُّ کاتب متحرك الاصابع بالامکان ولا شیٔ من الکاتب بمتحرك الاصابع بالضرورۃ۔ صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

چوتھی صورت میں منافات کا ثبوت۔

فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے۔ اس لئے صغریٰ میں وصفِ اوسط کی نسبت ذاتِ اصغر کی طرف بضرورت ایجاب ہوگی۔ اور کبریٰ میں وصف اوسط کی نسبت (ذاتِ اکبر کے واسطے سے) وصفِ اکبر کی طرف بامکان سلب ہوگی۔ اور اس میں شک نہیں کہ ان دونوں نسبتوں میں منافات ہے۔ کیونکہ اتحادِ موضوع کے وقت ان دونوں کا ایک ساتھ صادق ہونا ممکن نہیں ہے۔ جیسے کُلُّ کاتبٍ حیوان بالضرورۃ ولا شیٔ من الکاتب بحیوان بالامکان۔

صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

دوسرے دعوے کا ثبوت ۔ اس دعوے میں تین شقیں ہیں۔

ع ۱ صرف پہلی شرط مفقود ہو۔

اس کی صورت یہ ہے۔

کبریات	صغریات
وقتیتین[۵] ۔ وجودیتین	ماسوائے دائمتین و
مطلقہ عامہ ۵ = ۴۵	ممکنتین ۔ ۹ ×

ع ۲ صرف دوسری شرط مفقود ہو۔ اس کی صورتیں یہ ہیں۔

کبریات	صغریات
دائمہ ۔ عرفیتین ۔ ۳ = ۶	ممکنتین ۔ ۲ ×
ممکنتین ۔ ۲ = ۲	دائمہ ۔ ۱ ×

ع ۳ دونوں شرطیں مفقود ہوں۔ اس کی صورتیں یہ ہیں۔

کبریات	صغریات
ممکنتین ۔ ۲ = ۱۸	ماسوائے دائمتین و
ماسوائے دائمتین و	ممکنتین ۔ ۹ ×
عامتین و خاصتین ۷ = $\frac{۱۴}{۴۵}$	ممکنتین ۔ ۲ ×

اب ہم کہتے ہیں کہ ان تینوں شقوں میں سے کسی شق پر منافات مذکورہ نہیں پائی جائے گی۔

پہلی شق پر عدمِ منافات کا ثبوت ۔

چونکہ اس شق پر صغریات میں سب سے اخص مشروطہ خاصہ اور کبریات میں سب سے اخص وقتیہ ہے اور جب دو اخص میں منافات نہیں ہوتی تو یقیناً ان کے دونوں اعم میں بھی منافات نہیں ہوگی۔

ف۵ یہ ماسوا ممکنتین اور ان چھ قضایا کے ہیں جن پر دوام وصفی صادق ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

اِس لئے ہم صغریٰ مشروطہ خاصہ اور کبریٰ وقتیہ کو لیکر عدم منافات ثابت کرتے ہیں اسی سے باقی صورتوں میں بھی عدمِ منافات کا ثبوت ہو جائیگا۔ فرض کرو صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے اسلئے صغریٰ میں ضرورت ایجاب بحسب الوصف لا دائم اور کبریٰ میں ضرورت سلب بحسب الوقت لا دائم پائی جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ اِن دونوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وجود وصف موضوع کا وقت جس میں ایجاب ضروری لا دائم ہے۔ اُس وقت معین کے مغائر ہو جس میں سلب ضروری لا دائم ہے۔ اسی لئے اتحاد موضوع کی حالت میں یہ دونوں ایک ساتھ صادق ہوتے ہیں جیسے کل منخسف مظلمٌ بالضرورۃ مادام منخسفاً لا دائماً ولا شئ من منخسف بمظلمٍ بالضرورۃ وقت التربیع لا دائماً۔ صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

دوسری شق پر عدمِ منافات کا ثبوت۔

چونکہ عرفیتین میں عرفیہ خاصہ اخص ہے اسلئے ثبوت میں اسی پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے۔ اِس لئے صغریٰ میں امکانِ ایجاب کا حکم ہوگا۔ اور کبریٰ میں دوام سلب بحسب الذات یا دوام سلب بحسب الوصف لا دائم کا۔ یا صغریٰ میں دوام ایجاب بحسب الذات کا حکم ہوگا۔ اور کبریٰ میں امکان سلب کا۔ اور ظاہر ہے کہ امکان ایجاب نہ دوامِ سلب بحسب الذات کے منافی ہے نہ دوام سلب بحسب الوصف لا دائم کے۔ اور نہ دوام ایجاب بحسب الذات امکان سلب کے منافی ہے۔ اِن مثالوں کو دیکھو۔

کلُّ فلکٍ ساکنٌ بالامکان ولا شئ من الفلک بساکنٍ دائماً۔ کل کاتبٍ ساکن الاصابع بالامکان ولا شئ من الکاتب بساکن الاصابع دائماً مادام کاتباً لا دائماً۔ کل فلک متحرکٌ دائماً ولا شئ من الفلک بمتحرک بالامکانِ۔

صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔

تیسری شق پر عدم منافات کا ثبوت۔

۱۔ جب دونوں شرطوں میں سے صرف ایک شرط کے مفقود ہونے سے منافات باقی نہیں

رہتی تو دونوں شرطوں کے مفقود ہونے سے بطریقِ اولیٰ منافات نہ باقی رہے گی۔

۲-اِس شق کے پہلے مد کے صغریات میں سب سے اخص مشروطہ خاصہ ہے اِس لئے اِس مد کے ثبوت میں اِسی مشروطہ خاصہ پر لحاظ کیا جاتا ہے۔

فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہو۔ اِس لئے صغریٰ میں ضرورت ایجاب بحسب الوصف لادائم کا حکم ہوگا۔ اور کبریٰ میں امکان سلب کا۔ اور ظاہر ہے کہ اِن دونوں میں منافات نہیں ہے یہ مثال دیکھو کُلّ منخسف مظلم بالضرورۃ مادام منخسفا لادائمًا ولاشئ من المنخسف بمظلم بالامکانِ۔

اِس شق کے دوسرے مد کے کبریات میں سب سے اخص وقتیہ ہے۔ اِس لئے اس مد کے ثبوت میں اِسی وقتیہ پر لحاظ کیا جاتا ہے۔

فرض کرو کہ صغریٰ موجبہ اور کبریٰ سالبہ ہے۔ اسلئے صغریٰ میں امکان ایجاب کا حکم ہوگا۔ اور کبریٰ میں ضرورتِ سلب بحسب الوقت لادائم کا۔ اور ظاہر ہے کہ اِن دونوں میں منافات نہیں ہو۔ یہ مثال دیکھو کل منخسف مظلم بالامکان ولاشئ من المنخسف بمظلم بالضرورۃ وقت التربیع لادائمًا۔ صغریٰ سالبہ اور کبریٰ موجبہ کو بھی اِسی پر قیاس کرلو۔

هذا ولقد طال الکلام + فی شرح هذا المقام + ولا اُبالی اذا سلکت + اسهل طرق الافهام + غیر تابع لما جرت علیه الاقلام + فی سالف الایّام + وما ذالک الا من فضل ربّی المنعام + وله الحمد فی البدء والختام +

م- اَلشَّرْطِیُّ مِنَ الْاِقْتِرَانِیِّ اِمَّا اَنْ یَّتَرَکَّبَ مِنْ مُّتَّصِلَتَیْنِ اَوْمُنْفَصِلَتَیْنِ اَوْحَمْلِیَّةٍ وَّمُتَّصِلَةٍ اَوْحَمْلِیَّةٍ وَّمُنْفَصِلَةٍ اَوْمُتَّصِلَةٍ وَّمُنْفَصِلَةٍ وَّ یَنْعَقِدُ فِیْهِ الْاَشْکَالُ الْاَرْبَعَةُ وَفِیْ تَفْصِیْلِهَا طُوْلٌ +

ت- قیاسِ اقترانی شرطی یا دو متصلہ سے مرکب ہوتا ہے۔ یا دو منفصلہ سے یا حملیہ اور متصلہ سے یا حملیہ اور منفصلہ سے یا متصلہ اور منفصلہ سے۔ اور اِس میں چاروں شکلیں منعقد ہوتی ہیں۔

اور اُن کی تفصیل میں طول ہے۔

س

قیاسِ اقترانی شرطی کا بیان

مصنفؒ نے قیاس اقترانی شرطی کی بحث میں طول کلام کے خوف سے حد سے زیادہ اختصار کو راہ دیکر صرف دو باتوں کے ذکر پر اکتفا فرمائی ہے۔ ایک یہ کہ قیاسِ اقترانی شرطی کی پانچ قسمیں ہیں۔ دوسری یہ کہ قیاس اقترانی شرطی میں یعنی اُس کی پانچ قسموں میں سے ہر ایک قسم میں قیاسِ اقترانی حملی کی طرح چار شکلیں بنتی ہیں۔

میں بنظر زیادتِ افادہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس کی تھوڑی سی بحث لکھتا ہوں۔

قیاس اقترانی شرطی کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱ مرکب دو متصلہ سے۔ اِس کی تین صنفیں ہیں۔

۱۔ حد اوسط دونوں مقدموں میں پورا مقدم یا پورا تالی ہو۔

۲۔ دونوں میں جزوِ مقدم یا جزو تالی ہو۔

۳۔ ایک میں پورا مقدم یا پورا تالی۔ اور دوسرے میں جزوِ مقدم یا جزو تالی ہو۔

اِن میں سے صرف پہلی صنف مطبوع (یعنی مقبول طبع سلیم) ہے۔

اِس صنف میں بھی قیاس اقترانی حملی کی طرح چار شکلیں اِس طرح بنتی ہیں۔

اگر اوسط صغریٰ میں تالی اور کبریٰ میں مقدم ہو تو شکل اوّل ہے۔

جیسے كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ كلما كان النهار موجودًا فالعَالَمُ مُضِئٌ فَكُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالعَالَمُ مُضِيْئٌ۔

اور دونوں میں تالی ہو تو شکلِ ثانی ہے۔ (۲)

جیسے كلما كانت الشمس طالعة فالنَّهار موجودٌ وليس البتة اذا كان اللَّيلُ موجودًا فالنَّهار موجودٌ فليس البتة اذا كانت الشمسُ طالعة فاللَّيلُ موجُودٌ۔

اور دونوں میں مقدم ہو تو شکلِ ثالث ہے۔ [۳] [۱]

جیسے کُلَّما کانت الشمسُ طالِعۃً فالنہار موجودٌ وکلما کانت الشمسُ طالعۃً فالعالم مضیئٌ فقد یکون اذا کان النہار موجودا فالعالم مضیئ۔

اور صغریٰ میں مقدم اور کبریٰ میں تالی ہو تو شکل رابع ہے۔ [۴]

جیسے کلما کان النہار موجوداً فالعالم مضیئٌ وکلما کانت الشمسُ طالعۃً فالنّہارُ موجودٌ فقد یکون اذا کان العالمُ مُضِیئاً فالشمسُ طالِعۃً۔

کم وکیف [۱] کے اعتبار سے اِن اشکال کے انتاج کی بھی بعینہا وہی شرطیں ہیں جو اقترانی حملی کی ہیں۔ اور باستثنائے شکلِ رابع ہر شکل کے عدد [۲] ضروب منتجہ اور اُن کے نتیجے بھی بلافرق وہی سب ہیں۔ اور شکل رابع میں اوّل الذکر پانچ ضربیں منتج ہیں باقی تین [۳] ضربیں عقیم ہیں۔

۲ مرکب [۲] دو منفصلہ سے۔

اِس قسم کی بھی مثل پہلی قسم کے تین صنفیں ہیں۔ لیکن اِس جگہ صرف دوسری صنف مطبوع ہے۔

یعنی جس میں حدِّاوسط دونوں مقدموں میں جزو مقدم یا جزو تالی ہو۔

اِس دوسری صنف کے انتاج کی چار شرطیں ہیں۔

۱ مقدمتین کا موجبہ ہونا۔

---

[۱] یعنی یہاں بھی اقترانی حملی کی طرح شکل اوّل میں ایجاب صغریٰ وکلیت کبریٰ اور شکل ثانی میں اختلاف فی الکیف وکلیت کبریٰ اور شکلِ ثالث میں ایجاب صغریٰ وکلیت احدی المقدمتین اور شکل رابع میں ایجاب المقدمتین مع کلیت صغریٰ یا اختلاف المقدمتین فی الکیف مع کلیت احدہما شرط ہے ۱۲ منہ

[۲] یعنی جس طرح اقترانی حملی میں شکلِ اوّل وثانی میں چار چار ضربیں منتج ہیں اور شکلِ ثالث میں چھ اسی طرح یہاں بھی۔ لیکن شکل رابع میں اقترانی حملی میں آٹھ ضربیں منتج ہیں۔ اور یہاں صرف اوّل کی پانچ ضربیں منتج ہیں نہ تین آخر کی۔ اور ان پانچ کے نتیجے بھی یہاں وہی ہیں جو اقترانی حملی میں تھے۔ ۱۲ منہ

[۳] اِن تین ضربوں کے عقیم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِن کے انتاج کی شرط یہ ہے کہ اِن کا مقدمہ سالبہ احدی الخاصتین ہو اور یہ شرط اقترانی شرطی میں ممتنع الوجود ہے۔ کیونکہ قضیہ شرطیہ احدی الخاصتین نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ موجہات اقسام قضایائے حملیہ سے ہیں ۱۲ منہ

۲۔ مقدمتین کا مانعۃ الخلو یا حقیقیہ ہونا۔
۳۔ مقدمتین میں سے کسی کا کلیہ ہونا۔
۴۔ جزئین متشارکین کا تالیف منتج پر مشتمل ہونا۔
(چوتھی شرط کا مطلب یہ ہے کہ جزئین متشارکین کی ترکیب دینے سے قیاس کی جو شکل بنے اسمیں اُس شکل کے انتاج کی سب شرطیں پائی جائیں۔)
اِس صنف کا نتیجہ موجبہ مانعۃ الخلو ہوتا ہے جو جزئین غیر متشارکین اور جزئین متشارکین کے نتیجہ تالیف سے ملکر بنتا ہے۔
(جزئین متشارکین کو ملاکر قیاس بنانے کا نام تالیف ہے۔ اور اُس قیاس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اُس کو نتیجہ تالیف کہتے ہیں۔
جیسے دائمًا امّا کل فرس صاھل وامّا کل انسان ناطق ودائمًا امّا کل ناطق حیوانٌ وامّا کلّ حمار ناھق فدائمًا امّا کلّ فرس صاھل وامّا کلّ انسان حیوان وامّا کلّ حمار ناھق۔
اِس مثال میں انتاج کی چاروں شرطیں موجود ہیں پہلی تین شرطوں کا وجود تو ظاہر ہے چوتھی شرط اسلئے پائی گئی کہ اِس میں جزئین متشارکین یعنی کلّ انسان ناطقٌ وکل ناطق حیوان کی ترکیب دینے سے شکلِ اوّل پیدا ہوئی جس میں اُس کے انتاج کی دونوں شرطیں ایجاب صغریٰ وکلیّتِ کبریٰ موجود ہیں۔ اِس کا نتیجہ کُل انسان حیوانٌ۔ یہی نتیجہ تالیف ہے۔
اِس صنف میں نتیجے کے استخراج کا یہ قاعدہ ہے کہ صغریٰ کے جزوِ غیر مشارک کو پہلا جزو بناؤ اور نتیجہ تالیف کو دوسرا جزو۔ اور کبریٰ کے جزوِ غیر مشارک کو تیسرا جزو۔ پھر اِن تینوں جزؤں سے اِسی ترکیب کے ساتھ ایک موجبہ منفصلہ مانعۃ الخلو بناؤ۔ یہی اِس صنف کا نتیجہ ہوگا۔
اِس صنف کا نتیجہ موجبہ مانعۃ الخلو اِس لئے ہوتا ہے کہ اِس صنف میں دونوں مقدمے مانعۃ الخلو یا حقیقیہ ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک کا کوئی نہ کوئی جزو ضرور صادق ہوگا۔ اگر صغریٰ کا جزوِ غیر مشارک

صادق ہوگا تو وہ نتیجے کا پہلا جزو بنے گا۔ اور اگر جزو مشارک صادق ہوگا تو اُس کے ساتھ اگر کبریٰ کا بھی جزو مشارک صادق ہوگا تو ان دونوں کا نتیجہ بھی جس کو نتیجہ تالیف کہتے ہیں ضرور صادق ہوگا۔ اور یہی نتیجہ تالیف نتیجے کا دوسرا جزو بنے گا۔ اور اگر کبریٰ کا جزو مشارک صادق ہوگا تو وہ نتیجہ کا تیسرا جزو ہوگا پس نتیجہ ان تینوں جزوں سے خالی نہ ہوگا۔ وہو المطلوب۔

اِس صنف میں بھی جزئین متشارکین کے اعتبار سے چار شکلیں بنتی ہیں۔ اور ان کے انتاج کی بھی بلا فرق وہی سب شرطیں ہیں جو اقترانی حملی کی ہیں۔

۳ مرکب حملیہ اور متصلہ سے۔

اس قسم کی چار صنفیں ہیں۔ کیونکہ حملیہ اس میں یا صغریٰ ہوگا یا کبریٰ اور دونوں تقدیروں پر حملیہ کا مشارک یا متصلہ کا مقدم ہوگا یا اس کا تالی۔ لیکن اِس جگہ وہ صنف مطبوع ہے جس میں حملیہ کبریٰ اور حملیہ کا مشارک متصلہ کا تالی ہو۔

اِس صنف کے انتاج کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ متصلہ کا موجبہ ہونا۔

۲۔ تالی اور حملیہ کا تالیف منتج پر مشتمل ہونا۔

اِس صنف کا نتیجہ متصلہ ہوتا ہے جس کا مقدم اصل متصلہ کا مقدم اور تالی نتیجہ تالیف بین التالی والحملیۃ ہوتا ہے۔ کلما کان الشئ انسانا کان حیوانا وکل حیوانٍ جسمٌ فکلما کان الشئ انسانا فھو جسمٌ۔

اِس صنف کا نتیجہ متصلہ اس لئے ہوتا ہے کہ جب مقدم متصلہ صادق ہوگا تو تالی مع حملیہ بھی ضرور صادق ہوگا (تالی اِس لئے ضرور صادق ہوگا کہ وہ مقدم کو لازم ہے۔ اور صدقِ ملزوم صدق لازم کو مستلزم ہے۔ اور حملیہ اِس لئے ضرور صادق ہوگا کہ وہ نفس الامر میں صادق ہے۔ اور جو چیز نفس الامر میں صادق ہوتی ہے وہ ہر تقدیر پر صادق ہوتی ہے) پس حملیہ صدقِ تالی کی تقدیر پر بھی صادق ہوگا۔ اور جب تالی مع حملیہ صادق ہوگا تو نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق

ہوگا۔ اِس لئے جب مقدم متصلہ صادق ہوگا تو نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا۔ وہوالمطلوب
اِس صنف میں بھی تالی اور حملیہ کی مشارکت کے اعتبار سے چار شکلیں بنتی ہیں۔ اور ان کے انتاج کی بھی بلا تفاوت وہی سب شرطیں ہیں جو اقترانی حملی کی ہیں۔

۴ مرکّب حملیہ و منفصلہ سے۔

اس قسم کی چھ صنفیں ہیں کیونکہ حملیات تعداد میں اجزار انفصال کے برابر ہوں گے۔ یا اُن سے زیادہ یا اُن سے کم۔ اور ہر تقدیر پر منفصلہ یا صغریٰ ہوگا یا کبریٰ۔
پہلی صنف کی (یعنی جس میں حملیات و اجزاء انفصال متساویۃ العدد ہوں۔ اور منفصلہ صغریٰ ہو) کئی قسمیں ہیں جنہیں سے صرف یہ دو قسمیں مطبوع ہیں۔ (اوّل) ہر حملیہ ایک ایک جزر انفصال کا مشارک ہو۔ اور اجزار انفصال و حملیّہ کے نتائج تالیفات متحد ہوں۔
اِس قسم کا نام قیاس مقسّم و استقرار تام ہے۔ قیاس مقسم کے انتاج کی دو شرطیں ہیں۔
١۔ منفصلہ جو اِس میں مستعمل ہو۔ موجبہ کلیہ مانعۃ الخلو یا حقیقیہ ہو۔
٢۔ اجزار انفصال و حملیات تالیف منتج پر مشتمل ہوں۔
قیاس مقسم کا نتیجہ صرف ایک حملیہ ہوتا ہے۔ جیسے دائمًا امّا کل انسانٍ صبیٌّ او شابٌّ او شیخٌ وکل صبیٌّ حیوان وکل شابٍّ حَیَوَانٌ وکل شیخٌ حیوانٌ فکل انسان حیوان۔ ودائمًا امّا کل انسان شاعرا وکاتبٌ او ضاحِكٌ وکل شاعر حیوان وکل کاتب وکل ضاحك حیوا ن فکل انسانٍ حیوانٌ۔
اِس کا نتیجہ صرف ایک حملیہ اِس لئے ہوتا ہے کہ اِس میں منفصلہ مانعۃ الخلو یا حقیقیہ ہے۔
پس اُس کا کوئی نہ کوئی جزر ضرور صادق ہوگا۔ اور حملیات میں سے جو اُس جزر کا مشارک ہے وہ بھی ضرور صادق ہوگا پس اِن دونوں کا نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا چونکہ کل نتائج تالیفات یہاں متحد ہیں۔ اِسلئے اِس قیاس کا نتیجہ بالضرور ایک حملیہ ہوگا وھذا ما ادّعیناہ۔ (ثانی) ہر حملیہ ایک ایک جزر انفصال کا مشارک ہو اور اجزر انفصال و حملیات کے نتائج تالیفات مختلف ہوں۔

اِس کے انتاج کی بھی دو شرطیں ہیں۔
۱۔ منفصلہ جو اِس میں مستعمل ہو جو موجبہ کلیہ مانعۃ الخلو ہو۔
۲۔ اجزاء انفصال و حملیات تالیف منتج پر مشتمل ہوں۔ اِس کا نتیجہ منفصلہ ہوتا ہے۔
جیسے دائمًا امّا کل انسان شاعر او کاتب او ضاحك وکل شاعر حیوان و کلُّ کاتب ناطق وکلُّ ضاحك جسمٌ فدائمًا اما کل انسانٍ حیوان او ناطق او جسمٌ
اِس کا نتیجہ منفصلہ اِس لئے ہوتا ہے کہ اِس میں منفصلہ مانعۃ الخلو ہے پس اُس کا کوئی نہ کوئی جزء ضرور صادق ہوگا۔ اور حملیات میں سے جو اُس جزء کا مشارک ہے وہ بھی ضرور صادق ہوگا پس ان دونوں کا نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا۔ چونکہ نتائج تالیفات یہاں مختلف ہیں اس لئے اِس قیاس کا نتیجہ اِن نتائج تالیفات سے خالی نہ ہوگا۔ وہو المطلوب۔

۵ مرکّب متصلہ و منفصلہ سے۔ اِس قسم کی چھ صنفیں ہیں۔
کیونکہ حدِّ اوسط دونوں مقدموں میں پورا پورا مقدّم ہوگا یا پورا تالی یا دونوں میں جزو مقدم یا جزو تالی یا ایک میں پورا مقدم یا پورا تالی اور دوسرے میں جزو مقدم یا جزو تالی اور ہر تقدیر پر متصلہ یا صغریٰ ہوگا یا کبریٰ لیکن اِن چھ صنفوں میں سے یہاں وہی صنف مطبوع ہے جس میں متصلہ صغریٰ اور منفصلہ موجبہ کبریٰ ہو۔ جیسے کلما کانتِ الشّمسُ طالعۃً کان النهار موجودًا وقد یکون امّا ان یکون النّھار موجودًا والبدر لامعًا فقد یکون امّا ان تکون الشمسُ طالعۃً او یکون البدرُ لامعًا۔
اِس صنف کی تفصیل مطولات سے معلوم ہوگی۔
قیاس اقترانی (حملی و شرطی) کی بحث ختم ہوئی۔ اب قیاسِ استثنائی کا بیان شروع ہوتا ہے۔
وَمِنَ اللهِ التَّوفِیقُ وَھُوَ حَسبِی وَنِعمَ الرَّفِیقُ۔

م۔ فَصلٌ اَلاِستِثنَائِیُّ یُنتِجُ مِنَ المُتَّصِلَۃِ وَضعُ المُقَدَّمِ وَرَفعُ التَّالِیْ وَمِنَ الحَقِیقِیَّۃِ وَضعُ کُلٍّ کَمَانِعَۃِ الجَمعِ وَرَفعُہٗ لِمَانِعَۃِ الخُلُوِّ۔

ف۔ (قیاس) استثنائی متصلہ سے مقدم کا وضع اور تالی کا رفع اور حقیقیہ سے (مقدم و تالی میں سے) ہر ایک کا وضع مانعۃ الجمع کی طرح اور ہر ایک کا رفع مانعۃ الخلو کی طرح منتج ہوتا ہے۔

ش

قیاسِ استثنائی کا بیان

قیاس استثنائی ہمیشہ ایسے دو مقدموں سے ملکر بنتا ہے جن میں سے پہلا شرطیہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا حملیہ جس میں عین مقدم یا عین تالی یا نقیض مقدم یا نقیض تالی کا استثنا ہوتا ہے۔

قیاسِ استثنائی کے انتاج کی تین شرطیں ہیں ۱۔ شرطیہ کا ایجاب ۲۔ شرطیہ کی لزومیت یا عنادیت ۳۔ شرطیہ یا استثنا کی کلیت۔

مقدمہ شرطیہ اگر متصلہ ہو تو قیاس استثنائی متصل کہا جاتا ہے۔ اور منفصلہ ہو (خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو۔) تو منفصل۔

استثنا کے اعتبار سے ہر قیاس استثنائی کی چار چار صورتیں ہیں جن کے انتاج کی تفصیل یہ ہے۔

استثنائی اگر متصل ہو تو وضع مقدم (یعنی عین مقدم کا استثنا) منتج عین تالی ہے۔ اور رفع تالی (یعنی نقیض تالی کا استثنا۔) منتج نقیض مقدم ہے۔ (کیونکہ لزومیہ میں مقدم ملزوم اور تالی لازم ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب ملزوم پایا جائے گا تو لازم ضرور پایا جائیگا۔ اسی طرح جب لازم منتفی ہوگا۔ ورنہ لازم کا بدون ملزوم کے پایا جانا لازم آئے گا جس سے لزوم ہی باطل ہو جائے گا۔) جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود لکن الشمس طالعۃ فالنھار موجود۔ لکن النھار لیس بموجود فالشمس لیست بطالعۃ اور وضع تالی (یعنی عین تالی کا استثنا) اور رفع مقدم (یعنی نقیض مقدم کا استثنا) یہ دونوں عقیم ہیں۔ (کیونکہ جائز ہے کہ تالی لازم اعم ہو اور اعم کے وجود سے اخص کا وجود اور اخص کے انتفا سے اعم کا انتفا لازم نہیں آتا۔) اس مثال کو دیکھو۔ کلما کان ھذا الشئ انسانا کان حیوانا۔ استثنائی منفصل اگر عنادیہ مانعۃ الجمع ہو تو وضع مقدم منتج نقیض تالی اور وضع تالی منتج نقیض مقدم ہے۔ جیسے دائما اما ان یکون

ھذا الشئ شجراً او حجراً الکنہ شجر فلیس بحجر. لکنہ حجر فلیس بشجر. یہاں رفع مقدم و رفع تالی دونوں عقیم ہیں۔

(اس کا ثبوت یہ ہے کہ مانعۃ الجمع میں منافاۃ فی الاجتماع کا حکم ہوتا ہے۔ نہ منافات فی الارتفاع کا) اور عنادیہ مانعۃ الخلو ہو تو رفع مقدم نتیج عین تالی اور رفع تالی نتیج عین مقدم ہے جیسے دائماً اما ان یکون ھذا الشئ لاشجراً ولاحجراً لکنہ لیس بلا شجر فھو لاحجر لکنہ لیس بلاحجر فھو لا شجر۔

یہاں وضع مقدم و وضع تالی دونوں عقیم ہیں۔ (اس کا ثبوت یہ ہے کہ مانعۃ الخلو میں منافاۃ فی الارتفاع کا حکم ہوتا ہے۔ نہ منافاۃ فی الاجتماع کا۔) اور عنادیہ حقیقیہ ہو تو (مقدم و تالی میں سے) ہر ایک کا وضع دوسرے کے نقیض کا اور ایک کا رفع دوسرے کے عین کا نتیج ہے جیسے دائماً اما ان یکون ھذا العدد زوجاً او فرداً لکنہ زوج فلیس بفرد۔ لکنہ فرد فلیس بزوج لکنہ لیس بزوج فھو فرد۔ لکنہ لیس بفرد فھو زوج۔ (اس کا ثبوت یہ ہے کہ حقیقیہ میں منافاۃ فی الاجتماع والارتفاع دونوں کا حکم ہوتا ہے۔) پس حقیقیہ میں چار نتیجے نکلتے ہیں۔ اور مانعۃ الجمع و مانعۃ الخلو لزومیہ میں صرف دو نتیجے۔

ف۔ استثنائی کے انتاج میں شرطیہ یا استثنا کی کلیت اُس وقت شرط ہے جب لزوم یا عنادیہ کی وضع اور استثنائی کی وضع ایک نہ ہو ورنہ کلیت شرط نہیں ہے۔ بلکہ دونوں وضعوں کا اتحاد انتاج کیلئے کافی ہے جیسے ان قدم زیدٌ فی وقت الظھر مع عمرو الزمتہ لکنہ قدم مع عمرو فی وقت الظھر فالزمتہ لکنی لم الزمہ فھو لم یقدم فی وقت الظھر مع عمرو۔

م۔ وَقَدْ یَخْتَصُّ بِاسْمِ قِیَاسُ الْخُلْفِ وَھُوَ مَا یُقْصَدُ بِہٖ اِثْبَاتُ الْمَطْلُوْبِ بِاِبْطَالِ نَقِیْضِہٖ وَمَرْجِعُہٗ اِلٰی اِسْتِثْنَائِیٍّ وَّاِقْتِرَانِیٍّ۔

ف۔ اور کبھی قیاس استثنائی قیاس خلف کے نام کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ اور قیاس خلف وہ قیاس ہے جس سے مطلوب کا ثابت کرنا مطلوب کے نقیض کے باطل کرنے سے مقصود ہو۔ اور

اس (قیاسِ خلف) کا مرجع ایک استثنائی اور ایک اقترانی کی طرف ہے۔

س ش

قیاس خلف کا بیان

جب نقیض مطلوب کے ابطال سے مطلوب کے اثبات کے لئے قیاس استثنائی متصل میں اُس متصلہ لزومیہ کے تالی کے نقیض کا استثنا کیا جائے جو قیاسِ اقترانی شرطی متصل کا نتیجہ ہو تو ان دونوں قیاسوں کے مجموعے کو (قیاس خلف) کہتے ہیں۔ قیاس خلف کی تعریف اِس طرح کی جاتی ہے۔ قیاس خلف وہ قیاسِ مرکّب ہے جس سے مطلوب کا نقیض باطل کرکے مطلوب ثابت کیا جائے۔ قیاسِ خلف ہمیشہ کم سے کم دو بسیطہ[1] قیاسوں سے بنتا ہے ۱۔ اقترانی[2] شرطی متصل ۲۔ استثنائی[3] متصل جو اقترانی مذکور کے نتیجے (متصلہ لزومیہ) اور اس نتیجے کے تالی کے نقیض کے استثنا سے بنتا ہے۔ جیسے کلما لم یثبت المطلوب ثبت نقیضہ وکلما ثبت نقیضہ ثبت المحال فکلما لم ثبت المطلوب ثبت المحال لٰکن المحال لیس بثابتٍ فالمطلوب ثابت۔ عکس مستوی وغیرہ کے مباحث میں اِس کی توضیح پُورے طور سے ہو چکی ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں۔ پہلے قیاس کا کبریٰ جب کبھی نظری ہوتا ہے قیاسات دو سے بڑھ جاتے ہیں۔

قیاسِ مرکّب۔ چند بسیط قیاسوں کے مجموعے کا نام ہے (یعنی اگر قیاس مرکب میں تین قضیئے ہوں تو دو بسیط قیاسوں کا مجموعہ ہے۔ اور چار قضیئے ہوں تو تین بسیطہ قیاسوں کا مجموعہ ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ قیاس مرکب کی دو قسمیں ہیں۔

۱ **موصول النتائج** (یعنی جس میں بسیطہ قیاسوں کے نتیجے نکالتے جائیں) جیسے کل انسان حیوان وکل حیوان جسم فکل انسان جسم وکل جسم جوھر۔

---

[1] قیاس بسیط سے مراد وہی قیاس ہے جس کی بحث ابتدا سے ہوتی آئی ہے۔ یعنی وہ دو قضیوں سے ترتیب پایا ہوا مرکب جس کی ذات سے دوسرا قول لازم آئے۔ کما عرفت فیما سبق ۱۲ منہ

[2] یعنی قیاس اقترانی شرطی کی پہلی قسم جس کی ترکیب دو متصلہ سے ہوتی ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی قیاس استثنائی کی پہلی قسم جس میں شرطیہ متصلہ لزومیہ ہوتا ہے ۱۲ منہ

وَکل انسان جوھرٌ وکُلُّ جوھرٍ ممکنٌ فکل انسان ممکن۔

۲ مفصول النتائج (یعنی جس میں بسیط قیاسوں کے نتیجے نکالتے جائیں) جیسے کُل انسان حیوان وکل حیوان جسم وکل جسم جوھرٌ وکل جوھرٍ مُمکِنٌ فکل انسان مُمکِنٌ +

قیاسِ مرکب کی اُس وقت ضرورت ہوتی ہے جب قیاس بسیط منتج نتیجہ مطلوبہ کا کوئی مقدمہ نظری ہو یا دونوں مقدمے نظری ہوں۔

ف۔ اہلِ منطق قیاس خلف اور قیاس مرکب اور قیاسِ[1] مساوات کو لواحق وتوابع قیاس کہتے ہیں۔ قیاس مساوات کی تعریف قیاس بسیط کی تعریف کی شرح میں مذکور ہو چکی۔ حجت کی پہلی قسم یعنی قیاس کا بیان ختم ہوا۔ اب اُس کی دوسری قسم یعنی استقرار کا بیان شروع ہوتا ہے۔

م۔ فَصْلٌ۔ اَلْاِسْتِقْرَاءُ تَصَفُّحُ الْجُزْئِيَّاتِ لِاِثْبَاتِ حُکْمٍ کُلِّيٍّ +

ت۔ استقرار جزئیات کا ڈھونڈھنا ہے۔ کلی کے حکم کے ثابت کرنے کے لئے۔

ش۔

استقرار کا بیان

استقرار (جس کو استقرار ناقص بھی کہتے ہیں) وہ حجت ہے جس میں اکثر جزئیات کے حکم سے کلی کے حکم پر استدلال کیا جائے۔ (یعنی کلی کے کل جزئیات کو صرف اس وجہ سے کوئی حکم ثابت کیا جائے کہ وہ حکم اُس کلی کے اکثر جزئیات کو ثابت ہے۔) جیسے [2]الانسان والفرس والبقر والحمار والقمری والعصفور وغیر ذلک مما صادفناہ من افراد الحیوان یحرکُ فکّہ الاسفل عند المضغ فکل حیوان کذالک۔ جزئیات کے ساتھ

---

[1] یعنی جو مقدمہ خارجیہ کے ساتھ مذکور ہو کیونکہ بدوں مقدمہ خارجیہ کے حجت کے دائرے سے خارج ہے۔ ۱۲ منہ

[2] یعنی آدمی اور گھوڑا اور گائے اور کبوتر اور قمری اور چڑیا اور اُسکے سوا اور افراد حیوان جنکو ہم نے پایا ہو وہ سب اپنے نیچے کے جبڑے کو چبانے کے وقت ہلاتے ہیں پس سب حیوان ایسے ہی ہیں۔ (یعنی اپنے نیچے کے جبڑے کو چبانے کے وقت ہلاتے ہیں) ۱۲ منہ

اکثر کی قید اسلیئے بڑھائی گئی کہ جس حجت میں کل جزئیات کے حکم سے کلی کے حکم پر استدلال کیا جائے وہ حقیقت میں استقرار نہیں ہے بلکہ قیاس کی ایک قسم ہے جسکو قیاسِ مقسّم اور استقرار تام کہتے ہیں۔

ف۔ استقرار (ناقص) سے نتیجہ ہمیشہ ظنّی ہی نکلتا ہے۔ کیونکہ جب کلی کے اکثر جزئیات کو کوئی حکم ثابت ہو تو یہ کیا ضرور ہے کہ وہ حکم اُس کلی کے کل جزئیات کو ثابت ہو ممکن ہے کہ بعض جزئیات کو اُس حکم کے خلاف کوئی دوسرا حکم ثابت ہو۔ دیکھو مثال مذکور میں گھڑیال ایک ایسا جزئی ہے جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو نہیں ہلاتا ہے۔

حضرت مصنّف ؒ نے استقرار کی تعریف میں جو تصفح کا لفظ اختیار کیا ہے یہ بظاہر[1] مسامحہ ہے کیونکہ استقراء تصفح کا نام نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک قسم کی حجت کا نام ہے جیسا کہ تم کو معلوم ہوا۔

تمثیل کی تعریف جو آیندہ آتی ہے اُس میں بھی بظاہر[2] ایسا ہی مسامحہ ہے۔

م۔ وَالتَّمْثِيْلُ بَيَانُ مُشَارَكَةِ جُزْئِيٍّ لِّاٰخَرَ فِيْ عِلَّةِ الْحُكْمِ لِيُثْبَتَ فِيْهِ وَالْعُمْدَةُ فِيْ طَرِيْقِهِ الدَّوَرَانُ وَالتَّرْدِيْدُ ٭

ت۔ اور تمثیل اِس بات کا بیان کرنا ہے کہ ایک جزئی دوسرے جزئی کا شریک حکم کی علت میں ہو تاکہ وہ حکم پہلے جزئی میں ثابت کیا جائے۔ اور عمدہ اس کے طریق میں دوران اور تردید ہے۔

ش۔ تمثیل کا بیان

حجّت کی تیسری قسم تمثیل ہے (جس کو اصلاح فقہا میں قیاس کہتے ہیں۔)

تمثیل وہ حجت ہے جس میں ایک جزئی کے حکم سے دوسرے جزئی کے حکم پر اس وجہ سے استدلال

[1] بظاہر کی قید اسلیئے ہے کہ حقیقت میں مصنّف کا مقصود اس سے وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ کرنا ہے یا یہ کہ عکس کا اطلاق جس طرح دو معنوں پر ہوتا ہے ایک معنی مصدری یعنی تبدیل مخصوص دوسرے وہ قضیہ جو تبدیل مخصوص سے حاصل ہو اسیطرح استقرار بھی دو معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے ایک جزئیات کا ڈھونڈھنا کلی کے حکم کے ثابت کرنے کے لئے دوسرے وہ حجت جس میں جزئیات کے حال کو ڈھونڈھ کر کلی کو حکم ثابت کیا جائے۔ اس دوسرے معنی کا ذکر متعلم کے فہم پر اعتماد کرکے مصنّف نے چھوڑ دیا ہے جیسا کہ عکس کی بحث میں ایسا ہی کیا ہے۔ ۱۲ منہ

[2] بظاہر کی قید کا فائدہ وہی ہے جو ابھی حاشیے میں مذکور ہوا۔ ۱۲ منہ

کیا جائے کہ پہلے جزئی کے حکم کی علت دوسرے جزئی میں موجود ہے۔ (یعنی ایک جزئی کو کسی علت کی وجہ سے کوئی حکم ثابت ہے۔ اور وہ علت دوسرے جزئی میں بھی موجود ہے۔ اس وجہ سے وہ حکم دوسرے جزئی کو بھی ثابت کیا جائے۔) پہلے جزئی کو اصل اور دوسرے جزئی کو فرع۔ اور علت مشترکہ کو علت جامع اور وصف کہتے ہیں تمثیل کم سے کم تین قضیوں سے بنتی ہے ۱۔ اصل کو فلاں حکم ثابت ہے۔ ۲۔ اس حکم کی علت فلاں چیز ہے ۳۔ وہ علت فرع میں بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے اَلْخَمْرُ حَرَامٌ وَعِلَّةُ حُرْمَتِهَا الْاِسْكَارُ وَالْاِسْكَارُ مَوْجُوْدٌ فِي النَّبِيْذِ فَالنَّبِيْذُ حَرَامٌ اِن تین قضیوں میں ۱ و ۳ ہر تمثیل میں بیّن ہوتے ہیں۔ صرف ۲ کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس کے ثابت کرنے کے بہت سے طریقے ہیں جن میں سے دو بوجہ عام شہرت کے عمدہ سمجھے جاتے ہیں۔

دَوَران یعنی ایک چیز کا دوسرے چیز کے لئے مدار ہونا۔

اس کا مطلب یہ ہو کہ جب پہلی چیز پائی جائے تو دوسری چیز پائی جائے۔ اور جب پہلی چیز نہ پائی جائے تو دوسری چیز نہ پائی جائے اس سے یہ معلوم ہوگا کہ پہلی چیز دوسری چیز کی علت ہے جیسے اسکار حرمتِ خمر کی نسبت کیونکہ جب اِسکار پایا جاتا ہے تو حرمتِ خمر پائی جاتی ہے اور جب اِسکار نہیں پایا جاتا تو حرمتِ خمر نہیں پائی جاتی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِسکار حرمتِ خمر کی علت ہے۔

ف۔ دوران کا دلیل علیّت ہونا ایک مشہور بات ہے۔ مگر یہ عموماً صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ معلول یا شرط یا لازم جو اپنی علّت یا مشروط یا ملزوم کے مساوی ہو ضرور اُسکا مدار ہے۔ حالانکہ اس کی علّت نہیں ہے۔

تردید۔ (اِس کا نام سبر اور تقسیم بھی ہے۔) وہ (اس طرح ہے کہ اصل کے اوصاف ڈھونڈھکر جمع کریں۔ پھر اُن سے ایک منفصلہ مانعۃ الخلو بنائیں اور یوں کہیں کہ اصل میں حکم کی عِلّت یا یہ وصف ہے، یا یہ وصف ہے، یا یہ وصف ہے۔ اسی طرح آخر تک پھر ایک ایک وصف کی علیّت باطل کرتے جائیں یہاں تک کہ ایک ہی وصف رہ جائے۔ اِس سے ثابت ہوگا کہ یہی وصف حکم کی علّت ہے۔

مثلاً خمر کی حرمت کی علت یا انگور سے بنتا ہے یا سیلان ہے یا رنگ مخصوص ہے یا مزہ مخصوص ہے یا بو مخصوص ہے یا اِسکار ہے۔ اگر انگور سے بننا عِلّت ہو تو چاہیئے کہ انگور کا شیرہ تازہ

بھی حرام ہو۔ حالانکہ وہ حرام نہیں ہے۔ اور سیلان علّت ہو تو چاہیئے کہ پانی بھی حرام ہو۔ حالانکہ وہ حرام نہیں ہے۔ اور رنگ مخصوص یا مزہ مخصوص یا بوئے مخصوص علّت ہو تو چاہیئے کہ فلاں چیز بھی جس میں یہ رنگ یا یہ مزہ یا یہ بو پائی جاتی ہے حرام ہو۔ حالانکہ وہ حرام نہیں ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ خمر کی حرمت کی علّت اسکار ہے۔ و ہوالمطلوب۔

ف ۔ اگر جامع علّت موجبہ نہ ہو تو استقراء کی طرح تمثیل سے بھی نتیجہ ہمیشہ ظنی ہی نکلتا ہے کیونکہ جائز ہے کہ اس حکم کی علیّت میں اصل کی خصوصیت کو بھی دخل ہو یا اس حکم سے فرع کی خصوصیت مانع ہو۔ اور اگر جامع علّت موجبہ ہو تو نتیجہ یقینی نکلتا ہے کیونکہ وہ اس وقت قیاس میں داخل ہے۔ علّت موجبہ وہ علّت ہے جس سے اُس کا معلول ممتنع الانفکاک ہو اعم اس سے کہ علت تامہ ہو یا علّت تامہ کا جزءِ اخیر۔ علّت موجبہ انہیں دو میں منحصر ہے۔

م ۔ **فَصْلٌ** ۔ اَلْقِيَاسُ اِمَّا بُرْهَانِيٌّ يَّتَأَلَّفُ مِنَ الْيَقِيْنِيَّاتِ وَاُصُوْلُهَا الْاَوَّلِيَّاتُ وَالْمُشَاهَدَاتُ وَالتَّجْرِبِيَّاتُ وَالْحَدْسِيَّاتُ وَالْمُتَوَاتِرَاتُ وَالْفِطْرِيَّاتُ ثُمَّ اِنْ كَانَ الْاَوْسَطُ مَعَ عِلِّيَّتِهٖ لِلنِّسْبَةِ فِي الذِّهْنِ عِلَّةً لَّهَا فِي الْوَاقِعِ فَلِمِّيٌّ وَّاِلَّا فَاِنِّيٌّ وَاِمَّا جَدَلِيٌّ يَّتَأَلَّفُ مِنَ الْمَشْهُوْرَاتِ وَالْمُسَلَّمَاتِ وَاِمَّا خِطَابِيٌّ يَّتَأَلَّفُ مِنَ الْمَقْبُوْلَاتِ وَالْمَظْنُوْنَاتِ وَاِمَّا شِعْرِيٌّ يَّتَأَلَّفُ مِنَ الْمُخَيَّلَاتِ وَاِمَّا سَفْسَطِيٌّ يَّتَأَلَّفُ مِنَ الْوَهْمِيَّاتِ وَالْمُشَبَّهَاتِ ٭

ت ۔ قیاس یا بُرہانی ہے جو یقینیات سے مرکب ہوتا ہے۔ اور یقینیات کے اصول اولیات اور مشاہدات اور تجربیات اور حدسیات اور متواترات اور فطریات ہیں۔ پھر اگر اوسط ذہن میں نسبت کی علّت ہونے کے باوجود واقع میں نسبت کی علت ہو تو (برہان) لِمّی ہے ورنہ اِنّی ہے۔ یا جدلی ہے۔ جو مشہورات اور مسلمات سے مرکب ہوتا ہے۔ یا خطابی ہے جو مقبولات اور مظنونات سے مرکب ہوتا ہے۔ یا شعری ہے۔ جو مخیلات سے مرکب ہوتا ہے۔ یا سفسطی ہے جو وہمیات اور مشبّہات سے مرکب ہوتا ہے۔

شش
صناعات خمس کا بیان

چونکہ قیاس ایک مرکّب چیز ہے۔ اِس لئے اُس کے لئے مادّہ وصورت کا ہونا ضرور ہے۔ جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے وہ قیاس کے مادّے کہلاتے ہیں۔ اور وہ ہیئت اجتماعی جو موادِّ قیاس کو اُن کے اجتماع سے عارض ہوتی ہے جس سے وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کی کوئی قسم بن جاتے ہیں اُس کو قیاس کی صورت کہتے ہیں۔

ابتک جس قدر قیاس کا بیان ہوا ہے وہ سب صورت کے اعتبار سے تھا۔ اب مادّے کے اعتبار سے اس کا بیان شروع ہوتا ہے۔

اِس سے پہلے اِس بات کا جاننا ضرور ہے کہ اعتقاد کی چار قسمیں ہیں ظنّ جہل مرکب تقلید یقین۔

ظن۔ وہ اعتقاد ہے جس میں جانب مخالف کا احتمال مرجوح ہو۔

جہلِ مرکب۔ وہ اعتقاد ہے جو جازم ہو (یعنی جس میں جانب مخالف کا ذرا بھی احتمال نہ ہو۔) اور واقعی نہ ہو۔ (یعنی واقع کے خلاف ہو۔)

تقلید۔ وہ اعتقاد ہے جو جازم و واقعی وممکن الزوال ہو (یعنی تشکیک مشکک سے زائل ہو سکے)

یقین۔ وہ اعتقاد ہے جو جازم و واقعی و ناممکن الزوال ہو۔

مادّے کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں جن کو صناعات خمس کہتے ہیں برہانی جدلی۔ خطابی۔ شعری۔ سفسطی

(اِن الفاظ کو بحذف یائے نسبت یعنی برہان۔ جدل۔ خطابۃ۔ شعر سفسطہ بھی کہتے ہیں۔)

ا۔ **قیاس برہانی**۔ وہ قیاس ہے جو یقینیات سے مرکب ہو (یعنی جس کے مادّے کل یقینی ہوں۔)

یقینیات کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ بدیہیات جن کو اُصول یقینیات کہتے ہیں۔ ۲۔ وہ نظریات جو بدیہیات سے بلاواسطہ یا بواسطہ ثابت ہوں۔ جن کو فروغ یقینیات کہتے ہیں۔

اُصول یقینیات کی چھ قسمیں ہیں۔

اوّلیّات۔ (جن کو بدیہیات بھی کہتے ہیں۔) وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لئے اُن کے اطراف اور نسبت کا تصوّر کافی ہے۔ جیسے الکل اعظم من الجزء +

مشاہدات۔ وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لئے حِسّ[1] ظاہر یا حِسّ باطن کا واسطہ بھی درکار ہو۔ اگر حِسّ ظاہر کا واسطہ درکار ہو تو اُن کا نام **حِسّیات** ہے۔ جیسے النار محرقۃ۔ الیاقوت احمر۔ الورد طیب الرائحۃ۔ اور حِسّ باطن کا واسطہ درکار ہو تو اُن کا نام **وِجدانیّات** ہے۔ جیسے اَنَا جَائِعٌ۔ اَنَا عَطْشَان۔ اَنَا مَسْرُوْرٌ۔

فِطریّات (جن کو قضایا قِیَاسَا تُھَا مَعَھَا بھی کہتے ہیں) وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کیلئے حِسّ ظاہر و باطن کے سوا ایسا واسطہ درکار ہو جو تصور اطراف و نسبت کے ساتھ ہی ذہن میں آئے جیسے اَلْاَرْبَعَۃُ زَوْجٌ۔ (کیونکہ اربعہ اور زوج اور اُن کی نسبت کے تصور کے ساتھ ہی انقسام بمتساویین یعنی اربعہ کا دو برابر پر بلا کسر بٹنا بھی ذہن میں آجاتا ہے۔ اور اسی کے واسطے سے اربعہ کے زوج ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔)

حَدسیّات۔ وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لئے حَدس بھی درکار ہو۔ (حَدس مبادی مرتبہ کا دفعۃً ذہن کو منکشف ہو جاتا ہے۔ اور یہ فکر کا مقابل ہے کیونکہ فکر میں انتقال تدریجی مطالب سے مبادی کی طرف پھر مبادی سے مطالب کی طرف ہوتا ہے۔) جیسے ادراک الاصوات بالسّامعۃِ۔ ادراک الالوان والاشکال بالباصِرۃ۔

متواترات۔ وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لئے اتنے لوگوں کی روایت بھی درکار ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقلاً محال ہو۔ جیسے مکۃ بلدۃ۔

ف۔ متواتر میں راویوں کی کوئی خاص تعداد شرط نہیں ہے بلکہ یہ شرط ہے کہ راوی تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں اتنے ہوں کہ اُن کے جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل محال جانے یعنی اُن کی

---

[1] حِسّ ظاہر سے حواس خمسہ ظاہری یعنی باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ مُراد ہیں۔ اور حِسّ باطن سے حواسِ خمسہ باطنی یعنی حِسّ مشترک۔ خیال۔ وہم۔ حافظہ۔ متصرفہ ۱۲ منہ

خبر سے یقین حاصل ہو جائے۔ اور اگر روایت سلسلہ بسلسلہ ہو تو یہ شرط ہے کہ ہر سلسلہ میں اوّل ہو یا اوسط۔ یا آخر اتنے راوی ہوں کہ جنکا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً محال ہو۔

تجربیّات۔ وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لئے کثرت تجربہ بھی درکار ہو۔ جیسے حَبُّ السَّلَاطِین مُسْہِلٌ۔ سَمُّ الْفَارِ قَاتِلٌ۔

ف۔ اوّلیات و فطریات تو عموماً ہر شخص کے حق میں یقینی ہیں۔ اِن کے علاوہ باقی چار قسمیں صرف اُسی شخص کے حق میں یقینی ہیں جن کو خود اُن کا مشاہدہ یا حدس یا تواتر یا تجربہ حاصل ہو چکا ہو نہ اوروں کے حق میں۔ (مثلاً جس شخص نے یاقوت کو نہ دیکھا ہو یا گلاب کو نہ سونگھا ہو اور نہ اتنے لوگوں سے جنکا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقلاً محال ہو یہ سنا ہو کہ یاقوت سُرخ ہوتا ہی یا گلاب خوشبودار ہوتا ہی۔ اُس کے حق میں اَلْیَاقُوْتُ اَحْمَرُ یا الوردُ طَیِّبُ الرائحۃ یقینی نہ ہوگا۔)

اِسی طرح فروع یقینیات اُسی شخص کے حق میں یقینی ہیں جس کے نزدیک وہ بدیہی سے ثابت ہو چکے ہوں نہ اوروں کے حق میں۔

حدّ اوسط کے اعتبار سے قیاس برہانی کی دو قسمیں ہیں۔ لِمّی۔ اِنّی۔ جس طرح حدّ اوسط[1] ذہن میں نسبت حکمیہ کی علّت ہے اُسی طرح اگر واقع میں بھی اُس کی علّت ہو تو برہان لِمّی ہے۔ جیسے العالم ممکن و کل ممکن لہ موجدٌ فالعالم لہ موجد۔ (ممکن جس طرح ذہن میں العالم لہ موجد کی نسبت کی علت ہے۔ اُسی طرح واقع میں بھی اُس کی علت ہی۔ کیونکہ شئے اپنے امکان ہی کی وجہ سے موجد کی محتاج ہوتی ہے۔) اگر واقع میں اُس کی علت نہ ہو تو برہان اِنّی ہے۔ جیسے ھٰذا سریع النبض وکل سریع النبض حار المزاج فھٰذا حار المزاج۔ (سریع النبض) ھٰذا حار المزاج کی نسبت کی علّت صرف ذہن میں ہی نہ واقع میں بلکہ واقع میں سُرعت نبض حرارت مزاج کی معلول ہے۔)

---

[1] حدّ اوسط ہی کے ذریعہ سے ذہن کو نسبت حکمیہ ایجابیہ و سلبیہ کا علم ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے اُس کو واسطہ فی الاثبات اور واسطہ فی التصدیق بھی کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

ف۔ قیاس استثنائی میں مقدمۂ استثنائیہ حدّ وسط کا حکم رکھتا ہے یعنی اگر مقدمۂ استثنائیہ واقع میں بھی نسبت کی علت ہو تو برہان لمّی ہے۔

جیسے۔ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ لٰکِنِ الشَّمْسَ طَالِعَةٌ فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ۔ ورنہ برہان اِنّی۔ جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ فالنّہار موجودٌ لٰکن النّہار لیس بموجود فالشّمس لیست بطالعۃٍ۔

۲ قیاسِ جدلی۔ وہ قیاس ہے جو مشہورات یا مسلمات[۱] سے مرکب ہو۔

مشہورات۔ وہ قضیے (سچّے یا جھوٹے) ہیں جن کے اعتقاد کا سبب صرف عامۂ خلق یا کسی جماعت خاص کا اتفاق آرا ہو۔ جیسے العدل حسن۔ الظلم قبیح (ان پر عامۂ خلق کا اتفاق آرا ہے۔) ذبح الحیوان قبیح (اس پر جماعت ہنود کا اتفاق آرا ہے۔)

ہر قوم کے یہاں بوجہ اختلاف امزجہ و عادات کے جُدا جُدا مشہورات ہیں جن کو وہی لوگ مانتے ہیں دوسرے لوگ نہیں مانتے۔

مُسلّمات۔ وہ قضیے (سچّے یا جھوٹے) ہیں جن کو مناظرے میں فریقِ مخالف نے مان لیا ہو۔ یا جو ایک علم میں دلیل سے ثابت ہو چکے ہوں۔ اِس وجہ سے دوسرے علم میں بدون استدلال مان لئے جائیں۔

ف۔ قیاس جدلی سے الزام فریقِ مخالف مقصود ہوتا ہے۔ اگر مجادل معترض ہو اور اپنی رائے کی محافظت منظور ہوتی ہے اگر مجادل مجیب ہو۔

۳ قیاسِ خِطابی۔ (جس کے استعمال کرنے والے کو خطیب اور واعظ کہتے ہیں) وہ قیاس ہے جو مقبولات یا مظنونات سے مرکب ہو۔)

مقبولات۔ وہ قضیے (صحیح یا غلط) ہیں جن کے اعتقاد کا سبب صرف اُن کے قائلین کے ساتھ علم و تحقیق یا زہد و ریاضت وغیرہ کا حُسن ظن ہو جیسے علمار یا حکمار یا غربار کے اقوال۔

مظنونات۔ وہ قضیے (صحیح یا غلط) ہیں جن کو اِس طرح باور کرلیں کہ جانب مخالف کا بھی

[۱] یہ تردید بطریق منع الخلو ہے یعنی صرف مشہورات سے مرکب ہو یا صرف مسلمات سے یا دونوں سے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ مصنفؒ کے کلام میں وا دبمعنی او ہے۔ قیاس خطابی و مغسطی میں بھی یہی حال ہے۔ ۱۲ منہ

مرجوح احتمال باقی رہے۔ جیسے زیدٌ یطوف باللیل مختفیا فی سکک البلد وکل من یطوف باللّیل مختفیا فی سکک البلد فھو سارق فزید سارق۔

ف۔ قیاس خطابی سے ایسے اعمال کا بتانا مقصود ہوتا ہے جو معاش یا معاد میں نافع یا مضر ہیں۔ تاکہ نافع کی تحصیل اور مضر سے احتراز کے سبب سے دونوں جگہ اچھے رہیں۔

۴ قیاسِ شعری۔ وہ قیاس ہے جو مخیّلات سے مرکّب ہو۔

مخیّلات۔ وہ قضیے (صحیح یا غلط) ہیں جن کے ذہن میں آنے سے نفس کو بسط یا قبض (رغبت یا نفرت) پیدا ہو۔ جیسے اَلْخَمرُ یاقُوتَۃٌ سَیَّالَۃٌ (اس کے سننے سے نفس کو ایک قسم کا بسط حاصل ہوا جس سے استعمال خمر کی طرف رغبت پیدا ہوگئی) اَلْعَسَلُ مُرَّۃٌ مُھَوِّعَۃٌ (جسکے سننے سے نفس کو ایک قسم کا قبض ہوا جس سے استعمال عسل سے نفرت پیدا ہوگئی) مخیّلات جب وزن وقافیہ کے ساتھ ہوتے ہیں تو بسط وقبض زیادہ ہوجاتے ہیں۔ اور اگر خوش آوازی بھی اس کے ساتھ شامل رہے تو اور بھی زیادہ ہوجاتے ہیں۔

ف۔ قیاسِ شعری سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ نفس ترغیب وترہیب سے متاثر ہو۔

۵ قیاسِ سفسطی۔ وہ قیاس ہے جو وہمیات یا مشبّہات سے مرکّب ہو۔

وہمیات۔ وہ (جھوٹے قضیے) ہیں جن میں نفس وہم کا تابع ہوکر غیر محسوس پر محسوس کا حکم لگائے۔ جیسے کُلُّ مَوْجُوْدٍ قَابِلٌ لِلْاِشَارَۃِ الْحِسِّیَّۃِ۔

وَہم حواس باطنہ کی پانچ قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ اور یہ اس قوّت کا نام ہے جو دماغ کے آخر بطن اوسط میں ہے۔ اس کا کام ان جزئیات کا ادراک کرنا ہے جو حواس ظاہرہ سے مُدرَک نہیں ہوسکتے۔ اور جزئیات محسوسہ بحسّ ظاہر منتزع ہوتے ہیں۔

مثلاً جس قوّت سے بکری اس بات کا ادراک کرلیتی ہے کہ بھیڑیئے سے بھاگنا چاہیئے اس قوّت کا

لہ زید رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کے گھومتا ہے۔ اور جو شخص رات کو شہر کی گلیوں میں چھپ چھپ کے گھومے وہ چور ہے۔ پس زید چور ہے۔ ۱۲ منہ

نام وہم ہے۔ چونکہ وہم کا نفس پر استیلاءِ عظیم ہے اور نفس اِس درجہ اُس کا مسخر و مطیع و محکوم ہے کہ سچّا یا جھوٹا جو کچھ وہ حکم لگا دیتا ہے نفس اُس کو قبول کر لیتا ہے۔ اِس وجہ سے نفس اُسکے دھوکے میں آکر اکثر غیر محسوس پر محسوس کا حکم لگا دیتا ہے۔ اور وہمیات اُس کے نزدیک بیشتر اولیات کے ساتھ ملتبس ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ اوہام باطلہ میں مدۃ العمر منہمک رہ جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ سبحانہٗ عقل صرف و شریعت حقہ سے اپنے خاص بندوں کی دستگیری نہ فرماتا تو وہ بھی اوہام باطلہ کی تاریکیوں سے کبھی نکل نہ سکتے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

مشبّہات۔ وہ جھوٹے قضیے جو صورۃً یا معنیً سچّے قضیوں کے مشابہ ہوں۔

وہ قیاس سفسطی جو مشبہات سے مرکب ہوں۔ اُس کی مثالیں یہ ہیں۔

گھوڑے کی تصویر کو کہیں ھذا فرس وکلّ فرس صاھل فھذا صاھل۔ جوہر کی صورت کو جو ذہن کے ساتھ قائم ہے یہ کہیں ھذا الجوھر قائم بالذھن وکل قائم بالذھن عرض فھذا الجوھر عرض۔ یا حدوث کو جو امر ذہنی ہے یہ کہیں۔ الحدوث حادث[1] وکلّ حادث لہ حدوث فالحدوث لہ حدوث۔

ف ا سفسطہ سے مخالف کی تغلیط اور اُس کا اسکات مقصود ہوتا ہے۔ اور اُس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اُس کو جان کر اُس سے محفوظ رہیں۔

(۲) مغالطہ سفسطہ سے اعم ہے کیونکہ مغالطہ اُس دلیل کا نام ہے جس میں صورۃً یا مادۃً کسی طرح کی غلطی ہو۔ ابھی جتنی مثالیں مذکور ہوئیں اُن پر مغالطہ بھی صادق آتا ہے۔

الانسان حیوان والحیوان جنس فالانسان جنس مغالطہ ہے اور سفسطہ نہیں ہے مغالطہ اس وجہ سے ہے کہ اس دلیل میں صورۃً یہ غلطی ہے کہ کبریٰ کلیہ نہیں ہے بلکہ طبعیہ ہے۔ حالانکہ انتاج شکل اوّل کے لئے کلیّت کبریٰ شرط ہے۔ اور سفسطہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ اِس کا کوئی مقدمہ وہمیات یا مشبہات سے نہیں ہے۔ بلکہ دونوں مقدمے نفس الامر میں صادق ہیں۔

---

[1] حدوث امر ذہنی ہے۔ اسلئے وہ حادث نہیں ہو سکتا کیونکہ حادث شئے خارجی ہوتی ہے نہ امر ذہنی ۱۲ منہ

۳ قیاس بُرہانی میں یہ شرط ہے کہ اُس کے کل مقدمات یقینی ہوں۔ اِس کے علاوہ باقی چار قسموں میں یہ ضرور نہیں ہو کہ اس کے کل مقدمات اسی قسم کے ہوں جو اُن کی تعریف میں مذکور ہیں۔ مثلاً سفسطہ میں یہ ضرور نہیں ہو کہ اُس کے کل مقدمات وہمیات یا مشبّہات سے ہوں بلکہ اگر ایک مقدمہ وہمیات یا مشبہات سے ہو اور دوسرا یقینی ہو تو وہ بھی سفسطہ ہو۔ اِس کی بنا اس قاعدے پر ہے کہ جس قیاس میں اعلیٰ وادنیٰ دو قسم کے مقدّمے ہوں اُس میں ادنیٰ کا اعتبار ہوتا ہے۔

مثلاً جو قیاس یقینیات و مشہورات سے مرکّب ہو وہ جدلی ہے۔ اور جو مشہورات و مخیلات سے مرکّب ہے وہ شعری ہے۔ اور جو مخیلات و وہمیات سے مرکب ہو وہ سفسطی ہے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ قد تمّ بحث التصدیقات والحمد للہ اوّلاً و آخراً۔

۵۔ خاتمۃٌ۔ اَجزاءُ العُلومِ ثلٰثۃٌ اَلْمَوضُوعاتُ وَهِیَ الَّتِی یُبْحَثُ فِی العِلمِ عَنْ اَعْرَاضِهَا الذَّاتِیَّۃِ وَالمَبَادِیُ وَهِیَ حُدُوْدُ الْمَوضُوعَاتِ وَاَجْزَائِهَا وَاَعْرَاضِهَا وَمُقَدَّمَاتٌ بَیِّنَۃٌ اَوْ مَاْخُوْذَۃٌ تُبْتَنٰی عَلَیْهَا قِیَاسَاتُ العِلْمِ وَالْمَسَائِلُ وَهِیَ قَضَایَا تُطْلَبُ فِی الْعِلْمِ مَوضُوعَاتُهَا مَوضُوعُ العِلْمِ اَوْ نَوعٌ مِّنْهُ اَوْ عَرَضٌ ذَاتِیٌّ لَّہٗ اَوْ مُرَکَّبٌ وَمَحْمُوْلَاتُهَا اُمُوْرٌ خَارِجَۃٌ عَنْهَا لَاحِقَۃٌ لَّهَا لِذَوَاتِهَا۔

ت۔ علوم کے اجزا تین ہیں۔ موضوعات اور یہ وہ (امور) ہیں جنکے اعراض ذاتیہ سے علم میں بحث کیجاے۔ اور مبادی اور یہ موضوعات اور اُن کے اجزا اور اُن کے اعراض کے حدود ہیں۔ اور وہ مقدمات بدیہیہ یا نظریہ ہیں۔ جن پر علم کے قیاسات مبنی ہوں۔ اور مسائل اور یہ وہ قضایا ہیں جو علم میں (دلیل یا تنبیہ سے) مطلوب ہوں۔ اور مسائل کے موضوعات موضوع علم ہیں یا اُس کا نوع یا اُس کا عرض ذاتی یا (ان سے) مرکّب۔ اور اُن کے محمولات وہ امور ہیں جو اُنکے موضوعات سے خارج ہیں اور اُن کو اُن کے ذوات کے اعتبار سے لاحق ہیں۔

ش

خاتمۂ کتاب

اجزاءِ علوم کا بیان

علوم کے اجزا کل تین[۱] ہیں (یعنی ہر علم صرف تین جزوں سے مرکب ہوتا ہے)[۱] موضوعات [۲] مبادی [۳] مسائل۔

۱۔ موضوعات (یعنی موضوعاتِ علم) وہ امور ہیں جنکے اعراضِ ذاتیہ سے علم میں بحث کیجائے۔

عرضِ ذاتی (جس کی جمع اعراض ذاتیہ ہے) وہ[۱] عارض ہے جو اپنے معروض کو بلا واسطہ[۲] یا اُس کے مساوی کے واسطے[۳] سے لاحق ہو۔

عارض بلا واسطہ (جس کو عرض اوّلی کہتے ہیں) کی مثال متعجّب ہے جو انسان کو بلا واسطہ (یعنی صرف اُس کی ذات کی وجہ سے) لاحق ہے۔

عارض بواسطۂ مساوی کی دو قسمیں ہیں۔

[۱] عارض بواسطۂ جزءِ مساوی جیسے مدرک المعقولات جو انسان کو ناطق کے واسطے سے لاحق ہے اور ناطق۔ انسان کا جزء اور اُس کا مساوی ہے۔

[۲] عارض بواسطۂ خارج مساوی جیسے ضاحک جو انسان متعجب کے واسطے سے لاحق ہے۔ اور متعجب انسان سے خارج اور اُس کا مساوی ہے۔

وہ عارض جو اپنے معروض کو بالذّات یا اُس کے مساوی کے واسطے سے لاحق نہ ہو اس کو عرض غریب کہتے ہیں (جس کی جمع اعراض غریبہ ہے۔) بلا واسطہ ۱۲

---

[۱] عارض شے وہ ہے جو اُس شئے سے خارج ہو اور اُس پر محمول ہو ۱۲ منہ [۲] بلا واسطہ سے مراد یہ ہے کہ واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت قسم ثانی نہ ہو۔ واسطہ فی المعروض وہ واسطہ ہے جو حقیقۃً صفت کے ساتھ موصوف ہو۔ اور ذو الواسطہ اس کے ساتھ مجازاً موصوف ہو۔ جیسے کشتی کہ متحرک کے ساتھ حقیقۃً موصوف ہے اور سوار کشتی مجازاً۔ واسطہ فی الثبوت قسم اوّل وہ واسطہ ہے جو صفت کے ساتھ خود موصوف نہ ہو۔ مگر اُس کے ذریعے سے ذو الواسطہ موصوف ہو۔ جیسے رنگریز کہ خود رنگین کے ساتھ موصوف نہیں ہے۔ مگر اس کے ذریعہ سے رنگا ہوا کپڑا رنگین کے ساتھ موصوف ہے۔ واسطہ فی الثبوت قسم ثانی وہ واسطہ ہے جو صفت کے ساتھ اوّلاً خود موصوف ہو۔ اور اس کے سبب سے ذو الواسطہ موصوف ہو۔ جیسے وہ ہلنے والا ہاتھ جس میں قلم ہو۔ کیونکہ متحرک کے ساتھ اوّلاً ہاتھ موصوف ہے اور اس کے سبب قلم اگرچہ دونوں میں معیت زمانی ہے ۱۲ منہ [۳] خواہ یہ واسطہ واسطہ فی معروض ہو یا واسطہ فی الثبوت قسم ثانی ۱۲ منہ

عرضِ غریب کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ عارض بواسطۂ جزءِ اعم۔ جیسے ماشی جو انسان کو حیوان کے واسطے سے لاحق ہے۔ اور حیوان۔ انسان کا جزء اور اس سے اعم ہے۔

۲۔ عارض بواسطۂ خارج اعم جیسے متحرک جو ابیض کو جسم کے واسطے سے لاحق ہے۔ اور جسم۔ ابیض سے خارج اور اعم ہے۔

۳۔ عارض بواسطۂ خارج اخص۔ جیسے متحرک الاصابع جو حیوان کو کاتب کے واسطے سے لاحق ہے۔ اور کاتب۔ حیوان سے خارج اور اخص ہے۔

۴۔ عارض بواسطۂ خارج مبائن۔ جیسے محسوس جو جسم کو ضوء کے واسطے سے لاحق ہے اور ضوء جسم سے خارج اُس کا مبائن ہے۔

ف۔ ۱۔ بعض متاخرین کے نزدیک عارض بواسطۂ جزءِ اعم بھی عرضِ ذاتی ہے لیکن حق یہی ہے کہ وہ عرضِ غریب ہے۔

۲۔ چونکہ ہر علم میں صرف اُس کے موضوع کے احوال کا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اعراضِ ذاتیہ ہی حقیقت میں موضوع کے احوال ہیں اسلئے ہر علم میں موضوع کے اعراضِ ذاتیہ ہی سے بحث ہوتی ہے۔ اور چونکہ موضوع کے اعراضِ غریبہ اصل میں موضوع کے احوال نہیں ہیں بلکہ وسائط کے احوال ہیں اِس لئے کسی علم میں موضوع کے اعراضِ غریبہ سے بحث نہیں ہوتی۔ مثلاً جس علم کا موضوع ابیض ہو اُس میں متحرک سے بحث نہیں ہوسکتی کیونکہ متحرک ابیض کا عرضِ غریب ہے۔ بلکہ متحرک سے اُس علم میں بحث ہوگی جس کا موضوع جسم ہو کیونکہ متحرک۔ جسم کا عرضِ ذاتی ہے۔ اگرچہ ابیض کا عرضِ غریب ہے۔

۲۔ مبادی۔ (مبدء بمعنی موقوف علیہ کی جمع) وہ اُمور ہیں جن پر علم کے مسائل موقوف ہوں۔ مبادی کی دو قسمیں ہیں۔ تصوریہ۔ تصدیقیہ۔

مبادی تصوریہ یہ ہیں۔ موضوعات کے حدود۔ موضوعات کے اجزا کے حدود (یعنی اگر موضوعات

مرکب ہوں) موضوعات[۳] کے اعراض ذاتیہ کے حدود۔

حدود سے یہاں مطلق معرفات مراد ہیں۔ عام اس سے کہ حدود ہوں یا رسوم۔

مبادی تصدیقیہ وہ مقدمات[۱] (قضایا) بیّنہ یا ماخوذہ ہیں جن سے وہ قیاسات مرکّب کئے جائیں جن سے مسائل علم ثابت کئے جاتے ہیں۔

مقدمات بیّنہ سے قضایائے بدیہیہ مراد ہیں اور اُن کو **علوم متعارفہ** کہتے ہیں۔

مقدمات ماخوذہ سے وہ قضایائے نظریہ مراد ہیں جو بلا دلیل اس وجہ سے لے لئے گئے ہوں کہ دوسرے علم میں دلیل سے ثابت ہو چکے ہیں۔

اگر متعلّم اُن مقدماتِ ماخوذہ کو اِس وجہ سے مان لے کہ اس کو اپنے معلّم کے ساتھ حسنِ عقیدت ہے تو اُن کو **اصول موضوعہ** کہتے ہیں۔

اور اگر متعلم شک و انکار کو دخل دے تو اُن کو **مُصادرات** کہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ ایک ہی مقدمہ ایک شخص کے اعتبار سے اصل موضوع ہو اور دوسرے کے اعتبار سے مُصادرہ۔

۳ مسائل۔ وہ قضایا ہیں جو علم میں دلیل یا تنبیہ سے مطلوب ہوں۔

وجہ تردید یہ ہے کہ مسائل علم اکثر نظریات ہوتے ہیں جنکے ثابت کرنے کیلئے دلیل کی حاجت ہوتی ہے، اور کبھی بدیہیات خفیہ ہوتے ہیں۔ اور اس وقت تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی مسئلہ بدیہی جلی نہیں ہوتا۔ ورنہ کتابوں میں تدوین کی حاجت نہ ہوتی۔

موضوع مسئلہ کبھی عین موضوع علم ہوتا ہے۔ اور کبھی نوع موضوع علم۔ اور کبھی عرض ذاتی موضوع علم۔ اور کبھی موضوع علم مع عرض ذاتی موضوع علم۔ اور کبھی موضوع علم مع عرض ذاتی موضوع علم۔

ہر ایک کی مثال بترتیب یہ ہے۔

كل جسمٍ فله حيزٌ طبعيٌّ | هل الجسم المتحرك يجتمع فيه اقتضاءٌ

---

[۱] آئندہ معلوم ہوگا کہ وجود موضوع کی تصدیق بھی مبادی تصدیقیہ میں داخل ہے ۱۲ منہ

کل فلکٍ متحرکٌ علی الاستدارۃ دائمًا۔	قسریٌّ وطبعیٌّ معًا
کل متحرکٍ فلہ میل طبعیٌّ	ھل الحیوان المتحرکُ یخلو عن ارادۃٍ۔

یہ سب علم طبعی کے مسائل ہیں جس کا موضوع جسم طبعی ہے۔

ف۔ موضوع مسئلہ انہیں پانچ صورتوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ موضوع مسئلہ کبھی جزء موضوع علم ہوتا ہے۔ اور کبھی جزء نوع موضوع علم۔ اور کبھی نوع عرض ذاتی موضوع علم۔ اور کبھی موضوع علم کے عرض ذاتی کا عرض ذاتی۔ اور کبھی نوع موضوع علم کا عرض ذاتی۔ اور کبھی نوع عرض ذاتی موضوع علم کا عرض ذاتی۔ اور کبھی نوع موضوع علم مع عرض ذاتی نوع موضوع علم۔ اور کبھی موضوع علم کے عرض ذاتی کا عرض ذاتی مع عرض ذاتی موضوع علم۔ الی غیر ذلک۔ ضابطہ اس مقام میں یہ ہے کہ موضوع مسئلہ کو موضوع علم اور اس کے اعراض ذاتیہ سے خارج اور بے لگاؤ نہیں ہونا چاہئے۔ محمول مسئلہ۔ موضوع مسئلہ کا عرض ذاتی ہوتا ہے۔

تنبیہ۔ یہاں عبارت متن میں لِذَاتِهَا کے بعد لفظ اَوْ لِمَا یُسَاوِیْهَا کی ضرورت ہے۔ کیونکہ محمولات مسائل مطلق اعراض ذاتیہ ہوتے ہیں۔ نہ صرف اعراض اولیہ۔

ف۔ حق یہ ہے کہ محمول مسئلہ کبھی موضوع مسئلہ کا عرض غریب اعم (یعنی عارض بواسطۂ اعم) بھی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ موضوع علم کا عرض ذاتی ہو۔ جیسے کلّ فلک متحرک علی الاستدارۃ دائمًا۔ اس مثال میں متحرک علی الاستدارۃ۔ فلک کا غریب اعم ہے کیونکہ وہ فلک کو جسم کے واسطے سے لاحق ہے۔ اور جسم فلک سے اعم ہے لیکن وہ جسم کا عرض غریب اعم نہیں ہے بلکہ عرض ذاتی ہے۔ ضابطہ اس مقام میں یہ ہے کہ محمول مسئلہ کو موضوع علم کے اعراض ذاتیہ سے خارج اور بے لگاؤ نہیں ہونا چاہئے۔ وَھٰھُنَا مُبَاحِثُ لَاتَلِیْقُ بِھٰذَا الْمُخْتَصَرِ۔

تنبیہ۔ اجزاء علوم کی تثلیث ایک ظاہری بات ہے۔ حق یہ ہے کہ اجزاء علوم صرف مسائل ہیں (یعنی مسائل ہی کے مجموعے کا نام علم ہے) کیونکہ مبادی وسائل ہیں۔ اور وسیلہ شئی شئی سے خارج ہوتا ہے۔ اور موضوع علم سے اگر نفس موضوع علم مراد ہے اور حق یہی ہے تو وہ کوئی علٰحدہ جزء نہیں ہے بلکہ موضوعات مسائل میں جو اجزاء مسائل ہیں مندرج ہے۔ اور اگر موضوع کا معرّف مراد ہے تو وہ

مبادی تصوریہ میں داخل ہے۔ اور اگر وجود موضوع کی تصدیق مراد ہے تو اُس کو مبادی تصدیقیہ میں شامل کرنا چاہیے۔ اور اگر موضوعیّت کی تصدیق مُراد ہے تو وہ مقدمات الشروع فی العلم میں داخل ہے۔ فتفکر

م۔ وَقَدْ یُقَالُ الْمُبَادِیْ لِمَا یُبْدَأُ بِہٖ قَبْلَ الْمَقْصُوْدِ وَالْمُقَدَّمَاتُ لِمَا یَتَوَقَّفُ عَلَیْہِ الشُّرُوْعُ بِوَجْہِ الْبَصِیْرَۃِ وَفَرْطِ الرَّغْبَۃِ کَتَعْرِیْفِ الْعِلْمِ وَبَیَانِ غَایَتِہٖ وَمَوْضُوْعِہٖ ۔

ت۔ اور کبھی مبادی اُس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ مقصود سے پہلے ابتدا کی جائے۔ اور مقدمات اُس چیز کو کہتے ہیں جس پر (علم کا) شروع کرنا بصیرت اور زیادت رغبت کے طریق پر موقوف ہو۔ جیسے علم کی تعریف اور اُس کی غایت اور اُس کے موضوع کا بیان۔

ش۔ اصطلاح ابن حاجبؒ کے موافق مبادی اُن اُمور کو کہتے ہیں جو مقاصد علم یعنی مسائل سے پہلے شروع میں بیان کیے جائیں۔ خواہ وہ علم میں داخل ہوں (جیسے مبادی بمعنی سابق) اُس سے خارج ہوں۔ (جیسے مقدمات)

مقدّمات۔ اُن امور کو کہتے ہیں جن پر علم کا شروع کرنا حصول بصیرت وزیادت رغبت کی نظر سے موقوف ہو۔ (یعنی جن پر علم کا شروع کرنا صرف اِس وجہ سے موقوف ہو کہ اُن کے جان لینے سے علم کے شروع کرنے والے کو پُوری بصیرت حاصل ہوتی ہے اور اُس کی رغبت اسکی تحصیل کی طرف بڑھ جاتی ہے۔ جیسے معرّف علم۔ غایت علم۔ موضوع علم۔

ف (۱) یہ مبادی مبادی بمعنی سابق سے اعم ہیں کیونکہ مبادی بمعنی سابق ہمیشہ علم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور یہ مبادی کبھی علم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور کبھی اُس سے خارج۔

۲ یہ مبادی مقدّمات سے بھی اعم ہیں کیونکہ مقدمات ہمیشہ علم سے خارج ہوتے ہیں۔ اور یہ مبادی کبھی علم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور کبھی اُس سے خارج۔

۳ مبادی بمعنی سابق مقدمات کے مباین ہیں کیونکہ وہ علم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اُس سے خارج

م۔ وَکَانَ الْقُدَمَاءُ یَذْکُرُوْنَ فِیْ صَدْرِ الْکِتَابِ مَا یُسَمُّوْنَہُ الرُّؤُسَ الثَّمَانِیَۃَ الْاَوَّلُ

اَلْغَرَضُ لِئَلَّا یَکُوْنَ النَّظَرُ فِیْ طَلَبِہٖ عَبَثًا **وَالثَّانِیْ** اَلْمَنْفَعَۃُ اَیْ مَا یَتَشَوَّقُہُ الْکُلُّ طَبْعًا لِیَنْشَطَ فِی الطَّلَبِ وَیَتَحَمَّلَ الْمَشَقَّۃَ **وَالثَّالِثُ** السِّمَۃُ وَھِیَ عُنْوَانُ الْعِلْمِ لِیَکُوْنَ عِنْدَہٗ اِجْمَالُ مَا یُفَصِّلُہٗ **وَالرَّابِعُ** اَلْمُؤَلِّفُ لِیَسْکُنَ قَلْبُ الْمُتَعَلِّمِ **وَالْخَامِسُ** اَنَّہٗ مِنْ اَیِّ عِلْمٍ ھُوَ لِیَطْلُبَ فِیْہِ مَا یَلِیْقُ بِہٖ **السَّادِسُ** اَنَّہٗ مِنْ اَیِّ مَرْتَبَۃٍ ھُوَ لِیُقَدِّمَ عَمَّا یَجِبُ وَیُؤَخِّرَ عَمَّا یَجِبُ **وَالسَّابِعُ** الْقِسْمَۃُ اَیِ التَّبْوِیْبُ لِیَطْلُبَ فِیْ کُلِّ بَابٍ مَا یَلِیْقُ بِہٖ **وَالثَّامِنُ** اَلْاَنْحَاءُ التَّعْلِیْمِیَّۃُ وَھِیَ **التَّقْسِیْمُ** وَھِیَ التَّکْثِیْرُ مِنْ فَوْقٍ وَّ**التَّحْلِیْلُ** عَکْسُہٗ وَ**التَّحْدِیْدُ** اَیْ فِعْلُ الْحَدِّ وَ**الْبُرْھَانُ** اَیِ الطَّرِیْقُ اِلَی الْوُقُوْفِ عَلَی الْحَقِّ وَالْعَمَلِ بِہٖ وَھٰذَا بِالْمَقَاصِدِ اَشْبَہُ ؞

ت ۔ اور قدماء شروع کتاب میں اُن چیزوں کو ذکر کرتے تھے جن کا نام رؤس ثمانیہ رکھتے تھے۔ پہلی[۱] غرض تاکہ نظر علم کی طلب میں بیکار نہ ہو۔ دوسری[۲] منفعت یعنی وہ چیز جسکے سب لوگ بالطبع مشتاق ہوں تاکہ (متعلم) طلب (علم) میں خوش ہو۔ اور مشقّت کا بار اٹھائے۔ تیسری[۳] علامت اور یہ علم کا عنوان ہے تاکہ متعلم کے نزدیک اس چیز کا اجمال حاضر ہو جائے۔ جس کی تفصیل معلّم کرے گا۔ چوتھی[۴] مؤلّف تاکہ متعلم کا دل مطمئن ہو۔ پانچویں[۵] یہ کہ وہ کس علم سے ہے تاکہ اُس میں وہ مسائل طلب کرے جو اُس کے لائق ہیں۔ چھٹی[۶] یہ کہ وہ کس مرتبہ میں ہے تاکہ امر واجب سے (اُس کو) مقدم کرے اور امر واجب سے مؤخر کرے۔ ساتویں[۷] قسمت یعنی تبویب تاکہ ہر بات میں وہ بات طلب کرے جو اُس کے لائق ہے۔ آٹھویں[۸] انحاء تعلیمیہ (یعنی وہ طریقے جو تعلیم کی طرف منسوب ہیں) اور یہ تقسیم ہے یعنی اوپر سے بڑھانا اور تحلیل اُس کے برعکس ہے اور تحدید یعنی حد کا بیان کرنا اور برہان یعنی حق پر آگاہ ہونے اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ اور یہ (علم) کے مقاصد کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے۔

ش

رؤسِ ثمانیہ کا بیان

قدمائے مصنفین میں مقدمات کے ضبط کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے تصانیف کے شروع میں مندرجہ ذیل آٹھ باتیں ذکر کرتے تھے جن کو رؤس ثمانیہ کہتے تھے۔ (یہ ضبط استقرائی ہے نہ عقلی اس لیئے تم کو اختیار ہے کہ اگر ان کے علاوہ اور کسی بات کو تحصیل علم مطلوب میں معین سمجھو اُس کو زیادہ کردو اور چونکہ یہ سب علم سے خارج ہیں اور صرف اعانت میں دخل رکھتی ہیں۔ اِس لیئے تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ اِن میں سے جس بات کو حسب موقع ومحل زیادہ مفید نہ سمجھو اس کو حذف کردو۔)

۱ غرض علم تاکہ متعلم کی محنت علم کی طلب میں رائگاں نہ ہو جائے۔

۲ مَنفَعَتِ علم (یعنی علم کا فائدہ جس کی طرف ہرشخص کی طبیعت راغب ہو۔) تاکہ متعلم کو علم کی طلب میں خوشی حاصل ہو۔ اور تحصیل علم کی مشقّت اپنے اوپر گوارا کرے۔ کسی فعل کے نتیجے کو جو اُس فعل کے صدور کے بعد ظہور میں آئے منفعت اور فائدہ اور غایت کہتے ہیں۔ اگر کسی فعل کے نتیجے کا تصور فاعل سے اُس فعل کے صدور کا باعث ہوا ہے تو اُس نتیجے کو اس حیثیت سے کہ اس کا تصور فاعل سے اُس کے صدور کا باعث ہوا ہے۔ غرض اور علت غائیہ کہتے ہیں۔

صدق کے اعتبار سے غرض اور منفعت میں عموم من وجہ ہے۔

جس نتیجے کا تصور فاعل سے صدور فعل کا باعث ہوا ہے۔ اگر وہی نتیجہ صدور فعل کے بعد ظہور میں آئے تو اُس نتیجے پر غرض اور منفعت دونوں صادق ہوں گی۔ اور اگر وہ نتیجہ صدور فعل کے بعد ظہور میں نہ آئے تو اُس پر غرض صادق ہوگی نہ منفعت۔ اور اُس نتیجے پر جو صدور فعل کے بعد ظاہر ہوا اور اُس کا تصور فاعل سے صدور فعل کا باعث نہ ہوا ہو منفعت صادق ہوگی نہ غرض۔

وجود واقعی کے اعتبار سے غرض منفعت سے اعم مطلق ہے۔

علم حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ فعل اختیاری کا صدور فاعل سے کسی فائدے کے تصور کے بغیر ممکن نہیں ہے یعنی کوئی فعل غرض سے خالی نہیں ہو سکتا پس اگر وہ فائدہ جس کا تصور فاعل نے کیا ہے

یا کوئی دوسرا فائدہ اس فعل پر مترتب ہو تو وہاں غرض اور منفعت دونوں پائی جائینگی ورنہ صرف غرض پائی جائیگی۔ فافہم منطق کی غرض عصمت (یعنی خطائے فکر سے محفوظ رہنا) اور یہی اُسکی منفعت بھی ہے۔

۳ عنوان علم (یعنی رسم علم یا وجہ تسمیۂ علم) تاکہ متعلم مقاصد علم سے جو کتاب میں مفصل مذکور ہیں اجمالی طور پر آگاہ ہو جائے۔

رسم منطق کا بیان ابتدائے کتاب میں ہو چکا۔

منطق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ منطق مصدر میمی بمعنی نطق ہے اور چونکہ یہ علم ذریعۂ نطق اس لیے مبالغۃً زَیدٌ عدلٌ کی طرح اُس کو منطق کہتے ہیں۔ نطق سے نطق باطنی یعنی ادراک کلّیات مراد ہے۔ اور ممکن ہے کہ نطق سے نطق ظاہری و باطنی دونوں مُراد ہوں کیونکہ منطق سے نطق ظاہری یعنی تکلّم کو بھی قوت حاصل ہوتی ہے۔ ؎

اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ وَاِنَّمَا جُعِلَ اللِّسَانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیلاً

۴ نام مؤلف علم یا مؤلف کتاب تاکہ متعلم مبتدی اس کی عظمتِ شان پر لحاظ کرکے یہ اطمینان حاصل کرے کہ میں ایک عمدہ علم کا طالب ہوں۔

منطق کو (فلسفہ کی طرح) ابتداءً معلّم اوّل حکیم ارسطو نے بحکم اسکندر یونانی زبان میں وضع کیا تھا اسی وجہ سے اِس علم کو میراثِ ذوالقرنین کہتے ہیں۔

پھر جب مترجّمین نے عربی زبان میں اُس کے ترجمے کیئے تو معلم ثانی حکیم ابونصر فارابی نے دُوبارہ ایک معقول طرز پر اس کی تنقیح اور تہذیب کی۔ جب اِن کی تصانیف جو منطق و فلسفہ میں تھیں اِنکے کتب خانے میں آگ لگجانے کی وجہ سے جلکر خاکستر ہوگئیں تو شیخ الرئیس ابوعلی بن سینا نے جو ان کے ہمعصر تھے اور ہمیشہ اِن کی تصانیف سے فیضیاب ہوتے تھے۔ تیسری بار اس علم کو تفصیل و توضیح کے ساتھ قلم بند کیا۔

رسالۂ تہذیب کے مؤلف کا نامِ نامی دیباچۂ کتاب میں مذکور ہے۔ اور حاشیے میں اُن کے مختصر حالات درج ہیں۔

۵ کس جنس کا علم ہے (یعنی علوم عقلیہ سے ہے یا علوم نقلیہ سے اُصول سے ہے یا فروع سے)
تاکہ متعلم اُسی جنس کے مسائل اُس میں طلب کرے۔
جن کے نزدیک علم حکمت کے موضوعات موجودات خارجیہ ہیں۔ اُن کے خیال کے موافق منطق علم حکمت سے نہیں ہے کیونکہ منطق کے موضوعات معرّف وحجت ہیں جو مفہومات یعنی موجوداتِ ذہنیہ سے ہیں۔
اور جو لوگ علم حکمت کے موضوعات کو مطلق موجودات سمجھتے ہیں خواہ وہ خارجیہ ہوں یا ذہنیہ اُنکے نزدیک منطق علم حکمت میں داخل ہے۔ وَھٰھُنَا زِیَادَۃُ کَلَامٍ لَّا یَسَعُھَا الْمَقَامُ۔

۶ کس مرتبے کا علم ہے (یعنی کن علموں کے بعد اور کن علموں کے قبل اس کو حاصل کرنا چاہیئے) تاکہ متعلم پہلے اُن علوم کو حاصل کرے جن کے بعد اس کا مرتبہ ہے۔ اور اس کی تحصیل کے بعد ان علوم کو حاصل کرے جن کے قبل اس کا مرتبہ ہے۔
قدمار کا دستور یہ تھا کہ لڑکوں کو پہلے علم تہذیب الاخلاق اور کسی قدر علم ہندسہ سکھاتے تھے۔ اِسکے بعد منطق اور منطق کے بعد باقی علوم کی تعلیم کرتے تھے۔
ہمارے زمانے کے اساتذہ کے طریقے اس باب میں مختلف ہیں۔
میرا خیال یہ ہے کہ اس امر کی تنقیح کو معلم کی اس رائے پر چھوڑنا چاہیئے جو متعلم اور زمانہ کی حالت پر نظر کرنے سے پیدا ہو۔ مصرعہ وللنّاس فیما یعشقون مذاہبُ۔

۷ بتویب علم یا تبویب کتاب (یعنی علم یا کتاب کی فہرست قائم کرنا اور اس کو بابوں پر تقسیم کرنا) تاکہ متعلم ہر باب میں وہ باتیں طلب کرے جو اُس باب میں مذکور ہیں۔ علم منطق نو بابوں پر تقسیم کیا گیا ہے
۱۔ ایساغوجی یعنی کلّیات خمس ۲۔ تعریفات ۳۔ قضایا ۴۔ قیاس واستقرار وتمثیل ۵۔ برہان ۶۔ جدل ۷۔ خطابہ ۸۔ مغالطہ ۹۔ شعر۔ بعض علمائے فن نے بحث الفاظ کو بھی ایک باب قرار دیا ہے۔ فَتِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

۸ تعلیم کے طریقے۔ اور یہ چار ہیں تقسیم۔ تحلیل۔ تحدید۔ برہان۔
تقسیم (جس کو ترکیب القیاس بھی کہتے ہیں) مطلوب تصدیقی کی تحصیل کے لیئے قیاس کے پیدا

کرنے کا طریقہ ہے۔ یعنی مطلوب تصدیقی کی طرف سے بہت سے مقدمات کا پیدا کرنا ہے تاکہ اسکے ذریعے سے اُس قیاس کا پتا لگا کر جو مطلوب تصدیقی کا منتج ہو مطلوب تصدیقی حاصل کر لیا جائے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مثلاً جب تم کو کسی مطلوب تصدیقی کی تحصیل منظور ہو تو اُس کے موضوع و محمول کو الگ الگ کر کے ہر ایک کے لئے ایسے تمام امور کو جو اُس کے موضوعات یا محمولات ایجابیہ یا سلبیہ ہو سکیں ڈھونڈھ کر اکٹھا کرو۔ اور اُس تدبیر سے بہت سے مقدمات بنا لو۔

اب دیکھو کہ اِن مقدمات میں اگر ایسے دو مقدمے بھی ہوں جن میں موضوع مطلوب کا محمول محمول مطلوب کا موضوع ہو۔ اور شکل اوّل کے انتاج کی تمام شرطیں بھی پائی جاتی ہوں تو یہ سمجھو کہ قیاسِ منتج مطلوب شکل اوّل ہے جو اِنھیں دونوں مقدموں سے مرکب ہے۔

اور اگر ایسے دو مقدمے ہوں جن میں موضوع مطلوب کا محمول محمولِ مطلوب کا محمول ہو اور شکلِ ثانی کے انتاج کی تمام شرطیں بھی پائی جاتی ہوں تو یہ سمجھو کہ قیاسِ منتج مطلوب شکل ثانی ہے جو اِنھیں دونوں مقدموں سے مُرکّب ہے۔

اور اگر ایسے دو مقدمے ہوں جن میں موضوع مطلوب کا موضوع محمول مطلوب کا موضوع ہو۔ اور شکلِ ثالث کے انتاج کی تمام شرطیں بھی پائی جاتی ہوں تو یہ سمجھو کہ قیاس منتج مطلوب شکلِ ثالث ہے جو اِنھیں دونوں مقدموں سے مرکب ہے۔

اور اگر ایسے دو مقدمے ہوں جن میں موضوع مطلوب کا موضوع محمول مطلوب کا محمول ہو۔ اور شکل رابع کے انتاج کی تمام شرطیں بھی پائی جاتی ہوں تو یہ سمجھو کہ قیاس منتج مطلوب شکلِ رابع ہے جو اِنھیں دو مقدموں سے مُرکّب ہے۔

تحلیل۔ ایسے قیاسات کو جو بے قاعدہ طور پر علوم میں مذکور ہوتے ہیں منطقی قیاسات کی صورت میں لانے کا طریقہ ہے۔ (اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حضرات مصنّفین اپنے تصانیف کے ناظرین کی منطق دانی پر اعتماد کر کے اثبات مطالب علم میں عامۂ ناس کی طرح ایسے قیاسات ذکر کرتے ہیں جو منطقی قیاسات کے طریقے پر نہیں ہوتے ہیں۔ ایسے حالت میں اُن قیاسات کو منطقی قیاسات

کے پیرائے میں لانے کا جو طریقہ ہے اس کو تحلیل کہتے ہیں۔ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ تم اس بے قاعدہ قیاس کو دیکھو اگر اس کے کسی مقدمے میں مطلوب کے دونوں جزء پائے جاتے ہوں تو وہ قیاس استثنائی ہے۔ اور اگر مطلوب کا صرف ایک جزء پایا جاتا ہو تو وہ قیاس اقترانی ہے۔

وہ مقدمہ جس میں مطلوب کا صرف ایک جزء پایا جاتا ہو۔ اگر وہ جزء مطلوب میں محکوم علیہ ہو تو وہ مقدمہ صغریٰ ہے۔ اور اگر وہ جزء مطلوب میں محکوم بہ ہو تو وہ مقدمہ کبریٰ ہے۔

اب اس مقدمے کے دوسرے جزء کو مطلوب کے دوسرے جزء کے ساتھ ملا کر دیکھو اگر اشکال اربعہ میں سے کوئی شکل منطقی قاعدے کے مطابق درست ہو جائے تو یہ سمجھو کہ اس مقدمے کا یہ دوسرا جزء حدِّ اوسط ہے اور وہ بے قاعدہ قیاس یہی شکل ہے جواب درست ہوئی ہے۔ اور اگر اشکال اربعہ میں سے کوئی شکل درست نہ ہو سکے تو سمجھو کہ وہ بے قاعدہ قیاس مرکب ہے۔

اِس وقت یہ دیکھو کہ اس بے قاعدہ قیاس کے دوسرے مقدمے میں کون ایسا جزء ہے جو پہلے مقدمہ کے دوسرے جزء اور مطلوب کے دوسرے جزء میں حدِّ مشترک ہو سکتا ہے۔

جو جزء اِس طرح کا ملے اس کو حدِّ اوسط بنا کر منطقی قاعدے کے مطابق شکل ترتیب دو جو شکل قاعدے کے مطابق درست ہو جائے اُس کو پہلے مقدمے کے ساتھ (جس کو صغریٰ یا کبریٰ بنا چکے ہو) منضم کرو۔ منطقی قیاسِ مرکّب (تین قضیوں کا مجموعہ) حاصل ہوگا۔ وَقِسْ عَلیٰ هٰذا۔

چونکہ مقدمات کی تکثیر تقسیم میں مطلوب کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور تحلیل میں مطلوب کی طرف اسلیے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحلیل کو عکس تقسیم قرار دیا ہے۔

مطلوب کو فوق اسلیے کہتے ہیں کہ مطلوب کا درجہ دلیل سے بلند ہے کیونکہ مطلوب ہی اصل مقصود ہے

تنبیہ۔ تقسیم و تحلیل کے یہ معنی جو بیان کیے گئے کتب قوم اِن کی صحت کی شاہد ہیں۔ بعض شارحین نے اِن کے دوسرے معنی بیان کیے ہیں۔ مگر چونکہ اُن کی صحت میں کسی قدر کلام ہے اِس لیے اُن کے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ فَلْيُتَنَبَّهْ لِهٰذا۔

تحدید۔ اشیا کے حدود یعنی اُن کے ذاتیات کے دریافت کرنے کا طریقہ ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے

کہ جب تم کو کسی شے کے ذاتیات کا دریافت کرنا منظور ہو تو اُس کے محمولات پر نظر کرو۔ اُن میں سے جو اس قسم کے ہوں کہ اُنکا ثبوت اُس شے کے لیئے ضروری ہو اور جعلِ جاعل کا محتاج نہ ہو یا اس قسم کے ہوں کہ اُن کے انتفاء سے نفس شے کا انتفاء خارجاً و ذہناً و لحاظاً ہو جاتا ہو اُن کو ذاتیات سمجھو اور مابقی کو عرضیات۔ ھٰذَا مَاقِیْلَ وَفِیْہِ[۱] مَافِیْہِ۔

برہان مطلوب یقینی کے جاننے اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ ہے۔

جب تم کو مطلوب یقینی پر مطلع ہونا منظور ہو تو دلیل میں اُنھیں مقدمات کو استعمال کرو جو اصول یقینیات یا فروغ یقینیات سے ہوں۔ اور فروغ یقینیات کے طرق ثبوت کی صحت پر پوری نظر ڈالو۔ اور ظن و تقلید سے کنارہ کش ہو کر پھر اچھی طرح ان مقدمات میں غور کرو تاکہ مشہورات یا مسلمات یا مشبہات یا مقبولات کے دھوکے میں نہ پڑ جاؤ۔ اور صورت کے اعتبار سے دلیل کی صحت کی جو شرطیں ہیں اُنکی پوری محافظت کرو۔ اس تدبیر سے یقیناً تم کو مطلوب یقینی حاصل ہوگا جب مطلوب یقینی تم حاصل ہو جائے تو اگر وہ علم عملی ہے تو اُس پر خلوص دل سے بے کھٹکے عمل کرکے دارین کی سعادت حاصل کرو۔

چونکہ متاخرین تقسیم و تحلیل و برہان کو حجت اور لواحق قیاس کے مباحث میں ذکر کرتے ہیں اس لیئے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ شاید امر ثامن (یعنی انحاء تعلیمیہ) مقدمات سے نہیں ہے۔ بلکہ مقاصد علمیہ میں داخل ہے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس شبہے کے دفع کے لیئے فرماتے ہیں کہ امر ثامن مقاصد علمیہ کے ساتھ بہت مشابہ ہے یعنی اسی مشابہت کی وجہ سے متاخرین مقاصد علمیہ کے مباحث میں اُس کو ذکر کرتے ہیں نہ اِس وجہ سے کہ وہ مقاصد علمیہ میں داخل ہے۔ فقط

آج پنجشنبہ کے دن جمادی الاولیٰ کی چھبیسویں تاریخ کو ۱۳۱۶ھ میں یہ کتاب تمام ہوئی

فالحمد للہ الملیک المنعم القادر۔ المحمود بکل لسان ذاکر والصلوٰۃ والسلام

---

۱ حق یہ ہے کہ شے کے ذاتیات کا دریافت کرنا بہت مشکل ہے۔ اور تحدید کے ذریعہ سے گو بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے لیکن اسی امر کا دریافت کرنا مشکل ہے کہ کس قسم کے محمولات ایسے ہیں کہ شے کے لیئے ضروری الثبوت ہیں۔ اور محتاج جعل جاعل نہیں ہیں اور کس قسم کے ایسے ہیں کہ اُن کے انتفا سے نفس شے کا انتفا ہر طرح سے ہو جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

علی رسولہٖ محمدٍ شفیع المذنبین یوم تبلی السرائر و علی آلہٖ و صحبہٖ الذین ھم کالنجوم یہتدی بھم فی ظلم الدیاجر ما ارتفعت اصوات الخطباء علی المنابر وانشرحت صدور المؤمنین باللہ والیوم الآخر

قطعات تاریخ تصنیف

جناب مولوی محمد عبدالحمید صاحب ارشاد وکیل و میونسپل کمشنر و وائس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ

غازی پور

عبدالرحمن فاضل بے مثل
مہر تابان خاور منطق
برسر طالبان علم و ہنر
برکشایندۂ در منطق
ہست در اردو سلیس و نفیس
بہر این شرح رہبر منطق

یار منقول و یاور منطق
در کشیدست شانۂ تشریح
وانہادست افسر منطق
یاکہ راہ مصائب تہذیب
مایۂ فضل و دفتر منطق
گفت ارشاد ملہم غیبی

ماہ رخشان چرخ معقولات
سر زلف معنبر منطق
شرح تہذیب اوست مفتاحی
یافت شمع منور منطق
خواست طبعم چو مصرع تاریخ
مخزن عقل و جوہر منطق

۱۳۱۶ھ

ولہ

سیدی حافظ عبدالرحمن
کامل عصر و فقیہ فائق
بر سماوات رموز اشراق
در علوم حکمیہ حاذق
جان تہذیب و عزیز دلہا
در ازل یافتہ طبع لائق

مونس و یار و حبیب صادق
پئے معقول حکیم بے مثل
جلوہ افروز چو بدر و شارق
خلق مشتاق عروس سخنش
ربط طبعش بلطافت واثق
الغرض در ہمہ اوصاف کمال

مخزن علم حدیث و تفسیر
بہر منقول بحیر رائق
در فن نظم و قوافی استاد
چون پئے دیدن عذرا وامق
بہ تناسب پئے ہر علم و ہنر
بردہ گوئے از علمائے سابق

حلِ تہذیب باُردوے سلیس
جلوہ افروخت چو صبحِ صادق

دلکش و روح فزاے شائق
حصر خوبیش زبان کردم لال

بر رُخِ دہر زِ شرق طبعش
بہر تاریخ گر شد ناطق

گفتم از بہرِ سبحی اِرشاد
شرح تہذیب دلیلِ منطق
۹۸ ۱۲۸۶

جنابِ مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

قطعۂ سال برائے رسالۂ بے عدیل مؤلفۂ مولوی محمد عبد الرحمٰن بقا سلّمہ

عبد الرحمٰن بقا کہ ہست امروز
می توان گفت قادرِ منطق
سینہ اش معدنِ علوم و حکم
ذاتِ او مجمع زاہرِ منطق
معدنِ طبعِ نکتہ انگیزش
این قدر راز نوادرِ منطق

حکمت آموز و ماہرِ منطق
دارد اعجاز در علوم و فنون
خاطرش بحرِ زاخرِ منطق
شرح تہذیب کرد در اُردو
کرد یکجا جواہرِ منطق
ذکرِ باب و فصول ہست فصول

گرچہ دارد کمال در ہمہ علم
نہ فقط ہست ساحرِ منطق
بر سماے علوم و چرخِ فنون
از سرِ فکر عائرِ منطق
کے توان یافت در شروحِ قدیم
حرف حرفش مظاہرِ منطق

طالب علم از معاینہ اش
گفت شمشاد بہرِ تاریخش

کے توان ماند قاصرِ منطق
کشفِ اسرار نادرِ منطق
۱۶ ۱۳ ھ

جنابِ مولوی حافظ محمد عبد المنان صاحب وفا برادر جنابِ مصنف

فاضلِ اکمل کاملِ افضل
فلسفیان را حجت قاطع
نیک شمائل جانِ فضائل
جملۂ علم و فن را جامع

حبرِ معظم عالمِ بارع
مدرس و ذلیق و ماہرِ مصقع
فخرِ اوائل صدرِ مجامع
غیثِ فیوض و بحرِ افادت

مستند اربابِ شریعت
فضل و ادب را شمس لامع
فہم و لبیب و کیس و عارف
چرخِ ہدیٰ را کوکبِ ساطع

ورع و محدث کنز سعادت
راکع و ساجد خاشع و خاضع
مولانا استاد و اخینا
صاحب ذہن ثاقب و ساطع
ہست پئے تہذیب باردو
دُر ثمین مطبوع طبائع
یاد فدایش چون شمسے
ہمچو نیر آسمانش لامع
جلوه فگن از کلک وفا شد
پیک خیالم گشت چو راجع

تابع امر و نہی شارع
نور یقین و شمع ہدایت
رایت مجد و عز را رافع
نامۂ نو بنوشت بمنطق
شرح عجیب و دلکش و نافع
متبع شد از حسن بیانش
افق مبین و شرح مطالع
خواست دلم چون از پے سالش
شمع دانش حجت ساطع
۱۶ ۱۳ ہجری
تفسیر التہذیب ندا زد
۱۸۹۸ع

در محراب زہد و طاعت
ظلمت کفر و شر را دافع
یعنی حافظ عبد الرحمن
روح فزائی قاری و سامع
مقصد روح تفتازانی
ہمچو بدیہی شکل رابع
از حد تعریف آن افزون
مصرع افصح جان صنائع
بہر تلاشش سال مسیحی
ہاتف غیب از سقف تاسع

ولہ

قطب دوران و ارسطوئے زمان و فرد عصر
آنکہ بر اوج علوم عقل و نقل و فرع و اصل
از اشاراتش شفا یابند بیماران جہل
خامۂ فیضش کہ آمد جان نواز طالبان
با براہین و دلائل بر طریق دلپسند
حبذا شرح لطیف و مطمح اہل نظر
لفظ لفظش معدن دُرہائے اسرار و نکات
آفرین بر صنعت کلک گہر سلک وفا

ذات او آمد سراپا معنئ افظ حکم
فارس طبع ذکی و عالی اورد علم
انطق و اسمع شده از فیض او جذر اصم
نامۂ معجز نما در علم منطق زد رقم
وا نموده مطلب تہذیب بروجہ اتم
نافع ہر خاص و عام و بیمثال و مغتنم
حرف حرفش مطلع تابان انوار حکم
سال تصنیفش بہر مصراع بیتے زد رقم

جوہر مکنون حکمت مطلع مہر دلیل
سُلّم تحصیل منطق رکن عالی حکم
۱۶ ۱۳ ہجری

ولہ

شرح تہذیب چون رقم فرمود
بہر سالش وفا ز مخزن فکر

زبدۂ فاضلان ستوده صفات
یافت مفتاح علم معقولات
۱۶ ۱۳ ہجری

۱ـ منطق

۲ـ [illegible] معنوی، عبدالحسین

۳ـ [illegible]